PEACE EDUCATION PROGRAMME

Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism

فروغِ امن اور اِنسدادِ دہشت گردی

کا

اِسلامی نصاب

سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے

PEACE EDUCATION PROGRAMME

Islamic Curriculum on Peace & Counter-Terrorism

فروغِ امن اور انسدادِ دہشت گردی

کا

اسلامی نصاب

سول سوسائٹی کے جملہ طبقات کے لیے

پیش کردہ

تحریکِ منہاج القرآن

فرید مِلّت رِیسرچ انسٹی ٹیوٹ

مرتّبین:	ڈاکٹر رحیق اَحمد عباسی، غلام مرتضٰی علوی محمد منہاج الدین
مطبع:	منہاج القرآن پرنٹرز، لاہور
اِشاعت نمبر ۱:	اپریل 2015ء
تعداد:	1,200

ناشر



منہاج القرآن پبلیکیشنز

365، ایم بلاک، ماڈل ٹاؤن، لاہور پاکستان

Ph. [+92–42] 111 140 140, 3516 5338

Fax. [+92–42] 3516 3354

www.minhaj.biz mqi.salespk@gmail.com



B0-0011-1

'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب'

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی براہِ راست ہدایات اور رہنمائی میں ان کے مبسوط تاریخی فتویٰ (دہشت گردی اور فتنہ خوارِج) اور دیگر مطبوعہ و غیر مطبوعہ تصانیف اور دروس و خطبات سے اِستفادہ کرتے ہوئے ریسرچ اسکالرز کی ٹیم نے مرتب کیا ہے۔

بسم الله الرحمن الرحيم

مولاي صل وسلم دائما أبدا

على حبيبك خير الخلق كلهم

محمد سيد الكونين والثقلين

والفريقين من عرب ومن عجم

اللهم صل على سيدنا ومولانا محمد وعلى آله وصحبه وبارك وسلم

فہرست

باب سوم

باب چہارُم

باب ہفتم

باب نہم

پیش لفظ

گزشتہ دو عشروں سے جاری دہشت گردی، قتل و غارت گری، جنگ و جدال، فتنہ و فساد اور خود کش دھماکوں جیسے انسان دشمن، سفاکانہ اور بہیمانہ اِقدامات نے پوری دنیا کو شدید کرب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ یہ ایک بین الاقوامی و عالمی phenomenon ہے جسے کئی عناصر اپنے خفیہ مقاصد کے لیے اسپانسر کر رہے ہیں۔ یہ عفریت کسی خاص طبقہ، خطہ یا ملک کی بجائے پوری دنیا کے اَمن کو تباہ کر رہا ہے۔ مختلف مسلم ممالک کے علاوہ انگلینڈ، کینیڈا، امریکہ اور کئی مغربی ممالک میں مقیم نوجوان - جنہیں اسلام کے بارے میں فکری واضحیت (conceptual clarity) نہیں ہے - وہ دہشت گردی اور قتل و غارت گری کو جہاد سمجھ کر اس کی طرف راغب ہو رہے ہیں۔

اِس تناظر میں دوسرا تکلیف دہ مسئلہ یہ ہے کہ دہشت گرد گروہ اپنے مکروہ مقاصد اور مذموم عزائم کو اِسلام کے تصورِ جہاد سے منتھی کرتے ہیں۔ وہ اِسی اِنتہا پسندانہ اور دہشت گردانہ سوچ کے ساتھ شریعتِ اِسلامیہ کے نفاذ کی بات کرتے ہیں، اِعلاے کلمۃ اللہ کا نعرہ بلند کرتے ہیں، خلافتِ اِسلامیہ کی بحالی اپنا مطمع نظر گردانتے ہیں اور اِسلامی اِصطلاحات و فقہی تصورات کے ذریعے اپنے عمل کی بنیاد بھی ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قرآنی آیات، اَحادیثِ نبویہ اور فقہی عبارات کو سیاق و سباق سے کاٹ کر اِسلامی مصادر سے ناآشنا سادہ لوح مسلمانوں بالخصوص نوجوانوں کو متاثر کرتے ہیں۔

اِسلام کے نام پر کارروائیاں کرنے والے دہشت گردوں کی انسانیت دشمن کارروائیوں سے دنیا کا کوئی خطہ محفوظ نہیں رہا۔ عالمی سطح پر عراق، شام، یمن، افغانستان، سوڈان اور صومالیہ وغیرہ میں اِحترامِ اِنسانیت اور تکریمِ آدمیت کو پامال کیا جا رہا ہے، زندہ

لوگوں کو آتشیں اسلحہ سے بھونا جا رہا ہے اور عام شہریوں کی گردن زنی کی فلمیں بنا کر لوگوں میں دہشت پھیلائی جا رہی ہے؛ جب کہ پاکستان بھی اِس ناسور سے محفوظ نہیں ہے۔ اگر ایک طرف انسانوں کی گردنوں کے فٹ بال بنا کر ان سے کھیلا گیا تو دوسری طرف پشاور میں معصوم بچوں کے اجتماعی قتل عام کی ہولناک داستان رقم کی گئی۔ یہ کسی ایک ملک کا نہیں بلکہ ایک عالم گیر مسئلہ ہے۔ امریکہ میں 9/11 ہو یا برطانیہ میں 7/7، ممبئی میں تاج محل کا واقعہ ہو یا فرانس میں چارلی ہیبڈو حملے، کینیا کی یونی ورسٹی میں طلبا کا قتل عام ہو یا عراق، شام، لیبیا اور یمن میں دہشت گرد تنظیموں کی سفا کی؛ افغانستان میں دو دہائیوں سے جاری جنگ ہو یا پاکستان کے بازاروں، مساجد، امام بارگاہوں، فوجی مقامات وتنصیبات اور اسکولوں پر حملے، دنیا بھر میں ان تمام کارروائیوں میں ملوث جملہ تحریکوں اور تنظیموں میں ایک بات مشترک ہے کہ وہ اپنی کارروائیاں جہاد سمجھ کر سر انجام دیتے ہیں اور اسلامی تصورات و نظریات کی خود ساختہ تشریح وتعبیر میں اِن کا جواز گردانتے ہیں۔

اِس تناظر میں حالات اِس اَمر کے متقاضی ہیں کہ اِسلامی تعلیمات اور آفاقی صداقتوں کی روشنی میں دہشت گردی کی فکر اور اِنتہا پسندانہ نظریات کے خلاف بین الاقوامی سطح پر ہر طبقہ کو ذہنی وفکری طور پر تیار کیا جائے۔ معاشرے سے اِنتہا پسندی کے خاتمے کے لیے عملی اِقدامات کیے جائیں تاکہ دہشت گردوں کے فکری و نظریاتی سرچشموں کا بھی ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوجائے۔ مزید برآں اِنتہا پسندانہ اَفکار ونظریات کے خلاف مدلّل مواد ہر طبقۂ زندگی کو اُس کی ضروریات کے مطابق فراہم کردیا جائے تاکہ معاشرے سے اس تنگ نظری و اِنتہا پسندی کا بھی خاتمہ ہوسکے جہاں سے اِس دہشت گردی کو فکری و نظریاتی غذا حاصل ہوتی ہے۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہرالقادری نے گزشتہ چونتیس سال سے انتہا پسندی، تنگ نظری، فرقہ واریت اور دہشت گردی کے خلاف علمی وفکری میدانوں میں بھرپور جد و جہد کی

ہے۔ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے خلاف ناقابلِ تردید دلائل و براہین پر مشتمل آپ کا تاریخی فتوی 2010ء سے کتابی شکل میں دست یاب ہے۔ یہ مبسوط فتویٰ اُردو، انگریزی، ہندی اور انڈونیشین زبانوں میں شائع ہوچکا ہے جب کہ عربی، نارویجن، ڈینش، فرانسیسی، جرمن اور اسپینش زبانوں میں زیرِ اِشاعت ہے۔ اِنتہا پسندانہ تصورات ونظریات کے خلاف اور اِسلام کے محبت و رحمت، اَمن و رواداری اور عدمِ تشدد کی تعلیمات پر مبنی حضرت شیخ الاسلام کی درجنوں کتب منظرعام پر آچکی ہیں، جن میں سے بعض درج ذیل ہیں:

1. Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings
2. Islam on Mercy and Compassion
3. Muhammad ﷺ: The Merciful
4. Muhammad ﷺ: The Peacemaker
5. Relations of Muslims and non-Muslims
6. Islam on Serving Humanity
7. Islam on Love & non-Violence
8. The Supreme Jihad
9. Islamic Means of Peace
10. Peace, Integration and Human Rights
11. Teachings of Islam Series: Peace and Submission
12. Teachings of Islam Series: Faith
13. Teachings of Islam Series: Spiritual & Moral Excellence
14. Islamic Spirituality & Modern Science (The Scientific Bases of Sufism)
15. دہشت گردی اور فتنہ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)
16. اِسلام اور اَہلِ کتاب (تعلیماتِ قرآن و سُنّت اور تصریحاتِ اَئمہ دین)

17. الجہاد الاکبر

18. اِسلام میں محبت اور عدمِ تشدّد

19. اَلْبَيَان فِي رَحْمَةِ الْمَنَّان ﴿رحمتِ اِلٰہی پر اِیمان اَفروز اَحادیثِ مبارکہ کا مجموعہ﴾

20. اَلْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰی ﷺ ﴿جمیع خلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت﴾

21. سلسلۂ اَربعینات: اَلْعَطَاءُ الْعَمِيْم فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْعَظِيْم ﷺ ﴿رحمتِ مصطفیٰ ﷺ﴾

22. اَلْأَحْكَامُ الشَّرْعِيَّة فِي كَوْنِ الْإِسْلَامِ دِيْنًا لِخِدْمَةِ الْإِنْسَانِيَّة (اِسلام اور خدمتِ اِنسانیت)

اب ضرورت اِس اَمر کی تھی کہ اِس علمی ذخیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے ایک قدم اور آگے بڑھا جائے اور مختلف طبقاتِ زندگی کے لیے مختلف دورانیے کے کورسز تیار کیے جائیں تاکہ ان کورسز کے ذریعے معاشرے کے ہر فرد کو عملی طور پر اتنا تیار اور پختہ کر دیا جائے کہ وہ کسی بھی سطح پر اِنتہا پسندانہ نظریات و تصورات سے نہ صرف خود محفوظ رہیں بلکہ اپنے اپنے حلقات میں اِسلام کے اَمن و محبت اور برداشت پر مبنی اَفکار و کردار کو بھی عام کر سکیں۔

اِس وقت عالم انسانیت کا سب سے اہم مسئلہ اَمن اَمان کی بحالی ہے۔ اس اہم اور فوری مقصد کو حاصل کرنے کے لیے کوئی ادارہ، ریاست یا یونی ورسٹی آگے نہیں بڑھی کہ قیامِ اَمن اور اِنسداد دہشت گردی و انتہا پسندی کو ایک science، subject اور curriculum کے طور پر متعارف کروایا جائے۔ شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے اس فوری اور ناگزیر ضرورت کا بروقت اِدراک کرتے ہوئے فیصلہ فرمایا کہ تحریک منہاج القرآن اپنی تعمیری اور فکری روایات کے مطابق اِس ذمہ داری کو بھی پورا کرے۔ اِس مقصد کے

حصول کے لیے اُنہوں نے براہِ راست اپنی نگرانی اور ہدایات کی روشنی میں تحریک منہاج القرآن کے تحقیقی ادارے 'فریدِ ملّتؒ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (FMRi)' کے محققین سے 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب (Islamic Curriculum on Peace and Counter-Terrorism)' مرتب کروایا ہے جو پانچ مختلف طبقات کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ آپ نے جملہ نصابات کی ہر ہر مرحلے پر نہ صرف نگرانی کی بلکہ تمام مسودات بھی ملاحظہ فرمائے۔ اِس طرح الحمد للہ اِس اَہم اور وقیع پراجیکٹ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی سعادت بھی تحریک منہاج القرآن کے نصیب میں آئی۔ تحریک منہاج القرآن کی طرف سے نہ صرف اُمتِ مسلمہ بلکہ پوری دنیا کے لیے یہ ایک عدیم النظیر اور فقید المثال تحفہ ہے۔ اِن شاء اللہ یہ نصابات بحالیِ اَمن کے سلسلے میں مختلف طبقاتِ معاشرہ کی فکری و نظریاتی تربیت کے سلسلے میں ایک سنگِ میل ثابت ہوں گے۔

زیرِ نظر نصاب سول سوسائٹی کے تمام طبقات کے لیے مرتب کیا گیا ہے چاہے اُن کا تعلق کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے ہو۔ یہ عوام الناس میں محبت و مودت، عدمِ تشدد اور معاشرے میں اِسلام کے تصورِ اَمن و سلامتی کے کلچر کو فروغ دینے کے لیے تیار کیا گیا ہے۔ **بقیہ چار نصابات کے برعکس یہ صرف نصاب نہیں ہے بلکہ ایک مکمل درسی کتاب ہے جس میں نصاب کی تمام تفصیلات مع مشتملات شامل کر دی گئی ہیں۔**

اِس نصاب کے معلمین و اساتذہ کی سہولت کے لیے نصاب کے آخر میں شیخ الاسلام کی تمام متعلقہ کتب اور اُردو و انگریزی خطابات کی فہرست بھی درج کر دی گئی ہے۔ نیز نصاب میں درج شدہ مصادر و مراجع کی طباعتی تفصیلات بھی بالکل آخر میں الگ سے شامل کر دی گئی ہیں۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی ہدایات اور رہنمائی میں مرتب کردہ 'فروغِ اَمن اور اِنسدادِ دہشت گردی کا اِسلامی نصاب' نہایت جامع ہے۔ اگر مقتدر طبقات معتدل

فکر کو پروان چڑھانے کے لیے اِس اِسلامی نصاب سے کما حقہٗ اِستفادہ کرتے ہیں اور مذکورہ طبقات کے لیے اِس کے کورسز کا بھرپور اِہتمام کرتے ہیں تو ہمیں اللہ رب العزت کی بارگاہ میں کامل یقین ہے کہ معاشرے سے اِنتہا پسندی و تنگ نظری کے عفریت کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگا، اِنتہا پسندوں کی صورت میں دہشت گردوں کو ملنے والی نرسری کی نشو و نما ممکن نہ رہے گی اور اِن شاء اللہ تعالیٰ ہماری دنیا صحیح اِسلامی تعلیمات کے مطابق اَمن و سلامتی، تحمل و برداشت، رواداری اور ہم آہنگی کا گہوارہ بن سکے گی۔

ڈاکٹر رحیق اَحمد عباسی

فریدِ ملّت رِیسرچ اِنسٹی ٹیوٹ

نصاب کے اَغراض و مقاصد

یہ کورس سول سوسائٹی کے تمام طبقات کے لیے مرتب کیا گیا ہے چاہے ان کا تعلق کسی بھی شعبہ ہائے زندگی سے ہو۔ اِس کورس کے بنیادی مقاصد درج ذیل ہیں:

1۔ عوام الناس میں محبتِ اِنسانیت، برداشت اور عدمِ تشدد کے کلچر کو فروغ دینا

2۔ معاشرے میں اِسلام کے تصورِ اَمن و سلامتی کو فروغ دینا

3۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ کو بطور پیغمبرِ اَمن و رحمت اُجاگر کرنا

4۔ اَفرادِ معاشرہ میں حقیقی مسلمان کی صفات پیدا کرنے کی ترغیب دینا

5۔ عوام کو اِنتہا پسندی اور دہشت گردی پر مبنی فکر سے متنفر کرنا

6۔ اِنتہا پسندی اور دہشت گردی کے خاتمے کی اِجتماعی جد و جہد کے لیے عوامی شعور بیدار کرنا

7۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں دہشت گردی کی سزا کو واضح کرنا

8۔ غیر مسلموں کو ایذا رسانی اور انہیں قتل کرنے کی ممانعت کو واضح کرنا

9۔ جہاد اور مسلح بغاوت کی اِصطلاحات کی وضاحت اور اِزالۂ اِشکالات

10۔ انتہا پسندی اور دہشت گردی کی تاریخ اور دہشت گردوں کی علامات کو واضح کرنا

11۔ عامۃ الناس کو انتہا پسندی اور دہشت گردی کی ہر طرح کی معاونت اور ہمدردی سے دور کرنا

دورانیہ

یہ کورس چھ گھنٹے کی تدریس پر مشتمل ہوگا۔ اسے دو گھنٹے کی کلاس کی صورت میں تین روز میں اور ایک گھنٹہ کی کلاس کی صورت میں ایک ہفتہ میں مکمل کروایا جاسکے گا۔

متوقع شرکاء

یہ کورس سول سوسائٹی کے لیے ہے۔ اس کورس میں شرکت کے لیے تعلیمی قابلیت کی ضرورت نہیں، البتہ اردو اور قرآن مجید پڑھنے کی قابلیت رکھنے والے شرکا کو ترجیح دی جائے گی۔

اَساتذہ

اس کورس کو پڑھانے کے لیے نظامتِ دعوت و تربیت کے اسکالرز کی خدمات لی جائیں گی۔ بعد ازاں فیلڈ سے اسکالرز، خطباء اور علماء کی بھی خدمات لی جائیں گی۔

بابِ اوّل

اِسلام کا معنیٰ و مفہوم
اور
مسلمان و مومن کی صفات

اسلام سراپا امن و سلامتی ہے۔اسلام اپنی تعلیمات کے ذریعے ایک ایسا مسلمان تیار کرنا چاہتا ہے جو معاشرے کے لئے امن کا پیامبر ہو۔جس کی ذات سے دوسروں کو کسی بھی قسم کی کوئی تکلیف نہ پہنچے بلکہ وہ شخص افرادِ معاشرہ کو امن تقسیم کرنے والا ہو۔ معاشرے سے ظلم و ستم، ناانصافی، قتل و غارت گری اور دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ضروری ہے کہ اسلام کی تعلیماتِ امن و محبت کو عام کیا جائے۔ آج بدقسمتی سے مسلمان اور مومن کی پہچان کو اس کے چہرے، لباس، ظاہری وضع قطع اور چند عبادات کے ساتھ مخصوص کر لیا گیا ہے۔ اسلام اور ایمان کا معنی و مفہوم کیا ہے؟ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نگاہ میں ایک مومن یا مسلم کی حقیقی علامات کونسی ہیں؟ اور کیا اسلام میں کسی قسم کی تنگ نظری، انتہا پسندی یا دہشت گردی کی کوئی گنجائش ہے؟ ہم ان تمام سوالات کے جوابات کا قرآن و حدیث کی روشنی میں جائزہ لیتے ہیں۔

۱۔ اِسلام دینِ اَمن و سلامتی ہے

اسلام بذاتِ خود امن و سلامتی کا دین ہے اور دوسروں کو بھی امن و عافیت کے ساتھ رہنے کی تلقین کرتا ہے۔ اسلام کے دینِ امن و سلامتی ہونے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بھیجے ہوئے دین کے لئے نام ہی 'اسلام' پسند کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:

۱۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللهِ الْاِسْلَامُ. (۱)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہی ہے۔

۲۔ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا. (۲)

(۱) آل عمران، ۳: ۱۹

(۲) الحج، ۲۲: ۷۸

اور تمہارے لیے اسلام کو (بطورِ) دین (یعنی مکمل نظامِ حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔

۳۔ هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا.[(۱)]

اس (اللہ) نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے، اس سے پہلے (کی کتابوں میں) بھی اور اس (قرآن) میں بھی۔

۲۔ لفظِ اِسلام کا معنی اور مفہوم

لفظِ اسلام سَلَمَ یا سَلِمَ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی امن و سلامتی اور خیر و عافیت کے ہیں۔ اسلام اپنے لغوی معنی کے اعتبار سے سراسر امن (peace) ہے۔ گویا امن و سلامتی کا معنی لفظِ اسلام کے اندر ہی موجود ہے۔ لہٰذا اپنے معنی کے اعتبار سے ہی اسلام ایک ایسا دین ہے جو خود بھی سراپا سلامتی ہے اور دوسروں کو بھی امن و سلامتی، محبت و رواداری، اعتدال و توازن اور صبر و تحمل کی تعلیم دیتا ہے۔

امام راغب اصفہانی بیان کرتے ہیں: اَلسِّلْم اور اَلسَّلَامَة کا معنی ظاہری اور باطنی آفات سے پاک ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِلَّا مَنْ اَتَى اللّٰهَ بِقَلْبٍ سَلِيْمٍ ۝[(۲)]

مگر وہی شخص (نفع مند ہوگا) جو اللہ کی بارگاہ میں سلامتی والے بے عیب دل کے ساتھ حاضر ہوا ۝

باری تعالیٰ نے بھی اپنا ایک نام السّلام بیان فرمایا ہے، جس کا سبب بھی اَلسَّلَامَةُ مِنَ الْعَيْبِ وَالنَّقْصِ وَالْفَنَا یعنی اللہ تعالی کا ہر عیب، نقص اور فنا سے پاک ہونا ہے۔ اِس سے لفظِ 'اسلام' کے مذکورہ بالا معنی پر دلالت واقع ہوتی ہے کیونکہ اسمِ الٰہی ہونے کے باعث یہ لفظ اور اس کا مدلول اپنے اندر سلامتی، حسن، بھلائی اور خیر کے تمام معانی جمع کیے ہوئے ہے اور جملہ

(۱) المائدۃ، ۵: ۳

(۲) الشعراء، ۲۶: ۸۹

عوارضِ فساد کی مکمل نفی لیے ہوئے ہے۔

اسی وجہ سے تسلیم یعنی سلام کرنے کے عمل کو ہر مسلمان کا شعارِ ملاقات اور اس کی علامتِ اسلام بنا دیا گیا ہے کہ جب بھی دو مسلمان باہم ملیں تو ایک دوسرے کو **السلام علیکم** کہہ کر امن و سلامتی کی دعا اور پیغام دیں اور ایک دوسرے کے لئے ہر قسم کے شر و فساد اور عدوان وطغیان سے محفوظ رہنے کی نیک خواہش کا اظہار کریں۔ یہی حکم مسلمانوں کو **خروج عن الصلوٰۃ** پر دیا گیا ہے کہ نماز کا اختتام بھی دائیں بائیں ہر ایک کے لیے سلامتی، امن، امان اور حفاظت و عافیت کے پیغام پر کریں۔

جنت کو بھی **دَارُ السَّلَامَ** اسی لئے کہا گیا ہے کہ اس میں کوئی فنا اور موت نہ ہوگی۔ نہ کسی کی زندگی کو خطرہ ہوگا، نہ کسی کی صحت کو، نہ کسی کی عزت کو پریشانی لاحق ہوگی اور نہ کسی کی حرمت کو۔

اسلام اپنے لفظ، معنی اور عنوان کے لحاظ سے کلیتًا امن وسلامتی، خیر و عافیت اور حفظ و امان کا نام ہے۔ دوسرے لفظوں میں اسلام فساد و ہلاکت سے نہ صرف محفوظ و مامون ہونے بلکہ ہر ایک کو محفوظ و مامون رکھنے کا نام ہے۔ اس میں اصلاً کسی فساد انگیزی، تباہی و بربادی اور تفرقہ و انتشار کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس کی تعلیمات کا ہر پہلو انتہا پسندی اور دہشت گردی کی نفی کرتا ہے اور اس کی جگہ بھلائی، آبادی، شادابی، سلامتی، ترقی، عافیت اور نفع بخشی کی ترغیب اور ضمانت دیتا ہے۔ سو جس شخص کا طرزِ عمل اسلام کے اساسی معنی اور اس کے فکری و عملی اطلاق سے متصادم ہوگا اس کا اسلام سے ہرگز کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہوگا۔

۳۔ مسلمان کی علامات و صفات

حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلمان کی پہچان، اعمال اور ظاہری حُلیے سے نہیں کروائی بلکہ اخلاق سے کروائی ہے۔ آپ ﷺ نے مسلمان کی جتنی بھی علامات بیان کی ہیں ان کا تعلق افرادِ معاشرہ کے ساتھ باہمی حسن سلوک سے ہے۔

(۱) دوسروں کے لیے امن وسلامتی کا ضامن ہونا

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ﷛ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُونَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ. (۱)

مسلمان وہ ہے جس نے اپنی زبان اور اپنے ہاتھ سے دوسرے مسلمانوں کو محفوظ رکھا۔

۲۔ اِمام احمد بن حنبل اپنی مسند میں حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص ﷛ سے روایت کرتے ہیں:

أنّ رجلاً قال: يا رسول الله، أيُّ الإسْلام أفضلُ؟ قَالَ ﷺ: مَنْ سَلِمَ النَّاس مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ. (۲)

ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ! کون سا اِسلام افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: (اُس شخص کا اِسلام سب سے بہتر ہے) جس کی زبان اور ہاتھ سے تمام لوگ محفوظ رہیں۔

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الإيمان، باب من سلم المسلمون من لسانه ويده، ۱: ۱۳، رقم: ۱۰
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان تفاضل الإسلام وأيّ أُموره أفضل، ۱: ۶۵، رقم: ۴۱
۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۴۰، رقم: ۱۵۶۷۳
۴۔ ترمذی، السنن، كتاب الإيمان، باب ما جاء في أن المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده، ۵: ۱۷، رقم: ۲۶۲۷
۵۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۴۰۶، رقم: ۱۸۰
(۲) أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۱۸۷، رقم: ۶۷۵۳

مذکورہ حدیثِ مبارکہ میں حضور نبی اکرم ﷺ نے أَيُّ الْإِسْلَامِ أَفْضَلُ کا جواب مَنْ سَلِمَ النَّاسَ مِنْ لِسَانِهِ وَيَدِهِ دے کر لوگوں کے اس اعتراض کو رفع فرما دیا ہے کہ 'ہم کس کا اسلام مانیں اور کس کا نہ مانیں'۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اسلام کا واضح تصور (crystal clear vision) دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ بہترین اسلام ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھ اور زبان سے تمام طبقاتِ انسانی محفوظ رہیں جو بقاے باہمی، محبت و رواداری، تحمل و برداشت اور بین المذاہب رواداری کے علم بردار ہوں۔ اس کے برعکس اگر کوئی تبلیغ و تنفیذِ دین کے لیے انتہا پسندی، نفرت و تعصب، افتراق و انتشار اور جبر و تشدد کا راستہ اختیار کرے اور پُراَمن شہریوں کا خون بہائے تو ایسے لوگ، چاہے ظاہری طور پر اَعمالِ شرعی کے پابند ہی کیوں نہ ہوں، ان کا دعویٰ اسلام ہرگز پسندیدہ اور مقبول نہیں ہو سکتا کیونکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حقیقی اسلام کو پرکھنے کا معیار (criterion) بنیادی طور پر امن و سلامتی کو قرار دیا ہے۔

(۲) کثرت سے سلام کرنا اور کھانا کھلانا

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا: 'کون سا اِسلام بہتر ہے؟' آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تُطْعِمُ الطَّعَامَ، وَتَقْرَأُ السَّلَامَ عَلٰى مَنْ عَرَفْتَ وَمَنْ لَمْ تَعْرِفْ. (۱)

(بہترین اسلام یہ ہے کہ) تم (دوسروں کو) کھانا کھلاؤ اور (ہر ایک کو) سلام کرو، خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہیں جانتے۔

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الإیمان، باب إطعام الطعام مِنَ الإسلام، ۱: ۱۳، رقم: ۱۲
۲۔ أیضاً، باب إفشاء السلام مِن الإسلام، ۱: ۱۹، رقم: ۲۸
۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الإیمان، باب بیان تفاضل الإسلام ونصف أموره أفضل، ۱: ۶۵، رقم: ۳۹

(۳) مسلمان مددگار ہوتا ہے

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

اَلْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يُسْلِمُهُ، مَنْ كَانَ فِي حَاجَةِ أَخِيهِ كَانَ اللهُ فِي حَاجَتِهِ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ كُرْبَةً فَرَّجَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِنْ كُرُبَاتِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۱)

ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے۔ جو شخص اپنے کسی (مسلمان) بھائی کی حاجت روائی کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرماتا ہے۔ جو شخص کسی مسلمان کی (دُنیوی) مشکل حل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی قیامت کی مشکلات میں سے کوئی مشکل حل فرمائے گا اور جو شخص کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

الْمُسْلِمُ أَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ وَلَا يَخْذُلُهُ وَلَا يَحْقِرُهُ،... بِحَسْبِ امْرِيءٍ مِنَ الشَّرِّ أَنْ يَحْقِرَ أَخَاهُ الْمُسْلِمَ. كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ؛ دَمُهُ وَمَالُهُ وَعِرْضُهُ. (۲)

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المظالم، باب لا یظلم المسلم المسلم ولا سلمه، ۲: ۸۶۲، رقم: ۲۳۱۰

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، ۴: ۱۹۹۶، رقم: ۲۵۸۰

۳۔ ترمذی، السنن، کتاب الحدود، باب ما جاء فی الستر علی المسلم، ۴: ۳۴، رقم: ۱۴۲۶

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ودمه وعرضه وماله، ۴: ۱۹۸۶، رقم: ۲۵۶۴ ←

مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، وہ نہ تو اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اُسے ذلیل کرتا ہے اور نہ ہی اسے حقیر سمجھتا ہے۔ ۔۔۔کسی مسلمان کے لئے اتنی برائی (ہی) کافی ہے کہ وہ اپنے کسی مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ ایک مسلمان پر دوسرے کا خون، اس کا مال اور اس کی عزت (و آبرو پامال کرنا) حرام ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے مذکورہ بالا اَحادیث مبارکہ میں بعض مقامات پر مطلقاً لفظِ 'النَّاس' استعمال کر کے اس حقیقت کی طرف واضح اشارہ فرما دیا ہے کہ **مسلمان اور مومن صرف وہی شخص ہو گا جس سے بلا تفریقِ دین و مذہب ہر شخص کی جان و مال اور عزت و آبرو محفوظ ہو۔ لہٰذا جو شخص آدمیت و انسانیت کا احترام ملحوظِ خاطر نہ رکھے اور قتل و غارت گری، فساد انگیزی اور جبر و تشدد کا راستہ اختیار کرے، وہ کتنی ہی عبادت و ریاضت کرتا پھرے، ہرگز مومن نہیں ہو سکتا۔ اگر کسی شخص نے داڑھی رکھی ہو، تسبیح و تہلیل بھی کرتا ہو، نماز پنجگانہ ادا کرتا ہو، روزوں کا اہتمام کرتا ہو، تہجد گذار اور قائم اللیل ہو اور دعوت و تبلیغ کے علاوہ ہر سال حج و عمرہ بھی کرتا ہو، الغرض تمام عبادات کے باوجود اس سے لوگوں کی جان و مال محفوظ نہ ہوں تو یہ تمام عبادات اسے اللہ کے عذاب سے نہیں بچا سکتیں، کیونکہ حقیقی فلاح کا انحصار محض ظاہری عبادات پر نہیں بلکہ قلبِ سلیم پر ہے۔** یعنی اگر اندر کا انسان نہیں بدلا، وہ وحشی اور درندہ ہے تو باہر کے انسان کو جتنے بھی پارسائی کے لبادے اوڑھا لیں، اس سے اللہ کو ہرگز دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

۴۔ لفظِ ایمان کا معنی و مفہوم

لفظِ ایمان أَمِنَ يَأْمَنُ أَمْناً سے مصدر ہے۔ اس کے معنی میں بھی اسلام کی طرح 'امن و امان' کی ہی کامل دلالت ہے۔ إِيْمَان اور آمَنَ لغتِ عرب میں دو طرح آتے ہیں: متعدی

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۷۷، رقم: ۷۷۱۳

۳۔ عبد بن حميد، المسند، ۱: ۴۲۰، رقم: ۱۴۴۲

۴۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۶: ۹۲، رقم: ۱۱۲۷۶

۵۔ أيضاً، شعب الإيمان، ۵: ۲۸۰، رقم: ۶۶۶۰

اور غیر متعدی۔ اس طرح لفظِ مومن کے دو معنی ہوئے: خود امن پانے والا اور دوسروں کو امن فراہم کرنے والا۔ حدیثِ نبوی میں ستاروں کو أَمَنَةٌ کہا گیا ہے: اَلنُّجُوْمُ أَمَنَةُ السَّمَاءَ، فَإِذَا ذَهَبَتِ النُّجُوْمُ أَتَی السَّمَاءَ مَا تُوْعَدُ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ستارے آسمانی کائنات کی امان ہیں۔ جب وہ باہم ٹکرا کر گر جائیں گے تو قیامت آ جائے گی یعنی کائنات کا خاتمہ ہو جائے گا اسی طرح حضور ﷺ نے خود کو اپنے صحابہ کے لئے أَمَنَةٌ فرمایا: وَأَنَا أَمَنَةٌ لِأَصْحَابِي فَإِذَا ذَهَبْتُ أَتٰی أَصْحَابِي مَا يُوْعَدُوْنَ[1] 'میں اپنے اصحاب کے لئے امان ہوں، جب میں دنیا سے ظاہراً رخصت ہو جاؤں گا تو ان پر مخالفتوں، بغاوتوں اور عداوتوں کے فتنے ٹوٹ پڑیں گے جن کا ان سے وعدہ کیا گیا ہے'۔

الغرض ہر جگہ أَمَنَة، اَمن، امان کے معنی میں بیان ہوا ہے اور یہی لغت میں لفظِ ایمان کی اصل ہے۔ سو معلوم ہوا کہ لفظ ایمان کے مادہ میں اور اس کے تمام مشتقات (derivatives) میں امن، امان ہی کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جس شخص کا عمل یا اقدام امن امان کے خلاف ہے بلکہ اس کی تباہی اور خاتمہ کا باعث ہے اور وہ اپنی کارروائیوں سے خوف پھیلاتا ہے اور دہشت گردی، قتل و غارت گری اور تباہ کاری کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کا کوئی تعلق ایمان سے نہیں ہوسکتا۔

۵۔ مومن کی علامات و صفات

مسلم کی طرح مومن کی تمام علامات بھی اخلاق حسنہ سے ہی متعلق ہیں۔ ایک حقیقی مومن وہی ہے جو دوسروں کی جان و مال عزت وآبرو کا محافظ ہو، پڑوسی کا خیال رکھے اور انسانیت کی تکریم کرے۔

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب فضائل الصحابة، باب بيان أن بقاء النبي ﷺ أمان لأصحابه وبقاء أصحابه أمان للأمة، ۴: ۱۹۶۱، رقم: ۲۵۳۱
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۹۸، رقم: ۱۹۵۸۴
۳۔ أبو يعلى، المسند، ۱۳: ۲۶۰، رقم: ۷۲۷۶

(۱) جان و مال اور عزتوں کا محافظ

حضور نبی اکرم ﷺ نے ایمان کو امن، امان اور امانت داری کے ساتھ مشروط فرمایا ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْمُؤْمِنُ مَنْ أَمِنَهُ النَّاسُ عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ. (۱)

مومن وہ ہے کہ جس کے پاس لوگ اپنے خون (یعنی جان) اور مال محفوظ سمجھیں۔

۲۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهِ وَيَدِهِ. (۲)

سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔

(۲) پڑوسی اور مہمان کی تکریم کرنے والا

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ. (۳)

جو اللہ ﷻ پر اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اپنے ہمسائے کو نہ ستائے، جو اللہ ﷻ

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۳۷۹، رقم: ۸۹۱۸
۲۔ نسائي، السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، ۸: ۱۰۴، رقم: ۴۹۹۵

(۲) ۱۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۱: ۵۴، رقم: ۲۳
۲۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۴۲۶، رقم: ۱۹۷

(۳) ۱۔ بخاری، الصحيح، كِتاب الأَدَب، باب مَن كَانَ يُؤْمِنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، ۵: ۲۲۴۰، رقم: ۵۶۷۲

اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اپنے مہمان کی عزت کرے اور جو اللہ ﷻ اور روزِ قیامت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہیے کہ اچھی بات کرے یا خاموش رہے۔

۲۔ حضرت ابو شریح رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اِرشاد فرمایا:

وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ، وَاللهِ لَا يُؤْمِنُ. قِيْلَ: مَنْ يَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ: الَّذِي لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ. (۱)

خدا کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، خدا کی قسم! وہ ایمان والا نہیں، خدا کی قسم! وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! کون (مومن نہیں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جس کا پڑوسی اس کی ایذا رسانی سے محفوظ نہیں۔

۳۔ مزید یہ ارشادِ گرامی بھی اسی تصور کی تائید کرتا ہے:

.... ۲۔ أيضاً، باب إِكْرَامِ الضَّيْفِ وَ خِدْمَتِهِ إِيَّاهُ بِنَفْسِهِ، ۵: ۲۲۷۳، رقم: ۵۷۸۵

۳۔ أيضاً، كتاب الرِّقَاقِ، باب حِفْظِ اللِّسَانِ، ۵: ۲۳۷۶، رقم: ۶۱۱۰

۴۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب الحث على إكرام الجار والضيف ولزوم الصمت إلا عن الخير، ۱: ۶۸، ۶۹، رقم: ۴۷، ۴۸

۵۔ أبو داود، السنن، كتاب الأدب، باب فی حق الجوار، ۴: ۳۳۹، رقم: ۵۱۵۴

۶۔ ترمذی، السنن، كتاب الصفة والرقائق والورع، باب: (۵۰)، ۴: ۶۵۹، رقم: ۲۵۰۰

۷۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الأدب، باب حق الجوار، ۲: ۱۲۱۱، رقم: ۳۶۷۲

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتابُ الأدَب، باب إِثْمِ مَن لَا يَأمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ، ۵: ۲۲۴۰، رقم: ۵۶۷۰

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان تحريم ايذاء الجار، ۱: ۶۸، رقم: ۴۶

لَا إِيْمَانَ لِمَنْ لَا أَمَانَةَ لَهُ. (۱)

جس شخص کی زندگی میں امانت نہیں ہے (یعنی وہ لوگوں کی جان و مال اور دیگر حقوق و فرائض پر امین نہیں ہے) وہ قطعاً صاحبِ ایمان نہیں ہے۔

(۳) بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے تو ایمان کا اطلاق اس کردار سے مشروط فرما دیا ہے:

مَا آمَنَ بِی مَنْ بَاتَ شَبْعَانًا وَجَارُهُ جَائِعٌ. (۲)

جس شخص کا پڑوسی بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھانا کھائے اور سو جائے، تو وہ شخص مجھ پر ایمان ہی نہیں لایا۔

(۴) مومن غمگسار ہوتا ہے

۱۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهُ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى. (۳)

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۴۲۲، رقم: ۱۹۴
۲۔ ابن خزیمة، الصحیح، ۴: ۵۱
۳۔ بیهقی، السنن الکبری، ۴: ۹۷
۴۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۶: ۱۵۹
۵۔ طبراني، المعجم الکبیر، ۸: ۱۹۵

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۱: ۲۵۹، رقم: ۷۵۱
۲۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۲: ۱۵

(۳) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب رَحْمَةِ النَّاسِ وَالبَهَائِمِ، ۵: ۲۲۳۸، رقم: ۵۶۶۵

مومنین کی مثال ایک دوسرے پر رحم کرنے، دوستی رکھنے اور شفقت کا مظاہرہ کرنے میں ایک جسم کی طرح ہے۔ چنانچہ جب جسم کے کسی بھی حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار میں اس کا شریک ہوتا ہے۔

(۵) کمالِ ایمان - عمدہ اخلاق

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ إِيْمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وَخِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ. (۱)

مومنوں میں سے کامل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو ان میں سے بہترین اخلاق کا مالک ہے۔ اور تم میں سے بہترین اشخاص وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے ہیں۔

(۶) مومن انسانیت کی تکریم کرتا ہے

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب البر والصلة والآداب، باب تراحم المؤمنین وتعاطفهم وتعاضدهم، ۴: ۱۹۹۹، رقم: ۲۵۸۶

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۷۰

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۷۲، رقم: ۱۰۱۱۰

۲۔ ترمذی، السنن، کتاب الرضاع، باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها، ۳: ۴۶۶، رقم: ۱۱۶۲

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۲: ۲۲۷، رقم: ۴۷۹

۴۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۴۳، رقم: ۲

۵۔ دارمی، السنن، ۲: ۴۱۵، رقم: ۲۷۹۲

۶۔ أبو یعلی، المسند، ۷: ۲۳۷، رقم: ۴۲۴۰

لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا اللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِيءِ.[1]

کوئی بھی مومن بہت زیادہ طعنہ زنی کرنے والا، بہت زیادہ لعنت کرنے والا، بہت زیادہ بداخلاق اور فحش گو نہیں ہوتا۔

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ثَلَاثٌ مِنْ أَخْلَاقِ الإِيْمَانِ: مَنْ إِذَا غَضِبَ لَمْ يُدْخِلْهُ غَضَبُهُ فِي بَاطِلٍ، وَمَنْ إِذَا رَضِيَ لَمْ يُخْرِجْهُ رِضَاهُ مِنْ حَقٍّ، وَمَنْ إِذَا قَدَرَ لَمْ يَتَعَاطَ مَا لَيْسَ لَهُ.[2]

تین چیزیں اَخلاقِ اِیمان میں سے ہیں: جب کسی کو غصہ آئے تو وہ غصہ اسے (عمل) باطل میں نہ ڈال دے، جب کوئی خوش ہو تو وہ خوشی اسے حق سے نکال نہ دے اور جب کوئی شخص قدرت رکھنے کے باوجود وہ چیز نہیں لیتا جو اس کی نہیں ہے۔

لفظِ اِسلام اور اِیمان کی معنوی وضاحت سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ دین کے دونوں درجے، اسلام اور ایمان ہر عمل میں کلیتًا امن، امان اور عافیت و سلامتی کا تقاضا کرتے ہیں۔ امن، امان کو تباہ کرنے کا کوئی بھی عمل ہو، خواہ اسے کوئی بھی نعرہ دیا جائے، اس کے لیے

---

(۱) ۱۔ ترمذی، السنن، کتاب البر والصلة، باب ما جاء فی اللعنة، ۴: ۳۵۰، رقم: ۱۹۷۷
۲۔ بخاری، الأدب المفرد: ۱۱۶، رقم: ۳۱۲، ۳۳۲
۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱: ۴۲۱، رقم: ۱۹۲
۴۔ حاکم، المستدرك، ۱: ۵۷، رقم: ۲۹

(۲) ۱۔ طبرانی، المعجم الصغیر، ۱: ۱۱۴، رقم: ۱۶۴
۲۔ دیلمی، مسند الفردوس، ۲: ۸۷، رقم: ۲۴۶۶
۳۔ ابن رجب، جامع العلوم والحکم، ۱: ۱۴۸
۴۔ هیثمی، مجمع الزوائد، ۱: ۵۹

کسی بھی سبب کا سہارا لیا جائے اور اسے کوئی بھی لباس اوڑھایا جائے، وہ نہ اسلام کے دائرے میں ہوگا نہ ایمان کے دائرے میں۔ بلکہ صراحتاً ایمان کے بھی خلاف ہو گا اور اسلام سے بھی متصادم ہوگا۔

باب دُوُم

محبت و تکریمِ اِنسانیت

اور

عدمِ تشدد

’دین اسلام حقیقت میں دینِ محبت ہے‘۔ یہ ایک ایسا موضوع ہے جس کا تعلق ’دینِ اسلام‘ کے جامع فہم کے ساتھ ہے۔ حقیقت میں اِسلامی تعلیمات کا بنیادی تصور اِسی اساس پر قائم ہے اور دین کی تمام تعلیمات میں اس موضوع کی حیثیت بنیادی اور تشکیلی نوعیت کی ہے۔ دینِ اسلام میں محبت وشفقت کے تین مرکز ومحور ہیں:

۱۔ ذاتِ الٰہیہ

۲۔ ذاتِ مصطفیٰ ﷺ

۳۔ تعلیماتِ اِسلام

اللہ تبارک وتعالیٰ کی صفات بے شمار اور لامحدود ہیں، جن کا احاطہ کیا جا سکتا ہے نہ شمار لیکن قرآن مجید میں اس نے اپنی جس صفت کو اپنی ذات، توحید، اُلوہیت اور ربوبیت کے تعارف کے لیے خصوصیت سے منتخب فرمایا وہ اس کی صفتِ رحمت ہے۔ اس کے پیچھے بھی درحقیقت محبت ہی کا جذبہ کارفرما ہے۔ اس لیے کہ رحمت وہیں پر کی جاتی ہے جہاں محبت ہو۔

اِسی طرح حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات اقدس اور آپ ﷺ کی نبوت و رسالت میں بھی نہ صرف انسانیت بلکہ تمام مخلوقِ خدا سے محبت کا جذبہ غالب و برتر نظر آتا ہے۔ قرآن مجید ہو یا آپ ﷺ کے فرامین و اعمال ہر جگہ محبت، شفقت اور رحمت کا بیان ہی کثرت کے ساتھ نمایاں ہے۔

یہی صورتِ حال دینِ اسلام کی ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ’دینِ اسلام‘ کی جملہ تعلیمات میں بھی رحمت، محبت، شفقت، نرمی، لطف و کرم اور عفو و درگزر کو بنیادی اور اساسی اہمیت دی ہے۔ دین اسلام کی جملہ تعلیمات بالواسطہ یا بلاواسطہ محبت ہی کے تصور پر قائم ہیں۔

اس لیے کہ اِن جملہ تعلیمات میں موجود شفقت، الفت، بخشش، لطف و کرم اور درگزر کے عنوانات جذبۂ محبت ہی کی وجہ سے معرضِ وجود میں آتے ہیں۔ مثلاً جب اسلام شریعتِ محمدی کی شکل میں اَوامر و نواہی پر مبنی اَحکام اور قوانین دیتا ہے تو یہ شرعی اَحکام و قوانین بھی اِنسان کی فطری کمزوریوں کے پیشِ نظر اسے آسانی اور سہولت (convenience) دیتے نظر آتے ہیں۔ انسان کو یہ سہولت و آسانی فراہم کرنا دینِ اسلام کا انسانیت سے محبت ہی کا ایک اظہار ہے۔

دین اسلام کے دین محبت ہونے کی اس سے بڑی دلیل کیا ہوسکتی ہے کہ حضور ﷺ کی نبوت اور رسالت بھی مبنی بر محبت و رحمت ہے اور تعلیماتِ اسلام بھی محبت و رحمت کے تصور پر قائم ہیں۔

۱۔ صفاتِ الٰہیہ پر محبت کا غلبہ

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جب اپنی مختلف صفات کا تذکرہ فرمایا تو سرفہرست اُن صفات ہی کو بیان فرمایا جن کی بنیاد جذبۂ محبت پر قائم ہے۔ ارشاد فرمایا:

هُوَ اللهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ. (۱)

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، (حقیقی) بادشاہ ہے، ہر عیب سے پاک ہے، ہر نقص سے سالم (اور سلامتی دینے والا) ہے، امن و امان دینے والا (اور معجزات کے ذریعے رسولوں کی تصدیق فرمانے والا) ہے، محافظ و نگہبان ہے۔

اپنے اسم ذات کے ساتھ جن تین صفات کو سب سے پہلے بیان کیا وہ یہ ہیں:

۱۔ السَّلام (سلامتی دینے والا)

۲۔ المؤمن (امان بخشنے والا، امن دینے والا)

۳۔ المُهَیْمِن (ہر خوف اور دہشت اور وحشت سے حفاظت فرمانے والا)

(۱) الحشر، ۵۹:۲۳

یہاں جمیع صفاتِ اِلٰہیہ میں سے اُس کی امن، سلامتی اور حفاظت کرنے والی اور شفقت و رحمت عطا کرنے والی صفات کا تصور غالب اور نمایاں ترین شکل میں سامنے آتا ہے۔ لازمی بات ہے کہ اِن صفات کی بنیاد محبت پر ہی قائم ہے۔

۲۔ محبت کرنا سنتِ اِلٰہیہ ہے

محبت کے باب میں اللہ تعالیٰ کی دو شانیں ہیں:

۱۔ وہ محبّ (lover) بھی ہے

۲۔ محبوب (beloved) بھی ہے۔

یعنی وہ محبّ کی حیثیت سے اپنی مخلوق سے محبت کرتا ہے اور مخلوق بھی اس سے محبت کرتی ہے جس سے اس کی شانِ محبوبیت کا اظہار ہوتا ہے۔

دین اسلام میں 'محبت' کو بنیادی اور کلیدی حیثیت حاصل ہے۔ جو دعویٰ ایمان 'محبت' سے خالی ہے وہ سرے سے ایمان ہی نہیں گردانا جاتا اور جس عقیدہ کا خمیر 'محبت' سے تیار نہیں ہوا، اس عقیدہ کی اسلام میں کوئی گنجائش ہی نہیں ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱۔ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ.[1]

اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ (ہر ایک سے بڑھ کر) اللہ سے بہت ہی زیادہ محبت کرتے ہیں۔

گویا اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کی نشانی 'محبت' کو قرار دیا ہے۔ اگر محبت کے خالق کی بات کی جائے تو یہ کوئی زمینی و فرشی تخلیق نہیں بلکہ جذبہ محبت کی تخلیق رب کائنات کی طرف سے ہے اور اس کا سب سے پہلا اظہار بھی رب کائنات ہی کی طرف سے سامنے آیا۔ ارشاد فرمایا:

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۶۵

۲۔ فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ یُّحِبُّهُمْ وَیُحِبُّوْنَهٗٓ. [1]

تو عنقریب اللہ (ان کی جگہ) ایسی قوم کو لائے گا جن سے وہ (خود) محبت فرماتا ہوگا اور وہ اس سے محبت کرتے ہوں گے۔

قرآن مجید کے اِس مقام پر رب کائنات نے محبت کے طریقہ کو بیان فرمایا کہ محبت کرنے کے عمل کا آغاز درحقیقت اللہ رب العزت کی طرف سے ہوتا ہے یعنی محبت کرنا سنتِ الٰہیہ ہے۔

۳۔ ربوبیت کی اصل بھی محبت ہے

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت صرف مسلمان کے لیے نہیں ہے۔ اللہ تعالی نے اپنا نام محبّ قرار دیا ہے کہ تم محبّ بنو یا نہ بنو، میں محبّ ہوں۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ باری تعالیٰ کس سے محبت کرتا ہے تاکہ ہم بھی اس محبت سے سبق سیکھیں؟ جواب یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنی تمام مخلوق سے محبت کرتا ہے۔ اس کی دلیل کلامِ الٰہی کی پہلی آیت **اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَo** ہے کہ وہ سارے جہانوں اور کل مخلوق کا رب ہے۔ **الحمد** سے **والنَّاس** تک پورے قرآن میں ایک مقام پر بھی خود کو **رب المسلمین** نہیں کہا بلکہ **رب العالمین** کہا ہے۔

رب کا معنی ہے: پرورش کرنے اور کمال تک پہنچانے والا۔ یعنی وہ ہستی جو کسی شے کو انتہائی سادہ اور ابتدائی حالت سے ترقی دیتے ہوئے درجہ کمال تک پہنچا دے۔ یہ بات مسلّم ہے کہ کسی کو ترقی دینا اس وقت تک ممکن نہیں ہوتا جب تک ترقی دینے والے کا زاویۂ نگاہ رحمت و احسان اور لطف و کرم کا نہ ہو۔ پس ثابت ہوا کہ تربیت کے اس تمام عمل کی اصل بھی محبت ہی ہے۔ جب تک محبت نہ ہو پرورش کرنا بہت مشکل اور محال ہے۔

محبت، تربیت کی بنیاد بھی ہے اور ایسا مؤثر عامل (factor) بھی ہے جس سے تربیت اور پرورش وجود میں آتی اور ظہور پذیر ہوتی ہے۔ اگر ماں باپ کے دلوں میں محبت نہ ہو تو وہ

---

(۱) المائدة، ۵:۵۴

اولاد کی تربیت و پرورش ہی نہ کرسکیں۔

اللہ تعالیٰ نے حیوانوں اور جانوروں میں بھی محبت کا عنصر رکھا ہے۔ اسی کی بدولت چڑیا بھی اپنے بچے کی پرورش کرتی ہے، اپنا دانہ اس کے منہ میں ڈالتی ہے۔ اگر جانوروں میں بھی محبت کا عنصر نہ ہوتا تو کوئی جانور بھی اپنے بچے کو نہ پال سکتا۔ جب مخلوق میں کوئی محبت کے بغیر پرورش نہیں کرسکتا تو ساری کائنات کے پالن ہار رب تعالیٰ کی محبت کا عالم کیا ہوگا!

۱۔ حضرت ابو ہریرہ ﷜ کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ اللهَ خَلَقَ الرَّحْمَةَ يَوْمَ خَلَقَهَا مِائَةَ رَحْمَةٍ، فَأَمْسَکَ عِنْدَهُ تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً وَأَرْسَلَ فِي خَلْقِهِ کُلِّهِمْ رَحْمَةً وَاحِدَةً، فَلَوْ يَعْلَمُ الْکَافِرُ بِکُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللهِ مِنَ الرَّحْمَةِ لَمْ يَيْئَسْ مِنَ الْجَنَّةِ، وَلَوْ يَعْلَمُ الْمُؤْمِنُ بِکُلِّ الَّذِي عِنْدَ اللهِ مِنَ الْعَذَابِ لَمْ يَأْمَنْ مِنَ النَّارِ. (۱)

جس روز اللہ تعالیٰ نے رحمت کو پیدا فرمایا تو اس کے سو حصے کیے اور ننانوے حصے اپنے پاس رکھ کر ایک حصہ اپنی ساری مخلوق کے لیے بھیج دیا۔ پس اگر کافر بھی یہ جان لے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کتنی رحمت ہے تو وہ بھی جنت سے مایوس نہ ہو؛ اور اگر مومن یہ جان جائے کہ اللہ تبارک و تعالیٰ کے ہاں کتنا عذاب ہے تو وہ (کبھی) جہنم سے بے خوف نہ ہو۔

۲۔ ایک دوسری روایت میں حضرت ابو ہریرہ ﷜ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب الرقاق، باب الرجاء مع الخوف، ۵: ۲۳۷۴، رقم: ۶۱۰۴
۲۔ مسلم، الصحيح، کتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالی وأنها سبقت غضبه، ۴: ۲۱۰۹، رقم: ۲۷۵۵،
۳۔ ترمذي، السنن، کتاب الدعوات، باب خلق الله مائة رحمة، ۵: ۵۴۹، رقم: ۳۵۴۲

نے فرمایا:

إِنَّ ِللهِ مِائَةَ رَحْمَةٍ أَنْزَلَ مِنْهَا رَحْمَةً وَاحِدَةً بَيْنَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ وَالْبَهَائِمِ وَالْهَوَامِّ، فَبِهَا يَتَعَاطَفُوْنَ، وَبِهَا يَتَرَاحَمُوْنَ، وَبِهَا تَعْطِفُ الْوَحْشُ عَلٰى وَلَدِهَا، وَأَخَّرَ اللهُ تِسْعًا وَتِسْعِيْنَ رَحْمَةً يَرْحَمُ بِهَا عِبَادَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ.(۱)

اللہ تبارک و تعالیٰ کی سو رحمتیں ہیں، اس نے ان میں سے ایک رحمت جن و انس اور حیوانات و حشرات الارض میں نازل کی جس سے وہ ایک دوسرے پر شفقت کرتے ہیں اور اسی کی وجہ سے ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں، اور اسی کی وجہ سے وحشی جانور اپنے بچوں پر رحم کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ننانوے رحمتیں بچا رکھی ہیں جن سے قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

الغرض اللہ رب العزت نے جس کے ذمہ بھی اپنی اولاد کی پرورش کی ہے خواہ وہ انسان ہے، جانور ہے یا پرندہ، اسے اس نے اپنی اولاد کے لئے مجازی رب بنایا یعنی مجازی طور پہ تربیت کرنے والا اور پالنے والا بنایا ہے لیکن جہاں تک خود اس حقیقی رب کی بات ہے تو اس نے اپنے پورے نظامِ ربوبیت کو ساری کائنات اور کل مخلوقات کے لیے محبت و رحمت سے بھر دیا ہے۔ اس میں خواہ انسان ہوں یا حیوان، چرند ہوں یا پرند، مسلم ہوں یا غیر مسلم، مومن ہوں یا انکار کرنے والے، مشرک ہو یا موحد، ملائکہ ہوں یا عالمِ خلق کی دیگر مخلوقات، اللہ رب العزت کی ربوبیت اُن کے لیے محبت و رحمت سے معمور ہے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ان سب مخلوقات کی پرورش کرنی ہے اور ہر شے کو ایک نقطۂ آغاز سے لے کر آخری کمال تک پہنچانا ہے اس لئے

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب التوبة، باب في سعة رحمة الله تعالى وأنها سبقت غضبه، ۴: ۲۱۰۸، رقم: ۲۷۵۲

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۴۳۴، رقم: ۹۶۰۷

۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الزهد، باب ما يرجى من رحمة الله يوم القيامة، ۲: ۱۴۳۵، رقم: ۴۲۹۳

۴۔ أبو يعلى، المسند، ۱۱: ۲۵۸، ۳۲۸، رقم: ۶۳۷۲، ۶۴۴۵۔

وہی رب العالمین ہے۔

۴۔ رحمت و شفقت اور عفو و درگزر صفاتِ الٰہیہ ہیں

ا۔ اللہ رب العزت نے سورۃ البروج میں اپنا ذکر کرتے ہوئے دو صفات بیان فرمائی ہیں:

وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ (۱)

اور وہ بڑا بخشنے والا بہت محبت فرمانے والا ہے ۝

اللہ تعالیٰ کا اپنے دو اسماء کو جوڑنا ایک حکمت کے تحت ہے۔ ان کے اندر ایک معنوی ربط پایا جاتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیسے اور کیوں معاف کرتا ہے؟ اگلے اسم کے ذریعہ اس کا جواب دیا کہ وہ 'ودود (بہت محبت فرمانے والا)' ہے اور جو محبت کرتا ہے وہ معاف کر دیتا ہے۔

قرآن مجید میں رب کائنات کا اپنی مخلوق سے محبت کا مختلف انداز سے اظہار اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اس کی رحمت کے چشمہ سے فیض یاب ہونے والے خود بھی اس کے اخلاق کا رنگ اپنے اوپر یوں چڑھا لیں کہ اس کی ساری مخلوق کے لیے سراپا محبت و رحمت اور پیکر شفقت بن جائیں۔ ہمیں اپنی زندگیوں میں جھانک کر دیکھنا چاہیے کہ ہم کتنا معاف کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ میرے بندو! تم بھی میری طرح عفو و درگزر اور تمام مخلوقات کے لئے لطف و کرم کا پیکر اَتم بن جاؤ۔ اگر تم دوسروں کی لغزشوں اور خطاؤں کو نظرانداز نہیں کر سکتے تو کس طرح توقع کرتے ہو کہ میں تمہاری لغزشوں اور خطاؤں کو معاف کر دوں گا؟ اگر تم میری مخلوقات سے رحمت و شفقت اور محبت کا سلوک روا نہیں رکھتے تو اپنے لئے رحمت و شفقت کی امید کیسے کرتے ہو؟ اگر تم لوگوں کے لیے مربی اور ان کی پرورش و کفالت کرنے والے نہیں بن سکتے تو مجھ سے پرورش اور کفالت کے فیض کے طلبگار کس طرح بنتے ہو؟ اگر تم لوگوں کے ساتھ

---

(۱) البروج، ۸۵:۱۴

حسنِ اخلاق اور حسنِ کردار کا مظاہرہ کر کے ان کی دل جوئی، نفع بخشی اور فیض رسانی کا مظاہرہ نہیں کر سکتے تو میری بارگاہ کے تمام فیوضات کے طالب کس طرح بنتے ہو؟ دوسروں کے لیے تم جبار اور قہار بن جاؤ، ظالم بن جاؤ، بربریت کا مظاہرہ کرو، دہشت گردی کا مظاہرہ کرو، تمہیں دیکھ کر لوگ تھر تھر کانپنے لگ جائیں اور مجھ سے یہ توقع رکھو کہ جب تم گناہوں سے آلودہ دامن اور خون سے بھرا ہوا نامہ اعمال لے کر میرے سامنے آؤ تو میں تمہیں بخش دوں؟ ایسا ممکن نہیں ہے۔

ایک روایت میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اُنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

إِنَّ اللهَ كَرِيمٌ، يُحِبُّ الْكَرَمَ وَمَعَالِيَ الْأَخْلَاقِ، وَيَبْغَضُ سَفْسَافَهَا. (1)

اللہ تعالیٰ کریم ہے اور وہ کرم اور اعلیٰ اخلاق کو پسند فرماتا ہے اور گھٹیا اَخلاق کو ناپسند فرماتا ہے۔

دین اسلام کی محبت بھری تعلیمات سے اللہ رب العزت انسانوں کو یہ تعلیم دینا چاہتے ہیں کہ انسانوں کے قلوب و اَذہان میں یہ تصور جم جائے کہ مرض سے نفرت ہوتی ہے مگر مریض سے نہیں۔ اس لیے کہ اگر مریض سے نفرت ہونے لگے تو اس کا ٹھکانا کیا ہوگا؟ دکھوں سے ضرور پرہیز کرو مگر دکھیوں سے ہرگز نہیں۔ اگر ان سے ہی دامن چھڑا لیا جائے تو ان کے شکستہ دلوں کا مداوا کون کرے گا؟ اسی طرح گناہ سے نفرت کرو مگر گنہگار سے نہیں، کیوں کہ اگر گنہگاروں کو ٹھکرانے لگ گئے تو انہیں راہِ راست پر لانے والا کون ہوگا؟ یہ دراصل ایک پیغامِ محبت ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت، ربوبیت اور رحمت کے ذریعے انسانیت کو عطا فرمایا۔

---

(1) ١۔ حاكم، المستدرك، ١: ١١١، رقم: ٥١

٢۔ ابن راشد، الجامع، ١١: ١٤٣، رقم: ٢٠١٥٠

٣۔ طبراني، المعجم الكبير، ٣: ١٣١، رقم: ١٥١

٤۔ بيهقي، السنن الكبرى، ١٠: ١٩١، رقم: ٢٠٥٧٠

۲۔ اس کو قرآن مجید نے اس طرح بھی بیان فرمایا ہے:

وَالْكَاظِمِيْنَ الْغَيْظَ وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ ط وَاللهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ○(۱)

اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے○

گویا جو لوگ ان عادات و خصائل کو اپنا لیں گے، وہ احسان والے قرار پائیں گے اور ایسی ہی صفات کے حامل افراد کے لیے اللہ تعالیٰ نے اپنی محبت مختص کر رکھی ہے۔

۵۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیماتِ محبت

حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے کائنات انسانی کے لیے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ نے جو دین اور تعلیمات انسانیت کو عطا کیں وہ سراپا محبت اور تکریم پر مبنی ہیں۔ اللہ رب العزت نے آپ ﷺ کی شان بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ○(۲)

اور (اے رسولِ محتشم!) ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر○

حضور نبی اکرم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب، مسلمان ہو یا غیر مسلم، سفید ہو یا سیاہ، گورا ہو یا کالا، غریب ہو یا امیر، تمام طبقات انسانی کے لیے، کل عوالم کے لیے محض رحمت اور ہدایت بنا کر بھیجا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پیغمبر آخر الزماں حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد سے قبل آپ کی جن صفات اور احوال کا ذکر تورات میں فرمایا وہ بھی سراپا ایثار و محبت اور عفو و درگزر ہیں۔

حضرت عطاء بن یسار نے حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ تورات

---

(۱) آل عمران، ۳: ۱۳۴

(۲) الأنبياء، ۲۱: ۱۰۷

میں حضور نبی اکرم ﷺ کی کن صفات کا ذکر کیا گیا ہے تو انہوں نے فرمایا:

أَجَلْ، وَاللهِ! إِنَّهُ لَمَوْصُوفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ: ﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاکَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾ [الأحزاب، ٣٣/٤٥]، وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ. أَنْتَ عَبْدِي وَرَسُولِي، سَمَّيْتُکَ الْمتَوَکِّلَ، لَيْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِيظٍ، وَلَا سَخَّابٍ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ، وَلٰکِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ، وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتّٰى يُقِيمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ، بِأَنْ يَقُولُوا لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ، وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا، وَآذَانًا صُمًّا، وَقُلُوبًا غُلْفًا. (١)

ہاں! خدا کی قسم، تورات میں بھی آپ ﷺ کی بعض وہ صفات بیان ہوئی ہیں جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں۔ یعنی ’اے (غیب کی خبریں بتانے والے) نبی! بے شک ہم نے آپ کو گواہ، خوش خبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر مبعوث فرمایا اور اُمیین کے لیے حفاظت بنا کر مبعوث کیا ہے‘۔ آپ میرے بندے اور میرے رسول ہیں۔ میں نے آپ کا نام متوکل رکھ دیا ہے۔ آپ تند خو، سخت دل، بازاروں میں شور مچانے والے اور برائی کا بدلہ برائی سے دینے والے نہیں ہیں، بلکہ درگزر کرنے والے اور معاف فرما دینے والے ہیں۔ اللہ انہیں اس وقت تک اپنے پاس نہیں بلائے گا جب تک ان کے ذریعے ٹیڑھی ملت کو سیدھا نہ کردے گا کہ وہ لَا إِلٰـهَ إِلَّا اللهُ یعنی وحدانیتِ اِلٰہی کا اقرار کرنے لگیں۔ نیز آپ ﷺ کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور قفل لگے ہوئے دلوں کو کھول دے گا۔

(١) ١۔ بخاری، الصحیح، کتاب البیوع باب کراهية السخب فی السوق، ٢:٧٤٧، رقم: ٢٠١٨

٢۔ أحمد بن حنبل، المسند، ٢:١٧٤، رقم: ٦٦٢٢

٣۔ دارمی، السنن، ١:٧، رقم:٧-٨

٤۔ حاکم، المستدرک، ٢:٦٧٨، رقم:٤٢٤٢

(۱) تکریم انسانیت رنگ ونسل اور مذہب سے بلند تر ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے ہمیں انسانیت کی تکریم کا جو درس دیا ہے وہ رنگ ونسل اور مذہب سے بھی بلند ہے۔ انسان کا احترام اس کے رنگ، اس کی نسل، خاندان یا مذہب کے باعث نہیں ہے بلکہ انسانیت کا احترام اس کے انسان ہونے کے باعث ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے خطبہ حجۃ الوداع میں انسانیت کو جو عزت اور وقار عطا کیا ہے وہ دنیا کا کوئی دستور نہیں دے سکتا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ. (۱)

بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے پوری انسانیت کو مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: ہر انسان کی عزت، جان اور مال دوسرے کے لیے حرام ہے۔ اسلام میں جس قدر عزت وتکریم بیت اللہ، شہر مکہ اور ایامِ حج کی ہے، اس سے بڑھ کر ایک انسان کی عزت، جان اور مال کی تکریم ہے۔ گویا عزت، جان اور مال کی تکریم کے اعتبار سے ساری انسانیت برابر ہے۔

(۲) اسلام میں فوت شدگان کی تکریم بھی واجب ہے

دینِ اسلام نے جہاں بلا تفریقِ مذہب اور بلا اِمتیازِ رنگ ونسل ہر انسان کی عزت و

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، ۲: ۶۲۰، رقم: ۱۶۵۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، ۳: ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، رقم: ۱۶۷۹

تکریم اور اس کی جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا حکم دیا وہیں فوت شدہ لوگوں کی بھی تکریم کی تعلیم دی ہے۔ یعنی مرنے کے بعد بھی انسانی میت تکریم کی مستحق ہے خواہ مسلمان کی ہو یا غیر مسلم کی۔ بزعم خویش بہت روشن خیال اور سیکولر بننے والے بعض لوگ یہ خیال رکھتے ہیں کہ شاید ان کی قابلیت ہی یہ ہے کہ وہ دین اسلام اور مذہب کے خلاف باتیں کریں۔ حالانکہ انہیں اسلامی تعلیمات سے آشنائی ہے نہ انہوں نے اسلام کا تفصیلی مطالعہ کیا ہے۔ یہ لوگ لاعلمی کی بنا پر دینِ اسلام کی تعلیمات کو نشانہ بناتے ہیں۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ پاکستان میں دہشت گردی اور انتہا پسندی کے جواز کے لیے جو کچھ ہو رہا ہے یا کیا جا رہا ہے وہ ہرگز ہرگز دینِ اسلام نہیں ہے۔ موجودہ حالات کی ذمہ دار ملک کی سیاسی قیادت ہے جس نے قوم کو صحیح سمت ہی نہیں دی اور پوری قوم کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا ہے۔ اسلام صرف زِندہ اِنسانوں کو ہی نہیں بلکہ مردہ کو بھی عزت و تکریم دیتا ہے۔ یہ اِس بات کا بین ثبوت ہے کہ اسلام سراسر دینِ امن و رحمت ہے۔

۱۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں:

مَرَّتْ بِنَا جَنَازَةٌ فَقَامَ لَهَا النَّبِيُّ ﷺ وَقُمْنَا لَهُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ؟ قَالَ: إِذَا رَأَيْتُمُ الْجِنَازَةَ فَقُوْمُوْا. (۱)

ہمارے پاس سے ایک جنازہ گزرا تو حضور نبی اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے اور آپ کے ساتھ ہم بھی کھڑے ہو گئے۔ ہم عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! یہ تو کسی یہودی کا جنازہ ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم جنازہ دیکھو تو کھڑے ہو جایا کرو۔

۲۔ ایک اور روایت میں حضرت عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت سہل

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۲۴۹۔
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة، ۲: ۶۶۰، رقم: ۹۶۰

بن حُنَیف اور حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ قادسیہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اُن کے پاس سے ایک جنازہ گزرا۔ دونوں کھڑے ہو گئے۔ اُن سے کہا گیا:

إِنَّهَا مِنْ أَهْلِ الْأَرْضِ أَيْ مِنْ أَهْلِ الذِّمَّةِ، فَقَالَا: إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّتْ بِهِ جَنَازَةٌ، فَقَامَ، فَقِيْلَ لَهُ: إِنَّهَا جِنَازَةُ يَهُوْدِيٍّ، فَقَالَ: أَلَيْسَتْ نَفْسًا. (1)

یہ تو یہاں کے مقامی باشندے یعنی ذِمّی شخص کا جنازہ ہے۔ (اس بات پر ان) دونوں نے بیان فرمایا: (ایک مرتبہ) حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس سے جنازہ گزرا تو آپ ﷺ کھڑے ہو گئے۔ عرض کیا گیا: یہ تو یہودی کا جنازہ ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا یہ (انسانی) جان نہیں ہے۔

یعنی حضور نبی اکرم ﷺ نے ہر حال میں انسانی جان کی تکریم کا درس دیا ہے قطع نظر اس کے کہ اس کا مذہب کیا تھا۔ یہ بات ملحوظ خاطر رہے کہ انسانی جان کی یہ تکریم مرنے کے بعد اُس کی میت کی ہو رہی ہے۔ افسوس! ہم زندہ انسانوں کی تکریم کا معاشرہ نہیں بنا سکتے۔

(۳) انسانی قبروں کی حرمت و تکریم بھی واجب ہے

دینِ اسلام کے دینِ امن و محبت اور پیکرِ شفقت ہونے کے جس پہلو پر بھی بات کی جائے اُس میں انسانوں سے محبت اور عدمِ تشدد عیاں ہے۔ اسلام کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ جب کوئی دفن ہو جائے تو اُس کی قبر کی بھی بے حرمتی نہ کی جائے؛ نہ اس پر کھڑے ہوں اور نہ بیٹھیں۔ مرورِ زمانہ سے ممکن ہے اُس کا جسم اور ہڈیاں خاک میں مل کے ختم ہو جائیں مگر چونکہ انسان کا مدفن ہے اور انسانی جان کے دفن ہونے کی علامت ہے، لہٰذا اُس کی قبر کی بھی تکریم کا حکم ہے۔

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الجنائز، باب من قام لجنازة يهودي، ۱: ۴۴۱، رقم: ۱۲۵۰

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الجنائز، باب القيام للجنازة، ۲: ۶۶۱، رقم: ۹۶۱

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اُمت کو قبرستان کی تعظیم و احترام میں جوتے اتارنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت بشیر بن خَصَاصِيَه رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

كُنْتُ أَمْشِي مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَمَرَّ عَلٰى قُبُوْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ شَرًّا كَثِيْرًا. ثُمَّ مَرَّ عَلٰى قُبُوْرِ الْمُشْرِكِيْنَ فَقَالَ: لَقَدْ سَبَقَ هٰؤُلَاءِ خَيْرًا كَثِيْرًا. فَحَانَتْ مِنْهُ الْتِفَاتَةٌ فَرَآى رَجُلًا يَمْشِي بَيْنَ الْقُبُوْرِ فِي نَعْلَيْهِ، فَقَالَ: يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! أَلْقِهِمَا. (۱)

میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہا تھا کہ اسی اثناء ہم مسلمانوں کی قبروں کے قریب سے گزرے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ لوگ بہت بڑی برائی سے بچ گئے۔ پھر مشرکین کے قبور کے پاس سے گزرے تو فرمایا: یہ لوگ بہت بڑی بھلائی سے محروم رہے۔ اس کے بعد حضور نبی اکرم ﷺ آگے تشریف لے گئے۔ پس آپ ﷺ نے ایک شخص کو قبروں کے درمیان جوتوں سمیت گزرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اے جوتوں والے! اپنے جوتے اتار دو۔

۲۔ دوسری روایت کے الفاظ کچھ یوں ہیں:

يَا صَاحِبَ السِّبْتِيَّتَيْنِ! وَيْحَكَ أَلْقِ سِبْتِيَّتَيْكَ. (۲)

---

(۱) ۱۔ نسائی، السنن، کتاب الجنائز، باب کراهية المشی بين القبور فی النعال، ۴: ۹۶، رقم: ۲۰۴۸

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الجنائز، باب في خلع النعلين في المقابر، ۱: ۴۹۹، رقم: ۱۵۶۸

۳۔ بخاری، الأدب المفرد، ۱: ۲۸۹، رقم: ۸۲۹

(۲) ۱۔ نسائی، السنن، کتاب الجنائز، باب المشی فی النعل بين القبور، ۳: ۲۱۷، رقم: ۳۲۳۰

۲۔ حاکم، المستدرک، ۱: ۵۲۸، رقم: ۱۳۸۰

اے جوتے پہننے والے شخص! تم پر افسوس ہے، اپنے جوتے اتار لو۔

اُس آدمی نے دیکھا تو رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا اور اپنے جوتے اتار کر پھینک دیے۔

ان احادیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ اسلام نے جہاں زندہ انسانوں کے حقوق کی ادائیگی کا حکم دیا ہے وہیں مردہ انسان اور اس کی قبر کی بھی تعظیم کی تعلیم دی ہے۔ ائمہ و شارحینِ حدیث نے ان روایات کی شرح کرتے ہوئے تعظیمِ میت اور اِحترامِ قبور کو ثابت کیا ہے۔

(۴) اسلام میں جانوروں سے پیار

اسلام ہمیں نہ صرف انسانیت کے احترام، اس کی میت اور قبر کی تکریم کا درس دیتا ہے۔ بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں سے بھی پیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک کتے کی جان بچانے کا اجر بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

بَيْنَمَا رَجُلٌ يَمْشِي بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنزَلَ فِيْهَا فَشَرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَإِذَا كَلْبٌ يَلْهَثُ يَأْكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ. فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبَ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِي كَانَ بَلَغَ مِنِّي. فَنزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَأَ خُفَّهُ مَاءً، ثُمَّ أَمْسَكَهُ بِفِيْهِ حَتّٰى رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ فَشَكَرَ اللهُ لَهُ فَغَفَرَ لَهُ. قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللهِ، وَإِنَّ لَنَا فِي هٰذِهِ الْبَهَائِمِ لَأَجْرًا؟ فَقَالَ: فِي كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ أَجْرٌ. (۱)

ایک شخص جا رہا تھا کہ اُسے راستے میں شدید پیاس لگی، اُس نے ایک کنواں دیکھا تو وہ اُس کنویں میں اُتر گیا اور پانی پیا، جب وہ کنویں سے نکلا تو اُس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے ہانپ رہا ہے اور کیچڑ چاٹ رہا ہے۔ اُس شخص نے سوچا کہ

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب المساقاة، باب فضل سقي الماء، ۲:۸۳۳، رقم:۲۲۳۴

اِس کتے کی بھی پیاس سے وہی حالت ہو رہی ہے جو (کچھ دیر قبل) میری ہو رہی تھی۔ پس وہ کنویں میں اُترا اور اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر اُس موزے کو منہ سے پکڑ کر اُوپر چڑھا اور کتے کو پانی پلایا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کی یہ نیکی قبول کی اور اُس کی مغفرت فرما دی۔ صحابہ کرام ﷺ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اِن جانوروں میں بھی ہمارے لئے اجر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہر تر جگر والے (یعنی ہر زندہ جانور) میں اَجر ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی کسی بھی ذی روح مخلوق سے نیکی کرنے پر اجر ملتا ہے)۔

یہ ہے اسلام میں مخلوقات سے محبت اور non-violence کی تعلیمات۔ اسلام جانوروں سے پیار کرنے اور ان کی جان بچانے پر جنت کا انعام عطا کرتا ہے اور ناحق ایک جانور کی جان لینے پر جہنم کی سزا دیتا ہے۔

٦۔ حضور نبی اکرم ﷺ اور عدمِ تشدد کی تعلیمات

گزشتہ صفحات میں ہم نے انسانیت سے پیار، اس کی تکریم، اس کی میت اور قبر کے احترام اور جانوروں سے پیار سے متعلق پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات کو سمجھا۔ آئندہ صفحات میں ہم نبی آخر الزمان حضور ﷺ کی عدم تشدد سے متعلق تعلیمات سے آگاہی حاصل کریں گے۔

(ا) دورانِ جنگ غیر مسلم عورتوں اور بچوں کے قتل کی ممانعت

جو شخص بے گناہ انسانیت کا قتل کرے، بچوں، عورتوں، بوڑھوں، مریضوں اور جوانوں کو قتل کرے۔ خون بہائے اور یہ سمجھے کہ وہ اسلام کی خدمت کر رہا ہے، وہ اسلام کی نہیں بلکہ کفر کی خدمت کر رہا ہے۔ رسول پاک ﷺ کے دین سے بغاوت کر رہا ہے۔ وہ دین اسلام اور انسانیت کا دشمن ہے کیونکہ آقا ﷺ کی سیرت تو انسانیت سے محبت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ بیان کرتے ہیں:

وُجِدَتِ امْرَأَةٌ مَقْتُوْلَةً فِي بَعْضِ مَغَازِي رَسُوْلِ اللهِ ﷺ، فَنَهٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ قَتْلِ النِّسَاءِ وَالصِّبْيَانِ.(۱)

رسول اللہ ﷺ کے کسی غزوہ میں ایک عورت مقتول پائی گئی تو آپ ﷺ نے عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے کی (سختی سے) ممانعت فرما دی۔

جنگ کے میدان میں عورتیں اور بچے مارے گئے وہ یقیناً کفار کے لشکر میں ہی آئے ہوں گے۔ وہ عورتیں اور بچے ان کی فوج کا حصہ ہوں گے، ان کو طبی امداد فراہم کر رہے ہوں گے۔ جب آپ ﷺ کو بتایا گیا کہ عورتوں اور بچوں کو بھی مار دیا گیا ہے تو آپ ﷺ نے دوران جنگ بھی کافروں کی عورتوں اور کافروں کے بچوں کو قتل کرنے سے سختی سے منع فرما دیا۔ جس اُمت کا نبی میدان جنگ میں دشمنوں کی عورتوں اور بچوں کو قتل کرنے سے منع کرے اس کے اُمتی اسکولوں کے اندر پڑھتے ہوئے اپنی قوم کے بچوں کو قتل کر دیں اور سمجھیں کہ یہ جہاد ہے؟ لوگوں کو جہاد کا غلط تصور سمجھا دیا گیا ہے انہیں یہ بتا دیا گیا ہے کہ قتل عام بچوں کا، عورتوں کا، یہ امر جہاد ہے۔ اسلام کی خدمت ہے۔ نہیں! نہیں! یہ عمل رسول پاک ﷺ سے بے وفائی ہے، اسلام سے غداری اور بغاوت ہے۔

(۲) بچوں پر رحمت و شفقت کے پیشِ نظر نماز کو مختصر کر دینا

حضور نبی اکرم ﷺ کی پوری حیاتِ طیبہ ہی رحمت، محبت اور شفقت کے اندازِ فکر، اندازِ عمل اور اندازِ تربیت سے معمور نظر آتی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو باجماعت نماز پڑھاتے، امامت کرواتے اور صحابہ کرام اور صحابیات رضی اللہ عنہن آپ ﷺ کے پیچھے مقتدی بن کر کھڑے ہوتے تو اس دوران آپ ﷺ کی یہ خواہش ہوتی کہ آپ ﷺ طویل سورت کی تلاوت کریں تاکہ اللہ تعالی کے حضور دیر تک قیام کر سکیں۔ لیکن بسا اوقات ایسا ہوتا کہ ابھی تھوڑی تلاوت ہی کی ہوتی کہ صحابیات کے ساتھ آئے بچوں میں سے اچانک مسجد کے عقبی حصے

(۱) بخاري، الصحيح، كتاب الجهاد والسير، باب قتل النساء في الحرب، ۳:۱۰۹۸، رقم:۲۸۵۲

یا کونے سے کسی بچے کے رونے کی آواز آپ ﷺ کے گوشِ اَقدس میں پڑتی۔ آپ ﷺ اپنی نماز کو مختصر کرتے ہوئے خدا کے حضور طویل قیام کا ارادہ صرف اس خیال سے ترک فرما دیتے کہ کہیں بچے کا رونا اس کی ماں کے لیے باعثِ تکلیف نہ ہو۔ کیوں کہ اگر بچہ روتا رہے گا تو ماں کا دھیان بار بار اپنے بچے کی طرف جائے گا اور اس کی مامتا تڑپتی رہے گی کہ کب نماز ختم ہو اور وہ اپنے بچے کو جا کر بہلائے۔

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اس امر کا اظہار بھی خود فرمایا۔ متفق علیہ حدیث مبارکہ میں حضرت انس ﷜ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

إِنِّي لَأَدْخُلُ فِي الصَّلَاةِ وَأَنَا أُرِيدُ إِطَالَتَهَا، فَأَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِيِّ، فَأَتَجَوَّزُ فِي صَلَاتِي مِمَّا أَعْلَمُ مِنْ شِدَّةِ وَجْدِ أُمِّهِ مِنْ بُكَائِهِ. (۱)

میں نماز شروع کرتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ اسے طوالت دوں۔ پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو اپنی نماز مختصر کر دیتا ہوں کہ مبادا اس بچے کے رونے کی وجہ سے اس کی ماں کو تکلیف ہو۔

اس حدیث مبارکہ میں تو ہم نے حضور نبی اکرم ﷺ کے اپنے طرزِ عمل کا مطالعہ کیا لیکن اس سے بڑھ کر انسانوں کے ساتھ محبت کا ایک اور منظر بھی ہے جو ہمیں حضور نبی اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ میں نظر آتا ہے۔ وہ یہ کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مختلف علاقوں میں امامت کے فرائض سر انجام دینے والے صحابہ کرام ﷡ کو باقاعدہ طور پر ہدایت نامہ جاری فرما رکھا تھا کہ جب تم نماز کی امامت کراؤ اور بالخصوص نمازِ عشاء کی تو چھوٹی سورتیں پڑھا کرو، لمبی سورتیں نہ پڑھا کرو یعنی مختصر قراءت کیا کرو۔ اِس لیے کہ تمہاری اِقتدا میں دن بھر کے تھکے ماندہ، بوڑھے،

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الاذان، باب من أخف الصلاة عند بكاء الصبي، ۱: ۲۵۰، رقم: ۶۷۷، ۶۷۸

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصلاة، باب أمر الأئمة بتخفيف الصلاة في تمام، ۱: ۳۴۳، رقم: ۴۷۰

ضعیف، کمزور اور بیمار بھی ہوں گے۔ پچھلی صفوں میں عورتیں اور بچے بھی ہوں گے۔ تمہاری طویل قراءت سے وہ مزید تھکاوٹ کا شکار ہوجائیں گے۔ لہٰذا اللہ کی عبادت نماز اور تلاوتِ کلامِ مجید کو مختصر کرلو تاکہ کمزور، بوڑھوں، ضعیفوں، بیماروں، عورتوں اور بچوں کو نماز کی حالت میں بھی تکلیف نہ ہو۔

۲۔ حضرت ابو مسعود انصاری ﷺ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ تک خبر پہنچی کہ ایک صحابی جو اپنے قبیلے کی مسجد کے امام ہیں، وہ اپنے ذوقِ تلاوت کے سبب طویل سورتوں کی تلاوت کرتے ہیں۔ اس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّ مِنكُمْ مُنَفِّرِينَ، فَمَنْ أَمَّ النَّاسَ فَلْيَتَجَوَّزْ، فَإِنَّ خَلْفَهُ الضَّعِيفَ وَالكَبِيرَ وَذَا الْحَاجَةِ. (۱)

تم میں سے کچھ لوگ (اپنے متشدد رویے اور سخت عادات و معمولات کی وجہ سے) لوگوں کو (متنفر کر کے دین سے) بھگانے والے ہیں۔ تم میں سے جس شخص کو امامت کرنے کا موقع ملے تو اسے چاہئے کہ وہ نماز مختصر کیا کرے (یعنی تلاوت، رکعات اور قیام چھوٹا کیا کرے) کیونکہ اُس کے پیچھے بوڑھے اور ضعیف بھی ہوتے ہیں اور حاجت مند بھی (جو کمزوری کے باعث دیر تک کھڑے نہیں ہوسکتے یا انہیں نماز سے فارغ ہوتے ہی اپنا کام کاج کرنا ہوتا ہے۔ لہٰذا ان سب کا خیال کرتے ہوئے ان پر نرمی کیا کرو اور باجماعت نماز مختصر کردیا کرو)۔

یہی اسلام کی حقیقی تصویر اور پیغمبر اسلام ﷺ کی سنتِ مطہرہ و سیرتِ طیبہ ہے جس میں اِنسانی اَقدار، دوسروں کے دکھ درد اور انسان کی شخصی و طبعی اور ذاتی مجبوریوں کے ساتھ ساتھ اس کے جذبات و محسوسات اور مسائل کا اس قدر خیال رکھا جاتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نہ صرف

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجماعة والإمامة، باب من شکا إمامه إذا طول، ۱: ۲۴۹، رقم: ۶۷۲

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصلاة، باب أمر الأئمة بتخیف الصلاة، ۱: ۳۴۰، رقم: ۴۶۶

نماز میں طویل قیام کا ارادہ چھوڑ دیتے اور اپنی نماز مختصر کر دیتے ہیں بلکہ اپنے اس عمل کو تعلیمِ امت کے لیے صراحتاً بیان بھی فرماتے ہیں۔ سو حضور نبی اکرم ﷺ نے عبادت میں بھی نرمی اختیار کرنے کا ایک بنیادی اصول عطا کر دیا کہ امام کو اپنے مقتدیوں کا خیال رکھنا چاہیے۔ آقا ﷺ کے ان فرامین سے واضح ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے اندازِ فکر کی بنیاد ہمیشہ لوگوں کے لیے آسانی، نرمی، سہولت اور رحمت و شفقت پر مبنی رہی۔

(۳) جانوروں اور پرندوں کو اذیت دینے کی ممانعت

اِسلام تمام مخلوقات پر عدمِ تشدد کا قائل ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی ذاتِ مبارکہ جہاں انسانوں سے محبت کا درس دیتی ہے وہیں (غیر مضر) جانوروں اور پرندوں سے بھی عدم تشدد کا پرچار کرتی ہے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی متفق علیہ حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

عُذِّبَتِ امْرَأَةٌ فِي هِرَّةٍ حَبَسَتْهَا حَتّٰى مَاتَتْ جُوْعًا، فَدَخَلَتْ فِيْهَا النَّارَ، قَالَ: فَقَالَ: وَاللهُ أَعْلَمُ، لَا أَنْتِ أَطْعَمْتِهَا وَلَا سَقَيْتِهَا حِيْنَ حَبَسْتِهَا وَلَا أَنْتِ أَرْسَلْتِهَا فَأَكَلَتْ مِنْ خَشَاشِ الْأَرْضِ. (۱)

ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا۔ اُس نے اُس بلی کو (کسی جگہ) بند کر دیا تھا یہاں تک کہ وہ بھوکی مرگئی۔ وہ عورت اُس کی وجہ سے دوزخ میں داخل کر دی گئی۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے (لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا:) جب تو نے اُسے باندھا تو تو نے نہ اُسے کھلایا نہ پلایا اور نہ ہی اُسے کھلا چھوڑا کہ وہ (خود) زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیا کرتی۔

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب المساقاة، باب فضل سقي الماء، ۲:۸۳۴، رقم:۲۲۳۶

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب السلام، باب تحريم قتل الهرة، ۴:۱۷۶۰، رقم:۲۲۴۲

اس عورت نے بلی کو اذیت دی اور اُس پر تشدد (violence) کیا۔ صرف اُس بلی کی جان لینے کی وجہ سے اُس نیک عورت کو اللہ تعالی نے دوزخ میں پھینک دیا۔

۲۔ حضرت شرید بن سوید رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

مَنْ قَتَلَ عُصْفُوْرًا عَبَثًا عَجَّ إِلَى اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ، يَقُوْلُ: يَا رَبِّ، إِنَّ فُلَانًا قَتَلَنِي عَبَثًا، وَلَمْ يَقْتُلْنِي لِمَنْفَعَةٍ.(۱)

جس نے کسی چڑیا کو بلا وجہ مار ڈالا تو وہ چڑیا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے چلّائے گی اور عرض کرے گی: اے اللہ! فلاں شخص نے مجھے بلا وجہ بغیر کسی فائدہ کے قتل کیا۔

یہ اسلام کی اَمن و رحمت پر مبنی عدمِ تشدد (non-violence) کی تعلیمات ہیں کہ چھوٹے سے چھوٹے جانور اور پرندے کو بھی تکلیف میں مبتلا کرنے کی قطعاً اجازت نہیں ہے اور اس پر سخت وعید سنائی گئی ہے۔

(۴) اِسلامی تعلیمات میں ٹارگٹ کلنگ کی کوئی گنجائش نہیں ہے

اِسلامی تعلیمات میں تو جانور پر بھی تشدد کی اجازت نہیں حتیٰ کہ جانوروں پر تیر اندازی یا تشدد کرنے والوں پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت کی گئی ہے۔

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۳۸۹، رقم: ۱۹۴۸۸

۲۔ نسائی، السنن، کتاب الضحایا، باب من قتل عصفورا بغیر حقها، ۷: ۲۳۹، رقم: ۴۴۴۶

۳۔ أیضاً، السنن الکبری، ۳: ۷۳، رقم: ۴۵۳۵

۴۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۳: ۲۱۴، رقم: ۵۸۹۴

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۷: ۳۱۷، رقم: ۷۲۴۵

۱۔ حضرت ہشام بن زیاد کا بیان ہے کہ وہ حضرت انس ﷺ کے ساتھ حضرت حکم بن ایوب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اُنہوں نے چند لڑکوں کو دیکھا کہ ایک مرغی کو باندھ کر اُس پر تیر چلا رہے ہیں۔ حضرت انس ﷺ نے اُن سے فرمایا:

نَهَى النَّبِيُّ ﷺ أَنْ تُصْبَرَ الْبَهَائِمُ.[1]

حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو باندھ کر مارنے (یعنی Target killing کرنے) سے منع فرمایا ہے۔

۲۔ اسی مضمون کی ایک اور حدیث حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ سے مروی ہے۔ آقا ﷺ نے فرمایا:

لَا تَتَّخِذُوْا شَيْئًا فِيْهِ الرُّوْحُ غَرَضًا.[2]

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الذبائح والصید، باب ما یکره من المثلة والمصبورة والمجثمة، ۵:۲۱۰۰، رقم:۵۱۹۴

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصید والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ۳:۱۵۴۹، رقم:۱۹۵۶

(۲) ۱۔ مسلم، الصحیح، کتاب الصید والذبائح، باب النهي عن صبر البهائم، ۳:۱۵۴۹، رقم:۱۹۵۷

۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱:۲۸۰، ۲۸۵، ۳۴۰، رقم:۲۵۳۲، ۲۵۸۶، ۳۱۵۵

۳۔ ترمذي، السنن، کتاب الصید، باب ما جاء في کراهية أکل المصبورة، ۴:۷۲، رقم:۱۴۷۵

۴۔ نسائي، السنن، کتاب الضحایا، باب النهي عن المجثمة، ۷:۲۳۸، رقم:۴۴۴۳

۵۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الذبائح، باب النهي عن صبر البهائم وعن المثلة، ۲:۱۰۶۳، رقم:۳۱۸۷

کسی جاندار کو (تیر اندازی کے لیے) ہدف مت بناؤ۔

اس حدیث مبارکہ میں مذکور لفظ 'غَرَضًا' سے مراد ٹارگٹ کلنگ ہے۔ آج ہمارے معاشرے میں کیا ہو رہا ہے؟ آئے روز اس ملک کے ہر شہر میں ٹارگٹ کلنگ کا کوئی نہ کوئی واقعہ رونما ہوتا ہے۔ کوئٹہ ہو یا کراچی، لاہور میں سانحہ ماڈل ٹاؤن ہو یا جنوبی پنجاب کا کوئی اَلم ناک حادثہ، کہیں کوئی عالمِ دین اور کہیں کوئی علمی و فکری شخصیت ٹارگٹ کلنگ کا شکار ہو رہی ہے۔ اِسلام میں تو جانور ہو یا پرندہ، انسان ہو یا کوئی اور ذی روح، کسی بھی جاندار کو پکڑ کر ہدف بنانا یا تیر اور گولی وغیرہ سے مارنے والے پر اللہ اور اُس کے رسول ﷺ نے لعنت کی ہے۔ اور جس پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہو اُس پر جنت حرام اور دوزخ واجب ہو جاتی ہے۔

ہماری سول گورنمنٹ، سول قانون، عدالتیں اور سیاسی نظام نے ہمیشہ دہشت گردوں اور دہشت گردی کو تحفظ دیا ہے۔ اگر یہ نظام تحفظ نہ دیتا تو آج فوجی عدالتیں بنانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔ فوجی عدالتوں کی ضرورت جائز اور ضروری ہے اور یہ ثابت ہوگیا ہے کہ موجودہ نظام فیل ہو چکا ہے۔ ہمارے نام نہاد حکمران ابھی بھی اس فیل نظام کی مردہ لاش کو گھسیٹ کر چلنا چاہتے ہیں۔ اس نظام نے عوامِ پاکستان کو آج تک کچھ نہیں دیا اور نہ آئندہ دے سکتا ہے کیونکہ یہ نظام بدمعاشوں، غنڈوں، طاقت وروں، دہشت گردوں اور قاتلوں کے لئے ہے۔ یہ نظام مقتولوں، مظلوموں، بے چاروں اور مجبوروں کے لیے نہیں۔ اس لئے اس نظام کو بدل کر ایسا نظام لانا ہوگا جس کی کوکھ سے پُر اَمن پاکستان جنم لے اور یہ اسی صورت ممکن ہے کہ ہم محبت اور عدم تشدد پر مبنی حضور نبی اکرم ﷺ کی تعلیمات کو حرزِ جاں بنائیں۔

(۵) جانوروں کو جلانے اور داغنے کی ممانعت

سیرتِ طیبہ کے اُن مظاہر کا مطالعہ بھی ضروری ہے جہاں حضور نبی اکرم ﷺ نے جانوروں کو داغنے، جلانے یا اُن سے کچھ چھین کر اُنہیں اذیت پہنچانے کی سختی سے ممانعت فرمائی ہے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي سَفَرٍ، فَانْطَلَقَ لِحَاجَتِهِ فَرَأَيْنَا حُمَّرَةً مَعَهَا فَرْخَانِ فَأَخَذْنَا فَرْخَيْهَا، فَجَائَتِ الْحُمَّرَةُ فَجَعَلَتْ تَفْرِشُ، فَجَاءَ النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ: مَنْ فَجَّعَ هٰذِهِ بِوَلَدِهَا؟ رُدُّوْا وَلَدَهَا إِلَيْهَا. وَرَآى قَرْيَةَ نَمْلٍ قَدْ حَرَّقْنَاهَا. فَقَالَ: مَنْ حَرَّقَ هٰذِهِ؟ قُلْنَا: نَحْنُ. قَالَ: إِنَّهُ لَا يَنْبَغِي أَنْ يُعَذِّبَ بِالنَّارِ إِلَّا رَبُّ النَّارِ. (۱)

ایک سفر میں ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے تو ہم نے ایک چڑیا دیکھی جس کے ساتھ دو بچے تھے۔ ہم نے اُس کے بچے پکڑ لئے تو چڑیا پر بچھانے لگی۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: کس نے اِسے اِس کے بچوں کی وجہ سے تڑپایا ہے؟ اِس کے بچے اِسے لوٹا دو۔ آپ ﷺ نے چیونٹیوں کا ایک بل دیکھا جسے ہم نے جلا دیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اِسے کس نے جلایا ہے؟ ہم عرض گزار ہوئے: (یا رسول اللہ!) ہم نے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: آگ کے ساتھ عذاب دینا، آگ کے (پیدا کرنے والے) رب کے سوا کسی کے لئے مناسب نہیں ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق مسلمان تو چیونٹیوں کو بھی جلا نہیں سکتے چہ جائیکہ کوئی شخص خود کش حملہ سے خود کو اور باقی لوگوں کو مار دے اور آگ لگا دے۔ یہ سب کچھ اسلام سے بغاوت اور کفر ہے۔ حیف ہے ان لوگوں اور رہنماؤں پر جو ابھی بھی گومگو کی کیفیت میں ہیں اور ifs and buts میں الجھے ہوئے ہیں۔ آج ضرورت ہے کہ پورے پاکستان کی مسجدوں سے

---

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، کتاب الجهاد، باب في کراهية حرق العدو بالنار، ۳:۵۵، رقم:۲۶۷۵

۲۔ أبو داود، السنن، کتاب الأدب، باب في قتل الذر، ۴:۳۶۷، رقم:۵۲۶۸

دہشت گردی کے خلاف کتاب وسنت کی یہ صدائیں بلند ہوں اور انتہا پسندی اور دہشت گردی کی کھل کر مذمت کی جائے۔

۲۔ 'صحیح مسلم' میں حضرت جابر ﷺ بیان کرتے ہیں:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ مَرَّ عَلَيْهِ حِمَارٌ، قَدْ وُسِمَ فِي وَجْهِهِ، فَقَالَ: لَعَنَ اللهُ الَّذِي وَسَمَهُ. (۱)

رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک گدھا گزرا جس کے منہ کو داغا گیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: اُس پر اللہ کی لعنت ہو جس نے اِسے داغا ہے۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق تو گدھے کے جسم کے تھوڑے سے حصے کو بھی نہیں داغا جاسکتا تا کہ اسے اذیت نہ ہو۔ جانوروں پر تشدد violence کی قطعاً اجازت نہیں ہے، انہیں ٹارچر نہیں کیا جاسکتا۔ جب کہ یہاں تو پوری سوسائٹی اذیت اور ٹارچر میں مبتلا ہے، کسی کی جان محفوظ نہیں ہے۔ جو جس کو چاہے ٹارگٹ کلنگ کرکے مار دے۔ انفرادی طور پہ مار دے یا اقتدار کے زعم میں چودہ کو مار دے یا اسکولوں کے معصوم طلباء اور عورتوں کو مار دے۔ پولیس آ کر مار دے یا دہشت گرد مار دیں۔ سارا معاشرہ دہشت گردی کے لپیٹ میں ہے۔ ہمیں اس لعنت سے نجات پانی ہے۔ اگر دہشت گردی اسی طرح ہوتی رہی اور ہمارے حکمرانوں اور سیاست دانوں نے اس کی بیخ کنی کے لیے موثر اقدامات نہ اٹھائے تو پھر خدا کا عذاب اترے گا اور ہر اچھا اور برا اس کی لپیٹ میں آ جائے گا۔

مذکورہ بالا تمام آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اس بات کا واضح اظہار ہیں کہ دین اسلام میں 'محبت' ہی کو بنیاد حاصل ہے۔ اس کی جملہ تعلیمات سے محبت ہی جھلکتی ہوئی نظر آتی ہے۔ اللہ رب العزت کی ذات عالیہ ہو یا حضور نبی اکرم ﷺ کی ذات مقدسہ، آیاتِ قرآنیہ ہوں

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب اللباس والزينة، باب النهي عن ضرب الحيوان في وجهه ووسمه فيه، ۳: ۱۶۷۳، رقم: ۲۱۱۷
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۳۲۳، رقم: ۱۴۴۹۹

یا احادیث نبویہ ہر جگہ ہر ایک سے محبت کرنے کا ہی درس نمایاں نظر آتا ہے۔ دینِ اسلام حقیقت میں دینِ محبت ورحمت ہے۔ اس کے ہر ہر حکم اور تعلیم میں رحمت ومحبت کا پیغام جھلکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بندے کا تعلق محبت پر قائم ہے۔ رسول اقدس ﷺ سے امتی کا تعلق محبت پر قائم ہے۔ صحابہ اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم سے تعلق محبت پر قائم ہے۔ اولیاء و صالحین سے تعلق محبت پر قائم ہے۔ بڑوں سے تعلق محبت پر قائم ہے، چھوٹوں سے تعلق شفقت ومحبت پر قائم ہے۔ اللہ کی مخلوق سے تعلق محبت پر قائم ہے۔ ہر شخص اور شخصیت کے حسبِ حال محبت کی شکلیں بدلتی رہتی ہیں۔ کوئی محبت، ادب و تعظیم میں بدل جاتی ہے۔ کہیں محبت، شفقت و رحمت میں بدل جاتی ہے۔ کہیں محبت، مودت اور اخوت میں بدل جاتی ہے۔ جس طرح کا رشتہ اور نسبت ہوتی ہے تو وہ محبت اسی طرح کے روپ دھار لیتی ہے۔

باب سوم

مسلمانوں کے جان و مال کا اِحترام

اور

مسلمانوں کو اَذیت دینے اور قتل کرنے کی سزا

۱۔ مومن کی عزت و تکریم کعبۃ اللہ سے بھی زیادہ ہے

سیاسی، فکری یا اعتقادی اختلافات کی بنا پر مسلمانوں کی اکثریت (large majority) کو کافر، مشرک اور بدعتی قرار دیتے ہوئے انہیں بے دریغ قتل کرنے والوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول ﷺ کے نزدیک مومن کے جسم و جان اور عزت و آبرو کی کیا اَہمیت ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک مومن کی حرمت کو کعبے کی حرمت سے زیادہ محترم قرار دیا ہے۔

ابن ماجہ اور طبرانی میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَطُوفُ بِالْكَعْبَةِ، وَيَقُولُ: مَا أَطْيَبَكِ وَأَطْيَبَ رِيحَكِ، مَا أَعْظَمَكِ وَأَعْظَمَ حُرْمَتَكِ، وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ، لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهِ وَدَمِهِ، وَأَنْ نَظُنَّ بِهِ إِلَّا خَيْرًا. (۱)

میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو خانہ کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا: (اے کعبہ!) تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے، قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! مومن کے جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں

---

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب حرمة دم المؤمن وما له، ۲: ۱۲۹۷، رقم: ۳۹۳۲

۲۔ طبراني، مسند الشاميين، ۲: ۳۹٦، رقم: ۱۵٦۸

۳۔ منذري، الترغيب والترهيب، ۳: ۲۰۱، رقم: ۳٦۷۹

مومن کے بارے میں نیک گمان ہی رکھنا چاہیے۔

۲۔ مسلمان کی طرف ہتھیار سے محض اشارہ کرنا بھی منع ہے

فولادی اور آتشیں اسلحہ سے لوگوں کو قتل کرنا تو بہت بڑا اِقدام ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے اہلِ اِسلام کو اپنے مسلمان بھائی کی طرف اسلحہ سے محض اشارہ کرنے والے کو بھی ملعون و مردود قرار دیا ہے۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا يُشِيرُ أَحَدُكُمْ إِلَى أَخِيهِ بِالسِّلَاحِ، فَإِنَّهُ لَا يَدْرِي أَحَدُكُمْ لَعَلَّ الشَّيْطَانَ يَنْزِعُ فِي يَدِهِ، فَيَقَعُ فِي حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ. (۱)

تم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی طرف ہتھیار سے اشارہ نہ کرے، تم میں سے کوئی نہیں جانتا کہ شاید شیطان اس کے ہاتھ کو ڈگمگا دے اور وہ (قتلِ ناحق کے نتیجے میں) جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔

یہاں اِستعارے کی زبان میں بات کی گئی ہے یعنی ممکن ہے کہ ہتھیار کا اشارہ کرتے ہی وہ شخص طیش میں آجائے اور غصہ میں بے قابو ہو کر اسے چلا دے۔ اس عمل کی مذمت اور قباحت بیان کرنے کے لئے اسے شیطان کی طرف منسوب کیا گیا ہے تاکہ لوگ اِسے شیطانی فعل سمجھیں اور اس سے باز رہیں۔

۲۔ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے کسی دوسرے شخص پر اسلحہ تاننے سے ہی نہیں بلکہ عمومی حالات میں اسلحہ کی نمائش کو بھی ممنوع قرار دیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب البر والصلة والآداب، باب النهي عن إشارة بالسلاح، ۴: ۲۰۲۰، رقم: ۲۶۱۷

۲۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۳: ۵۸۷، رقم: ۶۱۷۶

۳۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۲۳، الرقم: ۲۶۱۷

نَهَى رَسُولُ اللهِ ﷺ أَنْ يُتَعَاطَى السَّيْفُ مَسْلُولًا. (۱)

رسول اکرم ﷺ نے ننگی تلوار لینے دینے سے منع فرمایا۔

ننگی تلوار کے لینے دینے میں جہاں زخمی ہونے کا احتمال ہوتا ہے وہاں اسلحہ کی نمائش سے اِشتعال انگیزی کا بھی خدشہ رہتا ہے۔ اسلام کے دینِ خیر و عافیت اور مذہبِ امن و سلامتی ہونے کا اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے کھلے بندوں اسلحہ کی نمائش پر پابندی لگا دی، تا کہ نہ تو اسلحہ کی دوڑ شروع ہو اور نہ ہی اس سے کسی کو threat کیا جا سکے۔ مذکورہ حدیث میں لفظِ مَسْلُول اِس اَمر کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ ریاست کے جن اداروں کے لیے اسلحہ ناگزیر ہو وہ بھی اس کو غلط استعمال سے بچانے کے لیے foolproof security کے انتظامات کریں۔

۳۔ مسلمانوں کے قتل اور فساد انگیزی کی ممانعت

اسلام نہ صرف مسلمانوں بلکہ بلا تفریقِ رنگ و نسل تمام انسانوں کے قتل کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ ﷻ نے تکریم انسانیت کے حوالے سے قرآن حکیم میں ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِى الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. (۲)

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في النهي عن تعاطي السيف مسلولا، ۴: ۴۶۴، رقم: ۲۱۶۳

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الجهاد، باب ما جاء في النهي أن يتعاطي السيف مسلولا، ۳: ۳۱، رقم: ۲۵۸۸

(۲) المائدة، ۵: ۳۲

جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

اِس آیت مبارکہ میں انسانی جان کی حرمت کا مطلقاً ذکر کیا گیا ہے جس میں عورت یا مرد، چھوٹے بڑے، امیر و غریب حتی کہ مسلم اور غیر مسلم کسی کی تخصیص نہیں کی گئی۔ مدعا یہ ہے کہ قرآن نے کسی بھی انسان کو بلاوجہ قتل کرنے کی نہ صرف سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ اسے پوری انسانیت کا قتل ٹھہرایا ہے۔ جہاں تک قانونِ قصاص وغیرہ میں قتل کی سزا، سزائے موت (capital punishment) ہے، تو وہ انسانی خون ہی کی حرمت و حفاظت کے لیے مقرر کی گئی ہے۔

۴۔ ایک مومن کا قتل پوری دنیا کی تباہی سے بڑا گناہ ہے

اپنے گھناؤنے اور ناپاک مقاصد کے حصول کے لیے عام شہریوں اور پُراَمن انسانوں کو بے دریغ قتل کرنے والے کیسے دینِ امن و سلامتی کے علم بردار بنتے ہیں؟ وہ اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے ذریعے ہزاروں مسلمانوں کی قتل و غارت گری میں مصروف ہیں جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے تو ایک مومن کے قتل کو بھی پوری دنیا کے تباہ کر دینے سے بڑا گناہ قرار دیا ہے۔

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَزَوَالُ الدُّنْيَا أَهْوَنُ عَلَى اللهِ مِنْ قَتْلِ رَجُلٍ مُسْلِمٍ. (۱)

---

(۱) ۱۔ ترمذي، السنن، كتاب الديات، باب ما جاء في تشديد قتل المؤمن، ۴: ۱۶، رقم: ۱۳۹۵

۲۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب تعظيم الدم، ۷: ۸۲، رقم: ۳۹۸۷

۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلما، ۲: ۸۷۴، رقم: ۲۶۱۹

اللہ تعالیٰ کے نزدیک ایک مسلمان شخص کے قتل سے پوری دنیا کا ناپید (اور تباہ) ہو جانا ہلکا (واقعہ) ہے۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن بریدہ ﷺ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

قَتْلُ الْمُؤْمِنِ أَعْظَمُ عِنْدَ اللهِ مِنْ زَوَالِ الدُّنْيَا. (۱)

مومن کو قتل کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام دنیا کے برباد ہونے سے بڑا ہے۔

۵۔ مسلمانوں کا قتلِ عام کفریہ فعل ہے

حضور نبی اکرم ﷺ نے مسلمانوں کا خون بہانے، اُنہیں قتل کرنے اور فتنہ و فساد برپا کرنے کو نہ صرف کفر قرار دیا ہے بلکہ اِسلام سے واپس کفر کی طرف پلٹ جانا قرار دیا ہے۔ اسے اصطلاحِ شرع میں اِرتداد کہتے ہیں۔

امام بخاری حضرت عبد اللہ بن عباس ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَا تَرْتَدُّوْا بَعْدِي كُفَّارًا يَضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ. (۲)

تم میرے بعد ایک دوسرے کو قتل کرنے کے سبب کفر کی طرف نہ لوٹ جانا۔

گویا کلمہ گو مسلمانوں کا آپس میں قتل عام صریح کفریہ عمل ہے جسے ارتداد سے لفظی

(۱) ۱۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب تعظيم الدم، ۷: ۸۲، ۸۳، رقم: ۳۹۸۸-۳۹۹۰

۲۔ طبراني، المعجم الصغير، ۱: ۳۵۵، رقم: ۵۹۴

۳۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۲۲، رقم: ۱۵۶۴۷

(۲) بخاري، الصحيح، كتاب الفتن، باب قول النبي ﷺ: لا ترجعوا بعدي كفارا يضرب بعضكم رقاب بعض، ۶: ۲۵۹۴، رقم: ۶۶۶۸

مماثلت دی گئی ہے۔

٦۔ خون خرابہ تمام جرائم سے بڑا جرم ہے

قتل و غارت گری، خون خرابہ، فتنہ و فساد اور ناحق خون بہانا اِتنا بڑا جرم ہے کہ قیامت کے دن اللہ ﷻ ایسے مجرموں کو سب سے پہلے بے نقاب کر کے کیفرِ کردار تک پہنچائے گا۔

١۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے خونریزی کی شدت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَوَّلُ مَا يُقْضَى بَيْنَ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي الدِّمَاءِ.(١)

قیامت کے دن لوگوں کے درمیان سب سے پہلے خون ریزی کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

٢۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے باہمی خون خرابہ اور لڑائی جھگڑے کے تباہ کن نتائج سے خبردار کرتے ہوئے فرمایا کہ قتل و غارت گری اتنا بڑا جرم ہے کہ اگر کوئی فرد یا طبقہ اس میں ایک مرتبہ ملوث ہو جائے تو پھر اسے اس سے نکلنے کا راستہ نہیں ملے گا۔ امام بخاری کی روایت کردہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

إِنَّ مِنْ وَرَطَاتِ الْأُمُوْرِ الَّتِي لَا مَخْرَجَ لِمَنْ أَوْقَعَ نَفْسَهُ، فِيْهَا سَفْكَ الدَّمِ الْحَرَامِ بِغَيْرِ حِلِّهِ.(٢)

---

(١) ١۔ بخاري، الصحيح، كتاب الديات، باب ومن يقتل مؤمنا متعمدا، ٦: ٢٥١٧، رقم: ٦٤٧١
٢۔ مسلم، الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب المجازاة بالدماء في الآخرة وأنها أول ما يقضى فيه بين الناس يوم القيامة، ٣: ١٣٠٤، رقم: ١٦٧٨

(٢) بخاري، الصحيح، كتاب الديات، باب ومن قتل مؤمنا متعمدًا فجزاؤه جهنم، ٦: ٢٥١٧، رقم: ٦٤٧٠

ہلاک کرنے والے وہ اُمور ہیں جن میں پھنسنے کے بعد نکلنے کی کوئی سبیل نہ ہو۔ اِن میں سے ایک بغیر کسی جواز کے حرمت والا خون بہانا بھی ہے۔

۷۔ مسلمان کو قتل کرنے والے کی کوئی عبادت قبول نہیں ہوگی

مسلمانوں کو قتل کرنے والے کی نفلی اور فرض عبادت بھی قبول نہیں ہوگی۔ حضرت عبد اللہ بن صامت ﷛ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا فَاعْتَبَطَ بِقَتْلِهِ لَمْ يَقْبَلِ اللّٰهُ مِنْهُ صَرْفًا وَلَا عَدْلًا. (۱)

جس شخص نے کسی مومن کو ظلم سے ناحق قتل کیا تو اللہ تعالیٰ اس کی کوئی نفلی اور فرض عبادت قبول نہیں فرمائے گا۔

عبادت و ریاضت اور قتل و غارت گری کو ساتھ ساتھ چلانے والے اور انسانی حرمت و تقدس کو پامال کر کے اپنے اعمال و عبادات کو ذریعہ نجات سمجھنے والے ایسے انتہا پسندوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ نہ صرف ان کی عبادت ردّ کر دی جائے گی بلکہ ان کے لیے ﴿فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ﴾ ’تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہے‘ کی دردناک وعید بھی ہے۔

۸۔ مسلمانوں کو (بم دھماکوں یا دیگر طریقوں سے) قتل کرنے اور جلانے والے جہنمی ہیں

سورۃ البروج کی آیت نمبر دس (۱۰) - اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ۝ ’بے شک جن لوگوں نے مومن

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، کتاب الفتن والملاحم، باب تعظیم قتل المؤمن، ۴: ۱۰۳، رقم: ۴۲۷۰

۲۔ طبراني، مسند الشامیین، ۲: ۲۶۶، رقم: ۱۳۱۱

مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دی پھر توبہ (بھی) نہ کی تو ان کے لیے عذابِ جہنم ہے اور ان کے لیے (بالخصوص) آگ میں جلنے کا عذاب ہےo‘ - کی تفسیر میں بعض مفسرین نے فتنے میں مبتلا کرنے سے آگ میں جلانا بھی مراد لیا ہے۔ اس معنی کی رُو سے خود کش حملوں، بم دھماکوں اور بارود سے عامۃ الناس کو خاکستر کر دینے والے فتنہ پرور لوگ عذابِ جہنم کے مستحق ہیں۔ مفسرین کے اقوال ملاحظہ فرمائیں:

١۔ وقال ابن عباس ومقاتل: ﴿فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ حرقوهم بالنار.[1]

حضرت ابن عباس اور مقاتل نے فرمایا: فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ کا مطلب ہے: (ان فتنہ پروروں نے) انہیں (یعنی مومنین کو) آگ سے جلا ڈالا۔

٢۔ وأخرج عبد بن حميد وابن المنذر عن قتادة ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ قال: حرقوا.[2]

عبد بن حمید اور ابن منذر حضرت قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ کا معنی آگ سے جلا کر ہلاک کر دینا ہے۔

٣۔ اسی معنی کو امام قرطبی اور ابو حفص الحنبلي نے بھی روایت کیا ہے۔[3]

مسلمان کے قتل کو جائز سمجھنے اور انہیں جلانے والے نص قرآنی کے تحت نہ صرف دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں بلکہ عذابِ حریق کے مستحق بھی ٹھہرتے ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن بسر سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے مومنوں کو اذیت دینے والوں کو اپنی اُمت سے خارج کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

---

(١) رازی، التفسير الكبير، ٣١: ١١١

(٢) سيوطي، الدر المنثور، ٨: ٤٦٦

(٣) ١۔ قرطبي، الجامع لأحكام القرآن، ١٩: ٢٩٥

٢۔ أبو حفص الحنبلی، اللباب فی علوم الكتاب، ٢٠: ٢٥٣

لَيُسَ مِنِّي ذُوُ حَسَدٍ وَلَا نَمِيُمَةٍ وَلَا كَهَانَةٍ وَلَا أَنَا مِنُهُ. ثُمَّ تَلا رَسُوُلُ اللهِ ﷺ هَذِهِ الآيَة: ﴿وَالَّذِيُن يُؤْذُوُنَ الْمُؤْمِنِيُنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ بِغَيْرِ مَااكْتَسَبُوُا فَقَدِ احْتَمَلُوُا بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيُنًا﴾[1].[2]

حسد کرنے والا، چغلی کھانے والا اور کہانت والا مجھ سے نہیں (یعنی میری امت سے نہیں) اور نہ ہی میں اس سے ہوں۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو اذیت دیتے ہیں بغیر اس کے کہ انہوں نے کچھ (خطا) کی ہو تو بے شک انہوں نے بہتان اور کھلے گناہ کا بوجھ (اپنے سر) لے لیا٥﴾۔

۴۔ امام فخر الدین رازی رقم طراز ہیں:

أن كلا العذابين يحصلان في الآخرة إلا أن عذاب جهنم وهو العذاب الحاصل بسبب كفرهم، وعذاب الحريق هو العذاب الزائد على عذاب الكفر بسبب أنهم أحرقوا المؤمنين.[3]

بے شک دونوں عذاب (عذابِ جہنم اور عذاب حریق) آخرت میں واقع ہوں گے، مگر فرق یہ ہے کہ عذابِ جہنم ان کے کفر کے سبب ہوگا، اور عذابِ حریق عذابِ کفر پر وہ زائد عذاب ہے جو انہیں مسلمانوں کو جلانے کے سبب ملے گا۔

۵۔ اِسی مفہوم کو صاحبِ جلالین نے بھی رقم کیا ہے۔ وہ تحریر کرتے ہیں:

﴿اِنَّ الَّذِيُنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيُنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ﴾ بالإحراق ﴿ثُمَّ لَمْ يَتُوُبُوُا فَلَهُمْ

---

(۱) الأحزاب، ۳۳: ۵۸

(۲) ۱۔ منذری، الترغیب والترهیب، ۳: ۳۲۴، رقم: ۴۲۷۵
۲۔ ابن عساکر، تاریخ دمشق الکبیر، ۲۱: ۳۳۴

(۳) رازی، التفسیر الکبیر، ۳۱: ۱۱۱

عَذَابُ جَهَنَّمَ﴾ بكفرهم ﴿وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ﴾ أى عذاب إحراقهم المؤمنين فى الآخرة.[1]

یعنی وہ لوگ جنہوں نے مومن مرد و زن کو آگ میں جلا کر اذیت میں مبتلا کیا، پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لئے ان کے کفر کی وجہ سے مومنین کو جلانے کی پاداش میں عذابِ حریق (جلائے جانے کا عذاب) ہوگا۔

اسلام میں کسی انسانی جان کی قدر و قیمت اور حرمت کا اندازہ یہاں سے لگایا جا سکتا ہے کہ اِس نے بغیر کسی وجہ کے ایک فرد کے قتل کو بھی پوری انسانیت کے قتل کے مترادف قرار دیا ہے۔ قتلِ عمد کی سزا موت ہے۔ مسلمانوں کو قتل کرنے والوں کے لیے شدید اور دردناک عذاب کی وعید ہے۔ جب اسلام کسی ایک فرد کے قتل حتی کہ اپنی جان کو بھی تلف کرنے کی اجازت نہیں دیتا، تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ خودکش حملوں اور بم دھماکوں کے ذریعے ہزاروں شہریوں کے جان و مال کو تلف کرنے کی اجازت دے! لہٰذا جو لوگ نوجوانوں کو خون ریزی اور قتلِ عام پر اُکساتے ہیں اور جو نوجوان ایسے گمراہ لیڈروں کے کہنے پر خودکش حملوں میں حصہ لیتے ہیں، دونوں نہ صرف دنیا میں اسلامی تعلیمات سے اِنحراف کے مرتکب ہوتے ہیں بلکہ آخرت میں بھی شدید عذاب کے حق دار ہیں۔ کیونکہ وہ اسلام جیسے پُراَمن اور متوازن دین کی بدنامی کا باعث بھی بن رہے ہیں اور پوری اِنسانیت کو نفرتوں کی آگ میں دھکیلنے کا سبب بھی۔

---

(۱) تفسیر الجلالین: ۸۰۱

باب چہارُم

غیر مسلموں کے قتلِ عام

اور

اِیذا رسانی کی ممانعت

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہیں۔ اُن حقوق میں سے پہلا حق جو اسلامی حکومت اور اسلامی معاشرہ کی طرف سے انہیں حاصل ہے وہ حقِ حفاظت ہے، جو انہیں ہر قسم کے خارجی اور داخلی ظلم و زیادتی کے خلاف میسر ہوگا تاکہ وہ مکمل طور پر امن وسکون کی زندگی بسر کرسکیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع کے موقع پر پوری نسلِ انسانی کو عزت، جان اور مال کا تحفظ فراہم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

إِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَعْرَاضَكُمْ عَلَيْكُمْ حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا، فِي شَهْرِكُمْ هَذَا، فِي بَلَدِكُمْ هَذَا، إِلَى يَوْمِ تَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ. (1)

بے شک تمہارے خون اور تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اِسی طرح حرام ہیں جیسے تمہارے اِس دن کی حرمت تمہارے اِس مہینے میں اور تمہارے اِس شہر میں (مقرر کی گئی) ہے۔ یہاں تک کہ تم اپنے رب سے ملو گے۔

لہٰذا کسی بھی اِنسان اور کسی بھی مذہب کے پیروکار کو ناحق قتل کرنا، اُس کا مال لوٹنا، اس کی عزت پر حملہ کرنا یا اس کی تذلیل کرنا نہ صرف حرام ہے بلکہ اس کے مرتکب شخص کو الم ناک سزا کی وعید سنائی گئی ہے۔ ذیل میں ہم قرآن و حدیث سے متعدد دلائل و براہین پیش کریں گے

(1) 1۔ بخاري، الصحيح، كتاب الحج، باب الخطبة أيام منى، 2: 620، رقم: 1654

2۔ مسلم، الصحيح، كتاب القسامة والمحاربين والقصاص والديات، باب تغليظ تحريم الدماء والأعراض والأموال، 3: 1305-1306، رقم: 1679

جس سے یہ حقیقت عیاں ہوجائے گی کہ اسلام نے کس طرح غیر مسلم شہریوں کے جان و مال اورعزت و آبرو کی حفاظت کی تلقین کی ہے۔

۱۔ غیر مسلم شہریوں کے قتل کی ممانعت

اسلامی ریاست میں آباد غیر مسلم شہری کو قتل کرنا حرام ہے۔ کسی فرد کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم شہری کو قتل کرے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

مَنْ قَتَلَ نَفْسًا م بِغَيْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِيْعًا. (۱)

جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد (پھیلانے کی سزا) کے (بغیر، ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔

اس آیہ کریمہ میں نَفْسًا کا لفظ عام ہے، لٰہذا اس کا اطلاق بھی عموم پر ہوگا۔ یعنی کسی ایک انسانی جان کا قتلِ ناحق - خواہ اس کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو، کوئی بھی زبان بولتا ہو اور دنیا کے کسی بھی ملک یا علاقے کا رہنے والا ہو - قطعاً حرام ہے اور اس کا گناہ اتنا ہی ہے جیسے پوری انسانیت کو قتل کرنے کا ہے۔ لٰہذا مسلم ریاست میں آباد غیر مسلم شہریوں کا قتل بھی اسی زمرے میں آئے گا۔

غیر مسلم شہری کے قاتل پر جنت حرام ہے

۱۔ حضرت ابو بکرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا فِي غَيْرِ كُنْهِهِ، حَرَّمَ اللهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ. (۲)

(۱) المائدة، ۵: ۳۲

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۶، ۳۸، رقم: ۲۰۳۹۳، ۲۰۴۱۹

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الجهاد، باب في الوفاء للمعاهد وحرمة ذمته، ۳: ۸۳، رقم: ۲۷۶۰

←

جو مسلمان کسی غیر مسلم شہری کو ناحق قتل کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر جنت حرام فرما دے گا۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ قَتَلَ مُعَاهَدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ، وَإِنَّ رِيحَهَا تُوجَدُ مِنْ مَسِيرَةِ أَرْبَعِيْنَ عَامًا. (۱)

جس نے کسی غیر مسلم شہری (معاہد) کو قتل کیا تو وہ جنت کی خوشبو بھی نہیں سونگھے گا حالانکہ جنت کی خوشبو چالیس برس کی مسافت تک محسوس ہوتی ہے۔

گویا کسی غیر مسلم کا ناحق قتل کرنے والا جنت کے قریب بھی نہیں جا سکے گا بلکہ اسے جنت سے چالیس برس کی مسافت سے بھی دور رکھا جائے گا۔

۲۔ محارب دشمن قوموں کے سفراء کے قتل کی ممانعت

اسلام قومی اور بین الاقوامی معاملات میں امن و رواداری کا درس دیتا ہے۔ قرآن و حدیث کی تعلیمات کے مطابق بدترین دشمن قوم کا سفارت کار بھی اگر سفارت کاری کے لیے

.... ۳۔ نسائي، السنن، کتاب القسامة، باب تعظيم قتل المعاهد، ۸: ۲۴، رقم: ۴۷۴۷

۴۔ دارمي، السنن، ۲: ۳۰۸، رقم: ۲۵۰۴

۵۔ حاکم، المستدرك على الصحيحين، ۲: ۱۵۴، رقم: ۲۶۳۱

امام حاکم نے فرمایا: یہ حدیث صحیح الاسناد ہے۔

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، کتاب الجزية، باب إثم من قتل معاهدا بغير جرم، ۳: ۱۱۵۵، رقم: ۲۹۹۵

۲۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الديات، باب من قتل معاهدا، ۲: ۸۹۶، رقم: ۲۶۸۶

۳۔ بزار، المسند، ۶: ۳۶۸، رقم: ۲۳۸۳

آئے تو اس کا قتل حرام ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس کئی مواقع پر غیر مسلموں کے نمائندے آئے، لیکن آپ ﷺ نے ان سے ہمیشہ خود بھی حسنِ سلوک فرمایا اور صحابہ کرام ﷺ کو بھی یہی تعلیم دی۔ حتیٰ کہ نبوت کے جھوٹے دعوے دار مسیلمہ کذاب کے نمائندے آئے جنہوں نے صریحاً اعترافِ اِرتداد کیا تھا لیکن آپ ﷺ ان کے سفارت کار ہونے کے باعث ان سے حسنِ سلوک سے پیش آئے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود ﷺ فرماتے ہیں:

إِنِّي كُنْتُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ جَالِساً إِذْ دَخَلَ هَذَا (عَبْدُ اللهِ بْنُ نُوَاحَةَ) وَرَجُلٌ وَافِدَيْنِ مِنْ عِنْدِ مُسَيْلَمَةَ. فَقَالَ لَهُمَا رَسُوْلُ اللهِ ﷺ: أَتَشْهَدَانِ أَنِّي رَسُوْلُ اللهِ؟ فَقَالاَ لَهُ: نَشْهَدُ أَنَّ مُسَيْلَمَةَ رَسُوْلُ اللهِ، فَقَالَ: آمَنْتُ بِاللهِ وَرُسُلِهِ، لَوْ كُنْتُ قَاتِلًا وَافِداً لَقَتَلْتُكُمَا. (1)

میں حضور نبی اکرم ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب یہ شخص (عبد اللہ بن نواحہ) اور ایک اور آدمی مسیلمہ (کذاب) کی طرف سے سفارت کار بن کر آئے تو انہیں حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: کیا تم دونوں اس بات کی گواہی دیتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں؟ انہوں نے (اپنے کفر و ارتداد پر اصرار کرتے ہوئے) کہا: ہم گواہی دیتے ہیں کہ مسیلمہ اللہ کا رسول ہے۔ (معاذ اللہ) حضور نبی اکرم ﷺ نے (کمال برداشت اور تحمل کی مثال قائم فرماتے ہوئے ارشاد) فرمایا: میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں پر ایمان رکھتا ہوں۔ اگر میں سفارت کاروں کو قتل کرنے والا ہوتا تو تم دونوں کو قتل کر

(1) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۴۰۴، رقم: ۳۸۳۷
۲۔ دارمی، السنن، ۲: ۳۰۷، رقم: ۲۵۰۳
۳۔ نسائی، السنن الكبرى، ۵: ۲۰۵، رقم: ۸۶۷۵
۴۔ أبو يعلى، المسند، ۹: ۳۱، رقم: ۵۰۹۷
۵۔ حاكم، المستدرك على الصحيحين، ۳: ۵۴، رقم: ۴۳۷۸

دیتا (مگر حضور ﷺ نے ایسا نہ کیا اور انہیں جان کی سلامتی دی)۔

گویا حضور نبی اکرم ﷺ کے اس جملے نے سفارت کاروں کے احترام کا بین الاقوامی قانون وضع فرما دیا۔ اس حکم سے یہ بھی واضح ہو جاتا ہے کہ وہ تمام عملہ جو کسی embassy میں سفارت کاری پر تعینات ہو اِسی حسن سلوک کا حق دار ہے اور اس کا قتل بھی از روئے حدیث حرام ہے۔ گزشتہ کئی سالوں سے پاکستان کے شورش زدہ علاقوں میں غیر ملکی سفارت کاروں اور انجینئرز کے اغوا اور قتل کے متعدد واقعات رُونما ہو چکے ہیں جن کی ذمہ داری دہشت گرد قبول کرتے رہے ہیں۔ کتنے افسوس کی بات ہے کہ اسلام کے نام پر دہشت گردی کرنے والے حضور نبی اکرم ﷺ کی ان تعلیمات سے صریحاً انحراف برتنے کے باوجود خود کو 'مجاہدینِ اسلام' سمجھتے ہیں۔

۳۔ غیر مسلم مذہبی رہنماؤں کے قتل کی ممانعت

جس طرح غیر مسلم سفارت کاروں کے قتل کو حرام قرار دیا گیا ہے اسی طرح غیر مسلموں کے مذہبی رہنماؤں کے قتل کی بھی ممانعت کی گئی ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے:

كَانَ رَسُولُ اللهِ ﷺ إِذَا بَعَثَ جُيُوشَهُ قَالَ: لَا تَغْدِرُوا وَلَا تَغُلُّوا وَلَا تُمَثِّلُوا وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا أَصْحَابَ الصَّوَامِعِ. (۱)

حضور نبی اکرم ﷺ جب اپنے لشکروں کو روانہ کرتے تو حکم فرماتے: غداری نہ کرنا، دھوکا نہ دینا، نعشوں کی بے حرمتی نہ کرنا اور بچوں اور پادریوں کو قتل نہ کرنا۔

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۱: ۳۳۰، رقم: ۲۷۲۸
۲۔ ابن أبی شيبة، المصنف، ۶: ۴۸۴، رقم: ۳۳۱۳۲
۳۔ أبو يعلى، المسند، ۴: ۴۲۲، رقم: ۲۵۴۹
۴۔ ابن رشد، بداية المجتهد، ۱: ۲۸۱

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کسی بھی قوم کے مذہبی رہنماؤں کا قتل عام حالات کے علاوہ دورانِ جنگ بھی جائز نہیں ہے۔

۴۔ مسلم اور غیر مسلم کا قصاص اور دیت برابر ہے

اسلام نے کسی بھی شخص (مسلم یا غیر مسلم) کو ناحق قتل کرنے والے قاتل پر قصاص لازم کیا ہے۔ جبکہ قتل خطاء یعنی غلطی سے قتل ہو جانے کی صورت میں دیت (monetary compensation) کی ادائیگی کو واجب قرار دیا ہے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَكُمْ فِي الْقِصَاصِ حَيٰوةٌ يّٰاُولِي الْاَلْبَابِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ۝[1]

اور تمہارے لیے قصاص (یعنی خون کا بدلہ لینے) میں ہی زندگی (کی ضمانت) ہے اے عقلمند لوگو! تاکہ تم (خونریزی اور بربادی سے) بچو۝

۲۔ قتل خطاء کے بارے میں ارشاد ربانی ہے:

مَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَاً فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰۤى اَهْلِهٖۤ اِلَّاۤ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا.[2]

جس نے کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کر دیا تو (اس پر) ایک مسلمان غلام یا باندی کا آزاد کرنا اور خون بہا (کا ادا کرنا) جو مقتول کے گھر والوں کے سپرد کیا جائے (لازم ہے) مگر یہ کہ وہ معاف کر دیں۔

پہلی آیت مبارکہ میں حکم قصاص یعنی قاتل کو جرمِ قتل کی سزا میں قتل کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اس پر پوری امت کا اجماع ہے کہ قاتل (ناحق قتل کرنے والے) کو قصاص میں قتل

---

(۱) البقرة، ۲: ۱۷۹

(۲) النساء، ۴: ۹۲

کیا جائے سوائے اس کے کہ مقتول کے ورثا قاتل کو معاف کر دیں۔

دوسری آیت میں دیت کا ذکر ہے۔ اگر قتلِ خطا ہو جائے یعنی غیر ارادی طور پر غلطی سے کوئی شخص کسی کو قتل کر دے تو قاتل پر دیت (monetary compensation؛ خون بہا) لازم ہوگی۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے غیر مسلموں کو دیت (monetary compensation) میں مساوی حقوق دیتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:

دِيَةُ الْيَهُوْدِيِّ وَالنَّصْرَانِيِّ وَكُلِّ ذِمِّيٍّ مِثْلُ دِيَةِ الْمُسْلِمِ.[1]

یہودی، عیسائی اور ہر غیر مسلم شہری کی دیت مسلمان کی دیت کے برابر ہے۔

اس حدیث مبارکہ کے عمومی بیان سے معلوم ہوا کہ اسلام نے مسلمانوں کی طرح غیر مسلموں کو بھی قصاص اور دیت میں مسلمانوں کے برابر حیثیت دی ہے۔

۵۔ ایک غیر مسلم کے ظلم کا بدلہ دوسروں سے لینے کی ممانعت

قرآن و حدیث کے مطابق ہر شخص اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہے۔ جس نے ظلم کیا حسبِ دستور بدلہ اور سزا کا وہی مستحق ہے، اس کے بدلے میں کوئی دوسرا نہیں۔ اس کے جرم کی سزا اس کے اہل و عیال، دوستوں یا اس کی قوم کے دیگر افراد کو نہیں دی جاسکتی۔ ارشادِ ربانی ہے:

وَلَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ اِلَّا عَلَيْهَاۚ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰىۚ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ مَّرْجِعُكُمْ فَيُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ فِيْهِ تَخْتَلِفُوْنَ۝[2]

اور ہر شخص جو بھی (گناہ) کرتا ہے (اس کا وبال) اسی پر ہوتا ہے اور کوئی بوجھ

---

(۱) ۱۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۹۷-۹۸
۲۔ ابن رشد، بداية المجتهد، ۲: ۳۱۰

(۲) الأنعام، ٦: ۱٦۴

اٹھانے والا دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف لوٹنا ہے پھر وہ تمہیں ان (باتوں کی حقیقت) سے آگاہ فرما دے گا جن میں تم اختلاف کیا کرتے تھےo

اسلام اس امر کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ پر امن شہریوں کو دوسرے ظالم افراد کے ظلم کے عوض سزا دے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

لَا یُؤْخَذُ مِنْھُمْ رَجُلٌ بِظُلْمٍ آخَرَ. (۱)

کسی امن پسند غیر مسلم شہری کو دوسرے غیر مسلم افراد کے ظلم کے عوض کوئی سزا نہیں دی جائے گی۔

لہٰذا ایسے دہشت گرد افراد جو انتقاماً مخالف قوم کے افراد کو قتل کریں، ان کا مال لوٹیں اور ان کی املاک تباہ کریں، وہ صریحاً قرآنی آیات اور ارشاداتِ نبوی ﷺ کی مخالفت کرنے والے ہیں۔

۶۔ غیر مسلم شہریوں کا مال لوٹنے کی ممانعت

اسلام نے دوسروں کا مال لوٹنا بھی حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَاْکُلُوْٓا اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ لِتَاْکُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَo (۲)

اور تم ایک دوسرے کے مال آپس میں ناحق نہ کھایا کرو اور نہ مال کو (بطورِ رشوت) حاکموں تک پہنچایا کرو کہ یوں لوگوں کے مال کا کچھ حصہ تم (بھی) ناجائز طریقے سے کھا سکو حالانکہ تمہارے علم میں ہو (کہ یہ گناہ ہے)o

---

(۱) ۱۔ أبو یوسف، الخراج: ۷۸
۲۔ بلاذری، فتوح البلدان: ۹۰

(۲) البقرة، ۲:۱۸۸

غیر مسلم شہریوں کی جانوں کی طرح ان کے اموال کی حفاظت بھی اسلامی ریاست پر لازم ہے۔ ہر دور میں جمیع مسلمانوں کا اس پر اجماع رہا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فتح خیبر کے موقع پر بھی یہود کے اموال و املاک کے بارے میں اعلان فرمایا:

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ وہ حضور نبی اکرم ﷺ کے ساتھ غزوۂ خیبر میں موجود تھے۔ مسلمانوں نے جلدی میں یہود کے بندھے ہوئے جانور بھی لے لیے۔ آپ ﷺ نے مجھے نماز کے لیے اذان دینے کا حکم فرمایا۔...... نماز کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا:

أَلَا! وَإِنِّيْ أُحَرِّمُ عَلَيْكُمْ أَمْوَالَ الْمُعَاهِدِيْنَ بِغَيْرِ حَقِّهَا.(۱)

خبردار! میں تم پر غیر مسلم اقلیتوں کے اَموال پر ناحق قبضہ کرنا حرام کرتا ہوں۔

اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کا اس قدر اہتمام کیا گیا ہے کہ ان کے اموال کی حفاظت اتنی ہی ضروری ہے جتنی مسلمانوں کے اموال کی حتیٰ کہ اگر کوئی مسلمان ان کی شراب یا خنزیر کو تلف کر دے تو اس پر بھی جرمانہ لازم آئے گا۔

غیر مسلم شہری کا مال چرانے والے پر بھی اسلامی حد کا نفاذ ہوگا

اسلام نے مال کی چوری کو حرام قرار دیا ہے اور اس پر نہایت سخت سزا مقرر کی ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانے میں قریش کی ایک مخزومی عورت نے چوری کی تو آپ ﷺ نے اس پر حد جاری کرنے کا حکم فرمایا۔ لوگوں نے آپ ﷺ سے اس کی سفارش کرنا چاہی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میری بیٹی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) بھی چوری کرتی تو اُس پر بھی حد جاری کی جاتی۔(۲)

(۱) ۱۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۴: ۱۱۱، رقم: ۳۸۲۸
۲۔ ابن زنجویه، کتاب الاموال: ۳۸۰، رقم: ۶۱۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار، ۳: ۱۲۸۲، رقم: ۳۲۸۸
۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الحدود، باب قطع السارق الشریف وغیرہ والنھی عن الشفاعة فی الحدود، ۳: ۱۳۱۵، رقم: ۱۶۸۸

فقہ حنفی کی مشہور کتاب 'الدر المختار' میں ہے:

وَيَضْمَنُ الْمُسْلِمُ قِيْمَةَ خَمْرِهِ وَخِنْزِيْرِهِ إِذَا أَتْلَفَهُ. [1]

غیر مسلم شہری کی شراب اور اس کے خنزیر کو تلف کرنے کی صورت میں مسلمان اس کی قیمت بطور تاوان ادا کرے گا۔

مال کے حکمِ حفاظت میں بھی مسلم اور غیر مسلم شہری برابر ہیں۔ اگر کسی مسلمان نے غیر مسلم شہری کا مال چوری کیا تو اس پر حد نافذ ہوگی اور اگر کسی نے غیر مسلم شہری کا مال غصب کیا تو اس پر تعزیر نافذ ہوگی۔ اسلام میں غیر مسلم شہریوں کے اَموال کی حفاظت کا اس قدر لحاظ رکھا گیا ہے کہ غیر مسلم شہریوں کی ہر اس چیز کی حفاظت کی جائے گی جسے وہ مال میں شمار کرتے ہوں اگرچہ مسلمانوں کے نزدیک وہ مال کے زمرے میں نہ آتی ہو۔ جیسا کہ شراب اور خنزیر مسلمانوں کے لیے قابلِ حیثیت مال نہیں۔ لہٰذا اگر کوئی شخص مسلمان کی شراب ضائع کر دے تو اس پر کوئی سزا اور تعزیر نہیں ہے۔ اس کے برعکس اگر کسی مسلمان نے غیر مسلم کی شراب اور خنزیر کو نقصان پہنچایا تو اس سے ان کی قیمت تاوان کے طور پر لی جائے گی کیونکہ یہ دونوں چیزیں اس غیر مسلم کے نزدیک مال متصور ہوتی ہیں۔

۷۔ غیر مسلم شہریوں کی تذلیل کی ممانعت

اسلام میں جیسے مسلمان کی عزت و آبرو کی تذلیل حرام ہے ویسے ہی غیر مسلم شہری کی عزت کو پامال کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ کسی مسلمان کو اجازت نہیں کہ وہ کسی غیر مسلم شہری کو گالی گلوچ کرے، اس پر تہمت لگائے، اس کی طرف جھوٹی بات منسوب کرے یا اس کی غیبت کرے۔ اسلام کسی مسلمان کو اس امر کی بھی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی غیر مسلم شہری کے ایسے عیب کا تذکرہ کرے جس کا تعلق اس کی ذات، اس کے حسب ونسب یا اس کے جسمانی و اخلاقی عیب سے ہو۔

---

(۱) حصکفی، الدر المختار، ۲: ۲۲۳

ایک دفعہ گورنرِ مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے نے ایک غیر مسلم کو ناحق سزا دی۔ خلیفۂ وقت امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جب اس کی شکایت کی گئی تو اُنہوں نے سرعام گورنر مصر کے بیٹے کو اس غیر مسلم مصری سے سزا دلوائی اور ساتھ ہی وہ تاریخی جملہ ادا فرمایا جو بعض محققین کے نزدیک انقلابِ فرانس کی جد و جہد میں روحِ رواں بنا۔ آپ نے گورنر مصر حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے بیٹے سے فرمایا:

مُذْ كَمْ تعبدتم النَّاسَ وَقَدْ وَلَدَتْهُمْ أُمَّهَاتُهُمْ أَحْرَارًا؟(۱)

تم نے کب سے لوگوں کو اپنا غلام سمجھ لیا ہے حالانکہ ان کی ماؤں نے تو انہیں آزاد جنا تھا؟

غیر مسلم شہری کو زبان یا ہاتھ پاؤں سے تکلیف پہنچانا، اس کو گالی دینا، مارنا پیٹنا یا اس کی غیبت کرنا اسی طرح ناجائز اور حرام ہے جس طرح مسلمان کے حق میں ناجائز اور حرام ہے۔ 'الدر المختار' میں یہ اُصول بیان ہوا ہے:

وَيَجِبُ كَفُّ الْأَذَى عَنْهُ وَتَحْرُمُ غِيبَتُهُ كَالْمُسْلِمِ.(۲)

غیر مسلم کو اذیت سے محفوظ رکھنا واجب ہے اور اس کی غیبت کرنا بھی اسی طرح حرام ہے جس طرح مسلمان کی غیبت کرنا۔

حضور ﷺ کی طرف سے مظلوم غیر مسلم شہری کی وکالت کا اعلان

حضور سرورِ کائنات ﷺ نے غیر مسلم شہریوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔

---

(۱) ۱۔ ابن عبد الحکم، فتوح مصر وأخبارہا، ذکر حفر خلیج أمیر المؤمنین: ۱۱۴-۱۱۵

۲۔ ہندی، کنز العمال، ۱۲: ۲۹۴، رقم: ۳۶۰۱۰

(۲) ۱۔ حصکفی، الدر المختار، ۲: ۲۲۳

۲۔ ابن عابدین شامی، رد المحتار، ۳: ۲۷۳-۲۷۴

اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ غیر مسلم شہریوں کو ظلم و زیادتی سے تحفظ کی ضمانت دے۔ اگر اسلامی ریاست میں کسی غیر مسلم شہری پر ظلم ہو اور ریاست اسے انصاف نہ دلا سکے تو آپ ﷺ نے قیامت کے روز ایسے مظلوم لوگوں کا وکیل بن کر انہیں ان کا حق دلوانے کا اعلان فرمایا ہے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أَلَا مَنْ ظَلَمَ مُعَاهِدًا، أَوِ انْتَقَصَهُ، أَوْ كَلَّفَهُ فَوْقَ طَاقَتِهِ، أَوْ أَخَذَ مِنْهُ شَيْئًا بِغَيْرِ طِيْبِ نَفْسٍ، فَأَنَا حَجِيْجُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (1)

خبر دار! جس نے کسی غیر مسلم شہری پر ظلم کیا یا اُس کا حق مارا یا اس پر اس کی طاقت سے بڑھ کر بوجھ ڈالا یا اُس کی دلی رضامندی کے بغیر کوئی چیز اُس سے چھین لی تو قیامت کے دن میں اُس کی طرف سے جھگڑا کروں گا۔

۸۔ غیر مسلم شہریوں کا اندرونی و بیرونی جارحیت سے تحفظ

اسلامی قوانین کے مطابق ریاست کے فرائض میں سے ہے کہ وہ تمام غیر مسلم شہریوں کو ہر قسم کا تحفظ فراہم کرے۔ کوئی بھی فرد خواہ کسی قوم، مذہب یا ریاست سے تعلق رکھتا ہو اگر وہ کسی غیر مسلم شہری پر جارحیت کرے اور اس پر ظلم و تعدی کا مرتکب ہو تو ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ بلاامتیازِ مذہب اپنے شہری کو تحفظ فراہم کرے، چاہے اس سلسلے میں اسے جارحیت کرنے والے سے جنگ کرنی پڑے۔

(۱) ۱۔ أبو داود، السنن، كتاب الخراج والفي والإمارة، باب في تعشير أهل الذمة إذا اختلفوا بالتجارات، ۳: ۱۷۰، رقم: ۳۰۵۲
۲۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۹: ۲۰۵، رقم: ۱۸۵۱۱
۳۔ عجلوني نے 'كشف الخفاء (۲: ۳۴۲)' میں کہا ہے کہ اِس حدیث کی سند حسن ہے۔

(۱) غیر مسلم شہریوں کی اندرونی ظلم و تعدی سے حفاظت

غیر مسلم شہریوں کی اندرونی ظلم و زیادتی سے حفاظت کو بھی اسلام بڑی تاکید کے ساتھ لازم اور واجب قرار دیتا ہے۔ اسلام کسی مسلمان کے ہاتھوں غیر مسلم شہریوں کے ساتھ کسی قسم کی ظلم و زیادتی کو ہرگز برداشت نہیں کرتا خواہ اس ظلم و اذیت کا تعلق ہاتھ سے ہو یا زبان سے۔ظلم کی قباحت و حرمت پر اور دنیا و آخرت میں اس کے دردناک انجام پر کثرت کے ساتھ آیات اور احادیث موجود ہیں، خاص طور پر غیر مسلم شہریوں کے ساتھ ظلم و زیادتی کی ممانعت پر تو خصوصی ارشادات گرامی وارد ہوئے ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، جس میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ آذى ذِمِّيًا فَأَنَا خَصْمه، وَمَنْ كُنْتُ خَصْمهُ خَصَمْتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَة.(۱)

جس نے کسی غیر مسلم شہری کو تکلیف پہنچائی تو میں اس کا وکیل ہوں گا اور جس کا میں فریق ہوں گا تو قیامت کے دن اس پر غالب آ جاؤں گا۔

(۲) غیر مسلم شہریوں کی بیرونی جارحیت سے حفاظت

غیر مسلم شہریوں کو بیرونی جارحیت سے بچانے کے حوالے سے حکومتِ وقت پر وہ سب کچھ واجب ہے جو مسلمانوں کے لئے اس پر لازم ہے۔ چونکہ حکومت کے پاس قانونی و سیاسی طور پر غلبہ و اقتدار بھی ہوتا ہے اور عسکری و فوجی قوت بھی، اس لئے اس پر لازم ہے کہ وہ ان کی مکمل حفاظت کا اہتمام کرے۔

۱۔ امیر المؤمنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

(۱) ۱۔ خطیب بغدادی نے اسے 'تاریخ بغداد (۸: ۳۷۰)' میں اسناد حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔
۲۔ عینی، عمدۃ القاری، ۱۵: ۸۹

إنما بذلوا الجزية لتكون دماؤهم كدمائنا وأموالهم كأموالنا.(۱)

بے شک یہ غیر مسلم شہری اس لئے ٹیکس دیتے ہیں کہ ان کے مال ہمارے مال کی طرح اور ان کے خون ہمارے خون کی طرح محفوظ ہو جائیں۔

۲۔ امام قرافی المالکی اپنی کتاب 'الفروق' میں علامہ ابن حزم کا قول نقل کرتے ہیں جو انہوں نے اپنی کتاب 'مراتب الاجماع' میں بیان کیا ہے:

أَنَّ مَنْ كَانَ فِي الذِّمَّةِ وَجَاءَ أَهْلُ الْحَرْبِ إِلٰى بِلَادِنَا يَقْصِدُوْنَهُ، وَجَبَ عَلَيْنَا أَنْ نَخْرُجَ لِقِتَالِهِمْ بِالْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ، وَنَمُوْتُ دُوْنَ ذٰلِكَ.(۲)

بے شک جو لوگ ذِمی (یعنی غیر مسلم شہری) ہوں اور جنگجو ہماری ریاستوں میں اُن کا قصد کر کے آئیں تو ہماری اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ ہم اسلحہ اور لشکر کے ساتھ غیر مسلم شہریوں کی حفاظت کے لیے جنگ کریں خواہ (حملہ آوروں کے ساتھ لڑتے لڑتے ہمارے کئی سپاہی) جان ہی کیوں نہ دے بیٹھیں۔

پھر امام قرافی بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عَقْدَ الذِّمَّةِ لَمَّا كَانَ عَقْدًا عَظِيْمًا، فَيُوْجِبُ عَلَيْنَا حُقُوْقًا لَهُمْ مِنْهَا مَا حَكَى ابْنُ حَزْمٍ فِي 'مَرَاتِبِ الْإِجْمَاعِ'. وَنَجْعَلُهُمْ فِي جَوَارِنَا وَفِي حَقِّ رَبِّنَا وَفِي ذِمَّةِ اللهِ تَعَالٰى وَذِمَّةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ وَذِمَّةِ دِيْنِ الْإِسْلَامِ.

وَالَّذِيْ إِجْمَاعُ الْأُمَّةِ عَلَيْهِ أَنَّ مَنْ كَانَ فِي الذِّمَّةِ وَجَاءَ أَهْلُ الْحَرْبِ إِلٰى بِلَادِنَا يَقْصِدُوْنَهُ، وَجَبَ عَلَيْنَا أَنْ نَّخْرُجَ لِقِتَالِهِمْ بِالْكُرَاعِ وَالسِّلَاحِ، وَنَمُوْتُ دُوْنَ ذٰلِكَ صَوْنًا لِمَنْ هُوَ فِي ذِمَّةِ اللهِ تَعَالٰى وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ.

---

(۱) ۱۔ ابن قدامه، المغنى، ۹: ۱۸۱
۲۔ زيلعى، نصب الراية، ۳: ۳۸۱
(۲) قرافي، الفروق، ۳:۲۹

فَإِنَّ تَسْلِيْمَهُ دُوْنَ ذٰلِکَ إِهْمَالٌ لِعَقْدِ الذِّمَّةِ.

وَمِنْهَا أَنَّ مَنِ اعْتَدٰى عَلَيْهِمْ وَلَو بِكَلِمَةِ سُوْءٍ أَوْ غِيْبَةٍ فِي عِرْضِ أَحَدِهِمْ أَوْ نَوْعٍ مِنْ أَنْوَاعِ الْأَذِيَّةِ أَوْ أَعَانَ عَلٰى ذٰلِکَ، فَقَدْ ضَيَّعَ ذِمَّةَ اللهِ تَعَالٰى وَذِمَّةَ رَسُوْلِهِ ﷺ.[1]

ذِمیوں یعنی غیر مسلموں کے ساتھ ہونے والا معاہدۂ شہریت ایک عظیم عقد ہے جو ہم پر کچھ حقوق لاگو کرتا ہے۔ ان میں سے بعض حقوق وہ ہیں جو علامہ ابن حزم نے اپنی ’مراتب الاجماع‘ میں بیان کیے ہیں۔ اِسی لیے ہم غیر مسلم شہریوں کو اپنے جوار میں اپنے رب کی طرف سے لازم کردہ حقوق، اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ اور دین اسلام کے ذمہ کرم میں پناہ دیتے ہیں۔

اِس پر اُمت کا اِجماع ہے کہ بے شک جو لوگ ذِمی (یعنی غیر مسلم شہری) ہوں اور جنگ جو ہماری ریاستی سرحدوں میں اُن کا قصد کرکے آئیں تو ہماری اسلامی ریاست پر لازم ہے کہ ہم لشکر اور اسلحہ کے ساتھ لیس ہوکر غیر مسلم شہریوں کی حفاظت کے لیے جنگ کریں خواہ ان کی حفاظت کرتے ہوئے (حملہ آوروں کے ساتھ لڑتے لڑتے ہمارے کئی سپاہی) اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ اور رسول مکرم ﷺ کے ذمہ کرم میں ہیں اور انہیں دفاعی قتال کیے بغیر حملہ آور جنگجوؤں کے حوالے کر دینا اُس معاہدۂ شہریت سے لاپرواہی اور غفلت کا موجب ہوگا۔

غیر مسلم شہریوں کے حقوق میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جو شخص ان ذِمیوں پر سرکشی کرے خواہ ایک برے اور ناگوار کلمہ کے ذریعے یا ان میں سے کسی کی عزت کو عیب دار کرتے ہوئے یا کسی بھی طرح کی اذیت دے کر یا اُن کے خلاف کسی کی اِعانت و مدد کرتے ہوئے تو وہ شخص اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے ذمہ کرم کو ضائع کر بیٹھے گا۔

---

(۱) قرافي، الفروق، ۳:۲۹

علامہ ابنِ تیمیہ کا موقف بھی یہی ہے۔ جب تاتاریوں نے ملک شام پر قبضہ کر لیا تو علامہ ابنِ تیمیہ قیدیوں کی رہائی کے لئے 'قطلو شاہ' کے پاس گئے۔ تاتاری قیادت نے مسلمان قیدیوں کو رہا کرنے پر تو آمادگی ظاہر کی مگر غیر مسلم شہریوں کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ علامہ ابن تیمیہ نے کہا: ہم اس وقت تک راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ یہود و نصاریٰ میں سے بھی تمام قیدی آزاد نہ کیے جائیں۔ وہ ہمارے ہی غیر مسلم شہری ہیں اور ہم کسی بھی قیدی کو قید کی حالت میں نہیں چھوڑیں گے خواہ وہ غیر مسلم آبادی سے تعلق رکھتا ہو یا مسلم آبادی سے۔ جب اس نے اپنے موقف پر ان کا اصرار اور شدت دیکھی تو ان کی خاطر تمام مسلم و غیر مسلم قیدیوں کو آزاد کر دیا۔[1]

آیاتِ قرآنی، اَحادیثِ مقدّسہ اور فقہاے اُمت کے اَقوال کی روشنی میں یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی مسلمان کو یہ حق حاصل نہیں کہ کسی غیر مسلم شہری کو محض اس کے غیر مسلم ہونے کی بنا پر قتل کر دے یا اس کا مال لوٹے یا اس کی عزت پامال کرے۔ اسلام غیر مسلم شہریوں کو نہ صرف ان کی جان و مال اور عزت و آبرو کے تحفظ کی ضمانت دیتا ہے بلکہ ان کی عبادت گاہوں کو بھی تحفظ فراہم کرتا ہے۔

(١) ابن تيمية، مجموع الفتاوى، ٢٨: ٦١٧-٦١٨

باب پنجم

غیر مسلموں سے حسنِ سلوک

اسلام کسی انسان کی عزت اس کے رنگ ونسل اور مذہب کی بنا پر کرنے کا حکم نہیں دیتا بلکہ انسان کا احترام اس کے انسان ہونے کے باعث کرتا ہے۔ اسلام غیر مسلموں کو مکمل مذہبی آزادی دیتا ہے۔ اسلامی مملکت ان کے عقائد و عبادات سے تعرض نہیں کرتی۔ اسلام غیر مسلم شہریوں کے جان و مال، ان کی عبادت گاہوں اور مقدس مقامات کو بھی مکمل تحفظ فراہم کرتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے اہل ایمان کو یہاں تک حکم دیا ہے کہ غیر مسلموں کے جھوٹے معبودوں (بتوں) کو بھی گالیاں نہ دو۔ ارشاد ہوتا ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا ۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ. (۱)

اور (اے مسلمانو!) تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر وہ لوگ (بھی جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔

اسی طرح اسلامی ریاست میں کسی بھی شہری کو جبراً مذہب بدلنے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قف قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ. (۲)

دین میں کوئی زبردستی نہیں، بے شک ہدایت گمراہی سے واضح طور پر ممتاز ہو چکی ہے۔

حافظ ابنِ کثیر اس آیت کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں:

---

(۱) الأنعام، ٦: ١٠٨

(۲) البقرة، ٢: ٢٥٦

تم کسی کو دین اسلام میں داخل ہونے پر مجبور نہ کرو کیونکہ یہ دین واضح اور نمایاں دلائل اور براہین والا ہے اور یہ اس چیز کا محتاج نہیں کہ کسی کو مجبوراً اس میں داخل کیا جائے۔(۱)

اسلام غیر مسلموں کے جان و مال عزت و آبرو کے علاوہ ان کی عبادت گاہوں کی بھی حفاظت کی ضمانت دیتا ہے۔ یہ عبادت گاہیں غیر مسلموں کی آبادی میں ہوں یا مسلم اکثریتی علاقوں میں، اسلام ان کو مسمار کرنے کی سختی سے ممانعت کرتا ہے۔ ان عبادت گاہوں کا تحفظ اسلامی ریاست کا آئینی فرض ہے۔ امام جصاص نے 'أحکام القرآن' میں محمد بن الحسن کا یہ قول نقل کیا ہے:

فِيْ أَرْضِ الصُّلْحِ إِذَا صَارَتْ مِصْرًا لِلْمُسْلِمِيْنَ، لَمْ يُهْدَمْ مَا كَانَ فِيْهَا مِنْ بِيْعَةٍ أَوْ كَنِيْسَةٍ أَوْ بَيْتِ نَارٍ.(۲)

صلح کی سرزمین پر جب مسلمانوں کا کوئی شہر بن جائے تو اس میں بھی پائے جانے والے گرجے، کلیسے یا آتش کدے ہرگز گرائے نہیں جائیں گے۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے ریاستِ مدینہ میں غیر مسلموں کو جو حقوق دیئے، ان سے جو حسنِ سلوک کیا، تاریخ اس کی کوئی مثال نہیں پیش کر سکتی۔ آپ ﷺ نے جو تعلیمات مسلمانوں کو غیر مسلموں کے حوالے سے دیں اس کی روشنی میں خلفائے راشدین کے دور میں اور اس کے بعد اسلامی ریاستوں میں غیر مسلموں کو جو حقوق میسر آئے وہ عیسائی ریاستوں سے بھی بہتر تھے۔ اس کا اعتراف بہت سے مستشرقین نے بھی کیا۔

اس حوالے سے پروفیسر **Hitti**، **chapter xx** میں لکھتے ہیں:

All non-Moslems being allowed autonomy under thier own religious heads.(3)

---

(۱) ابن کثیر، تفسیر القرآن العظیم، ۱: ۳۱۰

(۲) جصاص، أحکام القرآن، ۵: ۸۳

(3) Hitti, *History of the Arabs*, p. 225.

تمام غیر مسلموں کو اُن کے اپنے اپنے مذہبی رہنماؤں کی سربراہی میں خود مختار حیثیت دی گئی تھی۔

ذیل میں ہم جائزہ لیں گے کہ حضور نبی اکرم ﷺ اور خلفاے راشدین کے ادوار میں غیر مسلم شہریوں کے جان و مال اور عزت و آبرو کی حفاظت کا انتظام کیسا تھا؟۔

۱۔ عہدِ رسالت مآب ﷺ میں غیر مسلم شہریوں کا تحفظ

غیر مسلموں کے حقوق کا تحفظ جس انداز میں عہد رسالت مآب ﷺ میں کیا گیا اس کی نظیر پوری انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ حضور ﷺ نے اپنے مواثیق، معاہدات اور فرامین کے ذریعے اس تحفظ کو آئینی اور قانونی حیثیت عطا فرما دی تھی۔ عہدِ نبوی میں اہلِ نجران سے ہونے والا معاہدہ مذہبی تحفظ اور آزادی کے ساتھ ساتھ جملہ حقوق کی حفاظت کے تصور کی عملی وضاحت کرتا ہے۔ اِسے ابن سعد اور بلاذری سب نے روایت کیا ہے۔ اِس میں حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ تحریری فرمان جاری فرمایا تھا:

وَلِنَجْرَانَ وَحَاشِيَتِهَا ذِمَّةُ اللهِ وَذِمَّةُ مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ رَسُوْلِ اللهِ، عَلَى دِمَائِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَأَرْضِهِمْ وَأَمْوَالِهِمْ وَمِلَّتِهِمْ وَرهبانيتهم وأساقِفتِهِمْ وَغَائِبِهِمْ وَشَاهِدِهِمْ وَغَيْرِهِمْ وَبَعْثِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُغَيَّرُ مَا كَانُوْا عَلَيْهِ، وَلَا يُغَيَّرُ حَقٌّ مِنْ حُقُوقِهِمْ وَأَمْثِلَتِهِمْ، لَا يُفْتَنُ أُسْقُفٌ مِنْ أُسْقُفِيَّتِهِ، وَلَا رَاهِبٌ مِنْ رَهْبَانِيَّتِهِ، وَلَا واقف مِنْ وقافيته، عَلَى مَا تَحْتَ أَيْدِيْهِمْ مِنْ قَلِيْلٍ أَوْ كَثِيْرٍ، وَلَيْسَ عَلَيْهِمْ رَهَقٌ. [1]

(۱) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱: ۲۸۸، ۳۵۸
۲۔ أبو یوسف، کتاب الخراج: ۷۸
۳۔ أبو عبید قاسم، کتاب الأموال: ۲۴۴، ۲۴۵، رقم: ۵۰۳
۴۔ ابن زنجویہ، کتاب الأموال: ۴۴۹، ۴۵۰، رقم: ۷۳۲
۵۔ بلاذری، فتوح البلدان: ۹۰

اللہ اور اُس کے رسول محمد ﷺ، اہلِ نجران اور ان کے حلیفوں کے لیے اُن کے خون، ان کی جانوں، ان کے مذہب، ان کی زمینوں، ان کے اموال، ان کے راہبوں اور پادریوں، ان کے موجود اور غیر موجود افراد، ان کے مویشیوں اور قافلوں اور اُن کے استھان (مذہبی ٹھکانے) وغیرہ کے ضامن اور ذمہ دار ہیں۔ جس دین پر وہ ہیں اس سے ان کو نہ پھیرا جائے گا۔ ان کے حقوق اور اُن کی عبادت گاہوں کے حقوق میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے گی۔ نہ کسی پادری کو، نہ کسی راہب کو، نہ کسی سردار کو اور نہ کسی عبادت گاہ کے خادم کو - خواہ اس کا عہدہ معمولی ہو یا بڑا - اس سے نہیں ہٹایا جائے گا، اور ان کو کوئی خوف و خطرہ نہ ہوگا۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے خیبر میں غیر مسلموں کی عبادت گاہوں کو برقرار رکھا۔ علامہ ابن قیم 'أحکام أھل الذمة' میں فتح خیبر کے موقع پر حضور نبی اکرم ﷺ کا معمول مبارک نقل کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فتح خیبر کے بعد وہاں کے غیر مسلموں کو ان کی عبادت گاہوں پر برقرار رکھا اور ان کی عبادت گاہوں کو مسمار نہیں فرمایا۔[1]

دورِ نبوی ﷺ میں ان معاہدات، دستاویزات اور اعلانات سے اقلیتوں کے حقوق کا درج ذیل خاکہ سامنے آتا ہے:

۱۔ اسلامی حکومت کے تحت رہنے والی غیر مسلم رعایا کو مساوی قانونی حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

۲۔ ان کے مذہب سے کسی قسم کا تعرض نہیں کیا جا سکتا۔

۳۔ ان کے اموال، جان اور عزت و آبرو کی حفاظت مسلمانوں ہی کی طرح اسلامی حکومت کی ذمہ داری ہوتی ہے۔

۴۔ اسلامی حکومت انہیں انتظامی اُمور کے عہدے - جس قدر وہ اہلیت و استحقاق رکھیں - تفویض کر سکتی ہے۔

---

(۱) ابن قیم، أحکام أھل الذمة، ۳: ۱۱۹۹

۵۔ اپنے مذہبی نمائندے اور عہدے دار وہ خود متعین کرنے کے مجاز ہوتے ہیں، ان کی عبادت گاہیں قابلِ احترام ہیں اور انہیں مکمل تحفظ حاصل ہے۔

۲۔ عہدِ صدیقی میں غیر مسلموں کے تحفظ کی قانونی حیثیت

غیر مسلم شہریوں کے جان و مال کی حفاظت کا یہ اہتمام صرف پیغمبرِ اسلام ﷺ کی زندگی تک ہی محدود نہیں رہا بلکہ حضور نبی اکرم ﷺ کی حیات ظاہری کے بعد خلفائے راشدین کے دور میں بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ غیر مسلموں سے جو معاہدات حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمائے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو اسی طرح جاری رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے بھی جن علاقوں میں غیر مسلموں سے معاہدات کیے ان میں تمام مذاہب کے لوگوں کو اپنے دین کے مطابق مکمل آزادی دی۔ اس کی تفصیل کچھ یوں ہے:

۱۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں غیر مسلم شہریوں کو مسلمانوں ہی کی طرح حقوق اور تحفظ حاصل تھا۔ آپ کے دور میں جب اسلامی لشکر روانہ ہوتا تو آپ سپہ سالار کو حسب ذیل احکام اور ہدایات ارشاد فرماتے:

وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْأَرْضِ وَلَا تَعْصَوْا مَا تُؤْمَرُوْنَ ...... وَلَا تَغْرِقُنَّ نَخْلًا وَلَا تُحْرِقُنَّهَا، وَلَا تَعْقِرُوْا بَهِيْمَةً وَلَا شَجَرَةً تُثْمِرُ، وَلَا تَهْدِمُوْا بِيْعَةً، وَلَا تَقْتُلُوا الْوِلْدَانَ وَلَا الشُّيُوْخَ وَلَا النِّسَاءَ. وَسَتَجِدُوْنَ أَقْوَامًا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ فِي الصَّوَامِعِ، فَدَعُوْهُمْ، وَمَا حَبَسُوْا أَنْفُسَهُمْ لَهُ. (۱)

خبردار! زمین میں فساد نہ مچانا اور احکامات کی خلاف ورزی نہ کرنا۔ ...... کھجور کے

---

(۱) ۱۔ بيهقي، السنن الكبرىٰ، ۹: ۸۵
۲۔ مالك، الموطا، ۲: ۴۴۸، رقم: ۹۶۶
۳۔ عبد الرزاق، المصنف، ۵: ۱۹۹
۴۔ هندي، كنز العمال، ۱: ۲۹۶

درخت نہ کاٹنا اور نہ انہیں جلانا، چوپایوں کو ہلاک نہ کرنا اور نہ پھلدار درختوں کو کاٹنا، کسی عبادت گاہ کو مت گرانا اور نہ ہی بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کو قتل کرنا۔ تمہیں بہت سے ایسے لوگ ملیں گے جنہوں نے گرجا گھروں میں اپنے آپ کو محبوس کر رکھا ہے اور دنیا کی فساد انگیزیوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے، انہیں ان کے حال پر چھوڑ دینا۔

۲۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے یزید بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کو شام بھیجتے ہوئے جو احکامات صادر فرمائے، ان میں آپ نے یہ بھی حکم فرمایا تھا:

وَلَا تَهْدِمُوْا بِيْعَةً ...... وَلَا تَقْتُلُوْا شَيْخًا كَبِيْرًا، وَلَا صَبِيًّا وَلَا صَغِيْرًا وَلَا امْرَأَةً. (۱)

اور عیسائیوں کی عبادت گاہوں کو منہدم نہ کرنا ...... اور نہ بوڑھوں کو قتل کرنا، نہ بچوں کو، نہ چھوٹوں کو اور نہ ہی عورتوں کو (قتل کرنا)۔

۳۔ حضرت ثابت بن الحجاج الکلابی بیان کرتے ہیں کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

أَلَا! لَا يُقْتَلُ الرَّاهِبُ فِي الصومعة. (۲)

خبردار! کسی گرجا گھر کے پادری کو قتل نہ کیا جائے۔

۴۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب خلیفۂ اوّل سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے حکم پر دمشق اور شام کی سرحدوں سے عراق اور ایران کی طرف لوٹے تو راستے میں باشندگانِ عانات کے ساتھ یہ معاہدہ کیا:

(۱) ان کے گرجے اور خانقاہیں منہدم نہیں کی جائیں گی۔

(۱) حسام الدین ہندی، کنز العمال، ۴: ۴۷۵، رقم: ۱۱۴۱۱

(۲) ۱۔ ابن أبی شیبة، المصنف، ۶: ۴۸۳، رقم: ۳۳۱۲۷

۲۔ ہندی، کنز العمال، ۴: ۴۷۲

(۲) وہ ہماری نماز پنجگانہ کے سوا ہر وقت اپنا ناقوس بجا سکتے ہیں، ان پر کوئی پابندی نہیں ہوگی۔

(۳) وہ اپنی عید پر صلیب نکال سکتے ہیں۔[1]

دورِ صدیقی میں اسلامی ریاست میں عیسائی اپنی صلیب کا جلوس نکالتے رہے، ناقوس بجاتے رہے۔ آج ہم اپنے معاشرے میں یہ حق مسلمانوں کے مختلف فرقوں کو نہیں دیتے، اور پھر بھی اپنے معاشرے کو اسلامی معاشرہ کہتے ہیں۔

۳۔ عہدِ فاروقی میں غیر مسلموں کے تحفظ کی قانونی حیثیت

عہد فاروقی میں بھی غیر مسلم شہریوں کے تحفظ اور حقوق کے ساتھ ساتھ نفسِ انسانی کے احترام اور وقار میں اس قدر اضافہ ہوا کہ مفتوحہ علاقوں کے غیر مسلم شہری اسلامی ریاست میں اپنے آپ کو زیادہ محفوظ اور آزاد سمجھتے تھے۔ اس کا اعتراف مشہور مستشرق (orientalist) منٹگمری واٹ (Montgomery Watt) نے بھی کیا ہے:

> The Christians were probably better off as *dhimmis* under Muslim Arab rulers than they had been under the Byzantine Greeks.[2]

> عیسائی، عرب مسلم حکمرانوں کے دورِ اقتدار میں بطور غیر مسلم شہری اپنے آپ کو یونانی بازنطینی حکمرانوں کی رعیت میں رہنے سے زیادہ محفوظ اور بہتر سمجھتے تھے۔

حضرت عمر فاروق ﷺ کے دور اقدس میں غیر مسلموں کو جو حقوق حاصل تھے آج کے ترقی یافتہ معاشرے میں بھی دوسرے مذاہب کے لوگوں کو میسر نہیں۔ آپ کے دور میں غیر مسلموں کو جو حقوق حاصل تھے ان میں سے چند حسب ذیل ہیں:

(۱) أبو يوسف، كتاب الخراج: ۱۵۸

(2) Watt, *Islamic Political Thought: The Basic Concepts*, p. 51.

(۱) غیر مسلم شہریوں پر ظلم کرنے کی ممانعت

۱۔ حضرت عمر فاروق ﷺ کے دورِ حکومت میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق کے تحفظ کا اندازہ ہمیں آپ ﷺ کے حسبِ ذیل ارشادات اور معمولات سے ہوتا ہے۔ حضرت عمر ﷺ نے شام کے گورنر حضرت ابو عبیدہ ﷺ کو جو فرمان لکھا اس میں منجملہ دیگر احکام کے ایک یہ بھی درج تھا:

وَامْنَعِ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْ ظُلْمِهِمْ وَالْإِضْرَارِ بِهِمْ وَأَكْلِ أَمْوَالِهِمْ إِلَّا بِحِلِّهَا.(۱)

(تم بحیثیت گورنر) مسلمانوں کو غیر مسلم شہریوں پر ظلم کرنے اور انہیں ضرر پہنچانے اور ناجائز طریقہ سے ان کے مال کھانے سے سختی کے ساتھ منع کرو۔

۲۔ حضرت عمر ﷺ کو اپنی زندگی کے آخری لمحے تک اقلیتوں کا خیال تھا حالانکہ ایک اقلیتی فرقہ ہی کے فرد نے آپ کو شہید کیا۔ اس کے باوجود آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

أُوْصِي الْخَلِيْفَةَ مِنْ بَعْدِيْ بِذِمَّةِ اللهِ وَذِمَّةِ رَسُوْلِهِ ﷺ: أَنْ يُوْفَى لَهُمْ بِعَهْدِهِمْ، وَأَنْ يُقَاتَلَ مِنْ وَرَائِهِمْ، وَأَنْ لَا يُكَلَّفُوْا فَوْقَ طَاقَتِهِمْ.(۲)

میں اپنے بعد والے خلیفہ کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ذمہ میں آنے والے غیر مسلم شہریوں کے بارے میں یہ وصیت کرتا ہوں کہ ان سے کیے ہوئے عہد کو پورا کیا جائے، ان کی حفاظت کے لیے بوقتِ ضرورت لڑا بھی جائے اور اُن پر اُن کی طاقت

(۱) أبو یوسف، کتاب الخراج: ۱۵۲

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الجنائز، ۱: ۴۶۹، رقم: ۱۳۲۸

۲۔ ابن أبی شیبه، المصنف، ۷: ۴۳۶، رقم: ۳۷۰۵۹

۳۔ بیهقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۱۵۰

۴۔ ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۳: ۳۳۹

سے زیادہ بوجھ نہ ڈالا جائے۔

(۲) غیر مسلم شہریوں سے ٹیکس کی وصولی میں نرمی

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے ماتحت حکام کو غیر مسلم شہریوں سے حسن سلوک کا حکم دینے کے ساتھ ساتھ ان پر ٹیکس عائد کرنے اور اس کی وصولی میں رعایت کے احکامات جاری فرمائے۔

۱۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام حضرت اسلم بیان کرتے ہیں:

إِنَّ عمر كتب إلى أمراء الأجناد: أن لا يضربوا الجزية على النساء، ولا على الصبيان. (۱)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سپہ سالاروں کو خط لکھا کہ وہ غیر مسلم عورتوں اور بچوں پر ٹیکس نافذ نہ کریں۔

۲۔ شام کے سفر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ ان کے عامل ٹیکس وصول کرنے کے لیے غیر مسلم شہریوں کو دھوپ میں کھڑا کر کے سزا دے رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

فَدَعُوْهُمْ، لَا تُكَلِّفُوْهُمْ مَا لَا يَطِيْقُوْنَ، فَإِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ يَقُوْلُ: لَا تُعَذِّبُوا النَّاسَ، فَإِنَّ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا يُعَذِّبُهُمُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ. (۲)

ان کو چھوڑ دو، ان کو ہرگز تکلیف نہ دو جس کی وہ طاقت نہیں رکھتے، میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے: لوگوں کو عذاب نہ دو، بے شک جو لوگوں کو دنیا

---

(۱) ۱۔ عبد الرزاق، المصنف، ۶: ۸۵، رقم: ۱۰۰۰۹
۲۔ بیهقی، السنن الکبری، ۹: ۱۹۵، رقم: ۱۸۴۶۳

(۲) أبو يوسف، کتاب الخراج: ۱۳۵

میں عذاب دیتے ہیں اللہ انہیں قیامت کے دن عذاب دے گا۔

آپ ﷛ کے حکم پر عامل نے انہیں چھوڑ دیا۔

۳۔ ہشام بن حکیم نے حمص کے ایک سرکاری افسر عیاض بن غنم کو دیکھا کہ اُس نے ایک غیر مسلم قبطی کو ٹیکس وصول کرنے کے لیے دھوپ میں کھڑا کر رکھا ہے۔ اس پر انہوں نے اسے ملامت کی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے:

إِنَّ اللهَ يُعَذِّبُ الَّذِيْنَ يُعَذِّبُوْنَ النَّاسَ فِي الدُّنْيَا. (۱)

بے شک اللہ ﷻ ان لوگوں کو عذاب دے گا جو دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں۔

(۳) معذور، بوڑھے اور غریب غیر مسلم شہریوں کی کفالت

سیدنا عمر فاروق ﷛ کے دورِ حکومت میں غیر مسلم شہریوں سے حسنِ سلوک کا یہ عالم تھا کہ کمزور، معذور اور بوڑھے غیر مسلم شہریوں کا نہ صرف ٹیکس معاف کر دیا جاتا تھا بلکہ بیت المال سے ان کی اور ان کے اہل و عیال کی کفالت بھی کی جاتی تھی۔

۱۔ امام ابو عبید القاسم بن سلام 'کتاب الأموال' میں بیان کرتے ہیں:

إن أمير المؤمنين عمر ﷛ مرّ بشيخ من أهل الذمة، يسأل على أبواب الناس. فقال: ما أنصفناک أن كنا أخذنا منک الجزية في شبيبتک، ثم ضيعناک في كبرک. قال: ثم أجرى عليه من بيت المال ما

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب البر، باب الوعيد الشديد، ۴: ۲۰۱۸، رقم: ۲۶۱۳

۲۔ أبو داود، السنن، كتاب الخراج، باب في التشديد، ۳: ۱۰۶، رقم: ۳۰۴۵

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۶۸

۴۔ نسائی، السنن الكبرىٰ، ۵: ۲۳۶، رقم: ۸۷۷۱

يصلحه.[1]

امیر المومنین حضرت عمر فاروق ﷺ غیر مسلم شہریوں میں سے ایک بوڑھے شخص کے پاس سے گزرے جو لوگوں کے دروازوں پر بھیک مانگتا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: 'ہم نے تمہارے ساتھ انصاف نہیں کیا کہ ہم نے تمہاری جوانی میں تم سے ٹیکس وصول کیا، پھر تمہارے بڑھاپے میں تمہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا۔' راوی کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے اس کی ضروریات کے لیے بیت المال سے وظیفہ کی ادائیگی کا حکم جاری فرمایا۔

سیدنا عمر فاروق ﷺ نے اہل قدس کو جو امان دی تھی اس کے الفاظ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کو میسر مذہبی آزادی کا دستور ہیں:

یہ وہ امان ہے جو اللہ کے بندے عمر بن الخطاب امیر المومنین نے ایلیا کو دی۔ ان کی جانوں، ان کے اموال، ان کے کلیساؤں، ان کی صلیبوں اور ان کی ساری ملت کو امان دی گئی ہے۔ ان کے گرجوں کو بند کیا جائے نہ گرایا جائے، نہ ہی ان میں کمی کی جائے اور نہ ان کے احاطوں کو سکیڑا جائے، اور نہ ان کی صلیبوں میں کمی کی جائے اور نہ ہی ان کے اموال میں کمی کی جائے اور کسی کو اپنا دین چھوڑنے پر مجبور نہ کیا جائے، اور نہ کسی کو تکلیف پہنچائی جائے اور نہ ان کے ساتھ (جبراً) یہودیوں میں سے کسی کو ٹھہرایا جائے (کیونکہ اس زمانہ میں مسیحی لوگوں اور یہود میں بڑی عداوت تھی)۔[2]

۴۔ عہدِ عثمانی میں غیر مسلموں کے تحفظ کی قانونی حیثیت

خلافتِ راشدہ کا تیسرا دور شروع ہی المناک حادثہ سے ہوا کہ ایک غیر مسلم نے خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروق ﷺ پر قاتلانہ حملہ کیا اور آپ ﷺ شہید ہو گئے۔ حضرت عمر ﷺ کے

(۱) أبو عبيد، كتاب الأموال: ۵۷، رقم: ۱۱۹
(۲) طبرى، تاريخ الأمم والملوك، ۲: ۴۴۹

صاحبزادے حضرت عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے غصہ میں آ کر قتل کی سازش میں ملوث تین آدمیوں کو قتل کر دیا، جن میں سے ایک مسلمان اور دو غیر مسلم عیسائی تھے۔ حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کر لیا گیا۔ خلیفہ ثالث نے مسند خلافت پر بیٹھتے ہی سب سے پہلے اس معاملہ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رائے لی، تمام صحابہ کی رائے یہ تھی کہ عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا جائے۔ لہٰذا یہ امر یقینی ہوگیا تھا کہ قصاص میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے عبید اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو سزائے موت دے دی جاتی لیکن مقتولین کے ورثاء کی اپنی رضامندی سے خون بہا پر مصالحت ہوگئی اور خون بہا (دیت) کی رقم تینوں مقتولین کے لیے برابر تقسیم کر دی گئی۔[1]

امام ابو عبید، امام حمید بن زنجویہ اور بلاذری نے غیر مسلموں سے متعلق سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے سرکاری فرمان نامہ کے یہ الفاظ نقل کیے ہیں:

إنّي أُوصيک بهم خيراً فإنهم قومٌ لَهُمُ الذِمَّة.[2]

میں تمہیں ان غیر مسلم شہریوں کے ساتھ حسن سلوک کی نصیحت کرتا ہوں۔ یہ وہ قوم ہے جنہیں جان و مال، عزت و آبرو اور مذہبی تحفظ کی مکمل امان دی جا چکی ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ اسلامی ریاست خصوصاً دورِ خلفاء راشدین میں مسلمانوں اور غیر مسلم اقلیتوں کے خون کی حرمت برابر تھی۔

---

(۱) ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، ۵: ۱۷

(۲) ۱۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۱: ۳۶۰
۲۔ أبو يوسف، کتاب الخراج: ۸۰
۳۔ أبو عبيد قاسم، کتاب الأموال: ۲۴۶، رقم: ۵۰۵
۴۔ ابن زنجويه، کتاب الأموال: ۴۵۱، رقم: ۷۳۲
۵۔ بلاذری، فتوح البلدان: ۹۱

۵۔ عہدِ علوی میں غیر مسلموں کے تحفظ کی قانونی حیثیت

سیدنا علی ﷺ کے عہد خلافت میں بھی غیر مسلم شہریوں کے حقوق اسی طرح محفوظ و محترم رہے اور انہیں جان و مال اور عزت و آبرو کا مکمل تحفظ حاصل رہا۔

حضرت علی ﷺ کے پاس ایک مسلمان کو پکڑ کر لایا گیا جس نے ایک غیر مسلم کو قتل کیا تھا۔ ثبوت فراہم ہو جانے کے بعد حضرت علی ﷺ نے قصاص میں غیر مسلم کے بدلے اس مسلمان کو قتل کئے جانے کا حکم دیا۔ قاتل کے ورثاء نے مقتول کے بھائی کو خون بہا دے کر معاف کرنے پر راضی کر لیا۔ حضرت علی ﷺ کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے مقتول کے وارث کو فرمایا: شاید ان لوگوں نے تجھے ڈرا دھمکا کر یہ کہلوایا ہے۔

اس نے کہا: نہیں، بات دراصل یہ ہے کہ قاتل کے قتل کئے جانے سے میرا بھائی تو واپس آنے سے رہا اور اب یہ مجھے اس کی دیت دے رہے ہیں جو پسماندگان کے لئے کسی حد تک کفایت کرے گی۔ اس لئے میں خود اپنی مرضی سے بغیر کسی دباؤ کے معافی دے رہا ہوں۔ اس پر حضرت علی ﷺ نے فرمایا: اچھا تمہاری مرضی۔ تم زیادہ بہتر سمجھتے ہو۔ لیکن بہرحال ہماری شریعت کا اُصول یہی ہے کہ:

مَنْ كَانَ لَهُ ذِمَّتُنَا، فَدَمُهُ كَدَمِنَا، وَدِيَتُهُ كَدِيَتِنَا. (1)

جو ہماری غیر مسلم رعایا میں سے ہے اس کا خون اور ہمارا خون برابر ہیں اور اس کی دیت بھی ہماری دیت کی طرح ہے۔

۶۔ عہدِ عمر بن عبد العزیز ﷺ میں غیر مسلموں کا تحفظ

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ اور خلفاے راشدین کے اُسوۂ مبارکہ کے مطابق حضرت عمر بن عبد

---

(۱) ۱۔ بیهقی، السنن الکبریٰ، ۸: ۳۴
۲۔ شافعی، المسند، ۱: ۳۴۴
۳۔ شیبانی، الحجة، ۴: ۳۵۵

العزیز ﷫ اپنے ماتحت افسران کو حکم دیتے تھے:

أَنْ لَا تَهْدِمُوْا كَنِيْسَةً وَلَا بِيْعَةً وَلَا بَيْتَ نَارٍ. (۱)

کسی گرجا، کلیسا اور آتش کدہ کو مسمار نہ کرو۔

۲۔ تاریخِ اسلام کا مشہور واقعہ ہے کہ ولید بن عبدالملک اموی نے دمشق کے کنیسہ یوحنا کو زبردستی عیسائیوں سے چھین کر مسجد میں شامل کر لیا تھا۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز ﷫ کو خبر پہنچی تو آپ نے مسجد کا وہ حصہ منہدم کروا کے عیسائیوں کو واپس کروا دیا۔ روایت میں ہے:

فَلَمَّا اسْتَخْلَفَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ ﷫، شَكَى النَّصَارَى إِلَيْهِ مَا فَعَلَ الْوَلِيْدُ بِهِمْ فِيْ كَنِيْسَتِهِمْ، فَكَتَبَ إِلَى عَامِلِهِ يَأْمُرُهُ بِرَدِّ مَا زَادَهُ فِي الْمَسْجِدِ. (۲)

جب حضرت عمر بن عبدالعزیز ﷫ تختِ خلافت پر متمکن ہوئے اور عیسائیوں نے ان سے ولید کے کنیسہ پر کئے گئے ظالمانہ قبضہ کی شکایت کی تو انہوں نے اپنے عامل کو حکم دیا کہ مسجد کا جتنا حصہ گرجا کی زمین پر تعمیر کیا گیا ہے اسے منہدم کر کے واپس عیسائیوں کے حوالہ کر دو۔ سو ایسا کر دیا گیا۔

۳۔ بلکہ ایک موقع پر حضرت عمر بن عبد العزیز ﷫ نے فرمایا:

إِنْ كَانَتْ مِنَ الْخَمْسِ عَشَرَةَ كَنِيْسَةً الَّتِيْ فِي عَهْدِهِمْ فَلَا سَبِيْلَ لَكَ إِلَيْهَا. (۳)

اگر کوئی اور گرجا بھی ان پندرہ گرجوں میں سے ہو جو ان کے زمانہ میں موجود تھے تو

---

(۱) ابن القيم، أحكام أهل الذمة، ۳: ۱۲۰۰

(۲) بلاذری، فتوح البلدان: ۱۵۰

(۳) ۱۔ أبو عبيد قاسم، كتاب الأموال: ۲۰۱، رقم: ۴۲۶

۲۔ ابن زنجويه، كتاب الأموال: ۳۸۷، رقم: ۶۳۵

تب بھی تم ان میں سے ایک بھی منہدم نہیں کر سکتے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے ایک گورنر کو اس مسلمان کے بارے میں لکھا جس نے کسی معاہد کو قتل کیا تھا۔ آپ نے اسے حکم دیا کہ اس مسلمان کو مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا جائے۔ اگر ولی چاہے تو اسے قتل کر دے اور چاہے تو معاف کر دے۔ اس گورنر نے قاتل کو مقتول کے ولی کے حوالے کر دیا اور اُسے capital punishment دی گئی۔[1]

عہدِ رسالت مآب ﷺ ہو یا دورِ صحابہ یا ان کے بعد کے ادوار؛ اسلامی تاریخ غیر مسلم شہریوں سے مثالی حسنِ سلوک کے ہزاروں واقعات سے بھری ہوئی ہے۔ دیگر مذاہب اور اقوام سے تعلق رکھنے والے افراد اسلامی ریاست میں پُرسکون زندگی گزارتے تھے، حتی کہ وہ اسلامی دورِ حکومت کو اپنے سابقہ حکمرانوں کے ادوار سے بہتر قرار دیتے تھے۔ ان کی عبادت گاہیں محفوظ تھیں، انہیں اپنے مذہب پر قائم رہنے اور عمل کرنے کی مکمل آزادی تھی، بیت المال سے ان کی تمام معاشی ضروریات پوری کی جاتی تھیں۔ مسلمانوں کا مثالی حسنِ سلوک اور اعلیٰ اخلاقی کردار دیکھ کر لاکھوں افراد نے اپنی مرضی سے اسلام قبول کر لیا تھا۔

جب اسلام ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم اپنے وطن میں موجود غیر مسلموں کی عبادت گاہوں تک کا ہر لحاظ سے تحفظ کریں اور انہیں ان کی عبادت گاہوں میں آزادانہ عبادت کا موقع فراہم کریں، تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی شخص مساجد میں اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی میں مصروف لوگوں کو موت کے گھاٹ اتار دے، مساجد کو بموں کے ذریعے مسمار کر دے اور خود کو مسلمان بھی کہلائے!۔ تعجب ہے موجودہ دور کے دہشت گرد اور انتہا پسند نام نہاد مسلمانوں پر جن کی قتل و غارت گری اور فساد فی الارض سے مسلم ریاست کے غیر مسلم تو کجا مسلمان بھی محفوظ نہیں رہے۔ یہ اسلام کی خدمت نہیں اسلام کی بدنامی کا باعث ہے۔

---

(۱) عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۰۱، رقم: ۱۸۵۱۸

۷۔ اسلامی ریاست میں غیر مسلم شہریوں کے حقوق کا خلاصہ

قرآن و حدیث، اسوۂ محمدی ﷺ اور دورِ خلفاء راشدین ﷺ میں غیر مسلموں کو جو حقوق دیے گئے وہ حسبِ ذیل ہیں:

قاعدہ نمبر ۱:

غیر مسلم شہریوں کی جان و مال اور عزت و آبرو کا تحفظ مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے۔

قاعدہ نمبر ۲:

اسلامی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم کا قصاص اور دیت برابر ہے۔

قاعدہ نمبر ۳:

اسلامی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم کے خون کی حرمت یکساں ہے۔

قاعدہ نمبر ۴:

اسلامی ریاست میں مسلم اور غیر مسلم شہری کے حقوق و فرائض یکساں ہیں۔

قاعدہ نمبر ۵:

غیر مسلموں کو اندرونی و بیرونی جارحیت سے تحفظ دینا مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے۔

قاعدہ نمبر ۶:

اسلامی ریاست میں غیر مسلموں کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی مکمل آزادی ہے۔

قاعدہ نمبر ۷:

غیر مسلموں کو اسلامی ریاست میں عبادات اور مذہبی رسومات کی مکمل آزادی ہے۔

قاعدہ نمبر ۸:

سفارت کاروں کو تحفظ فراہم کرنا مسلم ریاست کی ذمہ داری ہے۔

قاعدہ نمبر ۹:

غیر مسلموں کی عبادت گاہوں اور مذہبی رہنماؤں کو تحفظ فراہم کرنا اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

قاعدہ نمبر ۱۰:

معذوری، بڑھاپے اور غریبی میں غیر مسلموں کا خیال رکھنا اِسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

قاعدہ نمبر ۱۱:

تمام مذاہب کی حرمت کا تحفظ اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے۔

باب ششم

بغاوت کا مفہوم

اور

اُس کی سزا

دہشت گرد اور ان کے معاونین لفظ جہاد کا سہارا لے کر، غیر اسلامی نظام کے خاتمے کا نعرہ لگا کر اور یہود و نصاریٰ سے انتقام کا اعلان کر کے اپنی مسلح بغاوت کو درست ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لہٰذا ضروری ہے کہ بغاوت کی اصطلاحات کی مکمل وضاحت کر دی جائے تاکہ یہ انتہا پسند عناصر عامۃ الناس کو گمراہ نہ کر سکیں۔

ا۔ بغاوت کی لُغوی تعریف

بغاوت **البغی** سے مشتق ہے اور **البغی** لغوی طور پر کبھی طلب کے لئے آتا ہے اور کبھی تعدی (ظلم و زیادتی) کے لئے۔

ا۔ علامہ ابنِ نجیم حنفی (م ۹۷۰ھ) بغاوت کی تعریف میں لکھتے ہیں:

البغاة جمع باغ، من بغى على الناس ظلم واعتدى، وبغى سعى بالفساد، ومنه الفرقة الباغية لأنها عدلت عن القصد. ...... وفئة باغية خارجةٌ عن طاعة الإمام العادل. [1]

البغاة باغی کی جمع ہے۔ **بغى على الناس** کا معنی ہے: اس نے لوگوں پر ظلم اور زیادتی کی ہے۔ **بغى** کا معنی یہ بھی ہے کہ اس نے فساد پھیلانے کی کوشش کی ہے۔ اور اسی سے فرقہ باغیہ ہے اس لئے کہ وہ راہِ راست سے ہٹ گیا ہے۔ ...... اور **فئة باغية** کا معنی مسلم ریاست کی اتھارٹی تسلیم نہ کرنے والا گروہ ہے۔

۲۔ علامہ حصکفی (م ۱۰۸۸ھ) **در المختار** میں بغاوت کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے

(۱) ابن نجیم، البحر الرائق، ۵: ۱۵۰

ہیں:

البغی لغة الطلب، ومنه: ﴿ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبْغِ﴾.[1] وعرفا: طلب ما لا یحل من جورٍ وظلمٍ.[2]

لغت کی رُو سے بغی کا معنی ہے: 'طلب کرنا' مثلاً ﴿ذٰلِکَ مَا کُنَّا نَبْغِ﴾ میں یہ لفظ اس معنی میں استعمال ہوا ہے اور عرف میں اس سے مراد ناجائز ظلم وستم کرنا ہے۔

یہی معنوی تفصیلات **تهذيب اللغة، الصحاح** اور **لسان العرب** میں بھی مذکور ہیں۔

اِن لغوی تعریفات سے یہ ثابت کرنا مقصود تھا کہ بغاوت کے لفظ میں ہی ظلم اور زیادتی کا معنی پایا جاتا ہے۔ مزید یہ کہ اِس میں شرعی قیود اور قانونی و آئینی حدود کو توڑ کر معاشرے میں بدامنی، زیادتی اور ظلم کا مرتکب ہوا جاتا ہے۔

۲۔ بغاوت کی اِصطلاحی تعریف

اس اشکال کو دور کرنے کے لئے کہ آج ہر طبقہ فکر اپنی اپنی تعریف کرتا ہے۔ ذیل میں تمام مکاتب فکر کے نزدیک بغاوت کی تعریفات بیان کر دی گئی ہیں۔

(۱) فقہاے اَحناف کے ہاں بغاوت کی تعریف

فقہاے احناف میں سے ایک نمایاں نام علامہ ابن ہمام (م ۸۶۱ھ) کا ہے۔ انہوں نے **فتح القدير** میں بغاوت کی سب سے جامع تعریف کی ہے اور باغیوں کی مختلف اقسام بیان کی ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

والباغي في عرف الفقهاء: الخارج عن طاعة إمام الحق. والخارجون عن طاعته أربعة أصناف:

(۱) الکہف، ۱۸: ۶۴

(۲) حصکفی، الدر المختار، ۴: ۲۶۱

أحدها: الخارجون بلا تأويل بمنعة وبلا منعة، يأخذون أموال الناس ويقتلونهم ويخيفون الطريق، وهم قطاع الطريق.

والثاني: قوم كذلك إلا أنهم لا منعة لهم لكن لهم تأويل. فحكمهم حكم قطّاع الطريق. إن قتلوا قتلوا وصلبوا. وإن أخذوا مال المسلمين قطعت أيديهم وأرجلهم على ما عرف.

والثالث: قوم لهم منعة وحمية خرجوا عليه بتأويل يرون أنه على باطل كفر أو معصية. يوجب قتاله بتأويلهم. وهؤلاء يسمون بالخوارج يستحلون دماء المسلمين وأموالهم ويسبون نساءهم ويكفرون أصحاب رسول الله ﷺ. وحكمهم عند جمهور الفقهاء وجمهور أهل الحديث حكم البغاة. ......

والرابع: قوم مسلمون خرجوا على إمام ولم يستبيحوا ما استباحه الخوارج، من دماء المسلمين وسبى ذراريهم وهم البغاة.[1]

فقہاء کے ہاں عرفِ عام میں آئین و قانون کے مطابق قائم ہونے والی حکومت کے نظم اور اتھارٹی کے خلاف مسلح جدوجہد کرنے والے کو باغی (دہشت گرد) کہا جاتا ہے۔حکومتِ وقت کے نظم کے خلاف بغاوت کرنے والوں کی چار قسمیں ہیں:

پہلی قسم ایسے لوگوں پر مشتمل ہے جو طاقت کے بل بوتے یا طاقت کے بغیر بلا تاویل حکومت کی اتھارٹی اور نظم سے خروج کرنے والے ہیں اور لوگوں کا مال لوٹتے ہیں، انہیں قتل کرتے ہیں اور مسافروں کو ڈراتے دھمکاتے ہیں، یہ لوگ راہزن ہیں۔

دوسری قسم ایسے لوگوں کی ہے جن کے پاس غلبہ پانے والی طاقت وقوت تو نہ ہو لیکن

(۱) ابن همام، فتح القدير، ۵: ۳۳۴

مسلح بغاوت کی غلط تاویل ہو، پس ان کا حکم بھی راہزنوں کی طرح ہے۔ اگر یہ قتل کریں تو بدلہ میں انہیں قتل کیا جائے اور پھانسی چڑھایا جائے اور اگر مسلمانوں کا مال لوٹیں تو ان پر شرعی حد جاری کی جائے۔

تیسری قسم کے باغی وہ لوگ ہیں جن کے پاس طاقت وقوت اور جمعیت بھی ہو اور وہ کسی من مانی تاویل کی بناء پر حکومت کی اتھارٹی اور نظم کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیں اور ان کا یہ خیال ہو کہ حکومت باطل ہے اور کفر و معصیت کی مرتکب ہو رہی ہے۔ ان کی اس تاویل کے باوجود حکومت کا ان کے ساتھ جنگ کرنا واجب ہوتا ہے۔ ایسے لوگوں پر خوارج کا اطلاق ہوتا ہے جو مسلمانوں کے قتل کو جائز اور ان کے اموال کو حلال قرار دیتے تھے اور مسلمانوں کی عورتوں کو قیدی بناتے اور اصحاب رسول ﷺ کی تکفیر کرتے تھے۔ جمہور فقہاء اور ائمہ حدیث کے ہاں ان کا حکم بھی خوارج اور باغیوں کی طرح ہی ہے۔ ......

چوتھی قسم ان لوگوں کی ہے جنہوں نے حکومتِ وقت کے خلاف مسلح بغاوت تو کی لیکن ان چیزوں کو مباح نہ جانا جنہیں خوارج نے مباح قرار دیا تھا جیسے مسلمان کو قتل کرنا اور ان کی اولادوں کو قیدی بنانا وغیرہ۔ یہی لوگ باغی ہیں۔

(۲) فقہائے مالکیہ کے ہاں بغاوت کی تعریف

مالکی فقہاء میں سے امام محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی (م ۷۴۱ھ) نے 'القوانین الفقهية' میں لکھا ہے:

البغاة: هم الذي يقاتلون على التأويل، والذين يخرجون على الإمام، أو يمتنعون من الدخول في طاعته، أو يمنعون حقاً وجب عليهم كالزكاة وشبهها. (۱)

(۱) ابن جزى الكلبى، القوانين الفقهية: ۳۶۴

باغی وہ لوگ ہیں جو مسلم ریاست کے خلاف خود ساختہ تاویلات کی بناء پر مسلح بغاوت کرتے ہیں یا اس کی اتھارٹی کو ماننے سے انکار کر دیتے ہیں اور وہ حق ادا نہیں کرتے جس کی ادائیگی (بطور پُراَمن شہری) ان کے ذمہ لازم تھی جیسا کہ زکوٰۃ کی ادائیگی یا اس طرح کے دیگر واجبات۔

(۳) فقہاے شافعیہ کے ہاں بغاوت کی تعریف

۱۔ فقہاے شافعیہ میں سے امام نووی (م ٦٧٦ھ) نے اپنی کتاب 'روضۃ الطالبین' میں ایک مستقل باب 'قتال البغاۃ' کے عنوان سے قائم کیا ہے جس میں دیگر تفصیلات کا تذکرہ کرنے سے قبل باغی کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے:

الباغي في إصطلاح العلماء هو المخالف لإمام العدل، الخارج عن طاعته بامتناعه من أداء واجب عليه أو غيره بشرط. (۱)

علماء کی اصطلاح میں باغی مسلم حکومت کے اس مخالف کو کہتے ہیں جو اس کی اتھارٹی تسلیم نہ کرے اس طرح کہ جو اس پر یا دوسروں پر واجب ہے وہ مشروط طور پر روک لے۔

۲۔ علامہ زکریا انصاری الشافعی (م ٩٢٦ھ) دہشت گرد باغیوں کی تعریف اس طرح کرتے ہیں:

البغاة: هم مخالفو إمام بتأويل باطل ظنا وشوكة لهم، ويجب قتالهم. وأما الخوارج: وهم قوم يكفرون مرتكب كبيرة ويتركون الجماعات. فلا يقاتلون ما لم يقاتلوا. (۲)

---

(۱) نووی، روضۃ الطالبین، ۱۰: ۵۰

(۲) زکریا الأنصاری، منہج الطلاب، ۱: ۱۲۳

باغی وہ لوگ ہیں جو تاویل باطل کا سہارا لیتے ہوئے اپنی قوت و طاقت کی بناء پر حکومت کی مخالفت کریں۔ (ان کی بغاوت کو ختم کرنے کے لئے) ان کے خلاف جنگ کرنا واجب ہے۔ خوارج تو ایسی قوم ہے جو گناہ کبیرہ کے مرتکب کو کافر کہتے ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ اکٹھا ہونے کو ترک کر دیتے ہیں۔ مگر ان سے اس وقت تک جنگ نہیں کی جائے گی جب تک کہ وہ خود جنگ میں پہل نہ کریں۔

(۴) فقہاے حنابلہ کے ہاں بغاوت کی تعریف

۱۔ فقہائے حنابلہ میں ابن ہبیرہؒ الحنبلی (م ۵۸۷ھ) نے باغیوں کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے:

واتفقوا على أنه إذا خرج على إمام المسلمين طائفة ذات شوكة بتأويل مشتبه، فإنه يباح قتالهم حتى يفيئوا. (۱)

تمام ائمہ کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جب طاقت اور مضبوط ٹھکانوں والا کوئی گروہ کسی مشتبہ تاویل کی بناء پر مسلم حکومت کے نظم (writ) سے نکل جائے تو اس کے ساتھ جنگ کرنا مباح ہے یہاں تک کہ وہ واپس (حکومت کے نظم کی اطاعت) لوٹ آئے۔

۲۔ علامہ مرعی بن یوسف الحنبلی (م۱۰۳۳ھ) نے غاية المنتهى میں لکھا ہے:

هم الخارجون على إمام ولو غير عدل، بتأويل سائغ ولهم شوكة، ولو لم يكن فيهم مطاع ويحرم الخروج على الإمام ولو غير عدل. (۲)

باغی وہ لوگ ہیں جو اپنی خودساختہ جھوٹی تاویل کی بنا پر حکومت کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہیں خواہ وہ حکومت غیر عادل ہی ہو۔ اور ان کے پاس مسلح طاقت، ہتھیار اور

(۱) ابن هبيرة، الإفصاح: ۴۰۲

(۲) مرعي بن يوسف، غاية المنتهي، ۳: ۳۴۸

محفوظ ٹھکانے ہوں اگرچہ ان میں کوئی مُطاع (leader) نہ ہو۔ یاد رکھنا چاہیے کہ مسلمان حکومت کے خلاف مسلح بغاوت حرام ہے اگرچہ وہ حکومت غیر عادل ہی کیوں نہ ہو۔

(۵) فقہاے جعفریہ کے ہاں بغاوت کی تعریف

فقہ جعفریہ کے فقیہ ابو جعفر محمد بن حسین طوسی (م ۴۶۰ھ) نے اپنی تصنیف '**الإقتصاد الهادی إلی طریق الرشاد**' میں الگ فصل قائم کر کے باغیوں کے احکام بیان کیے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

الباغي: هو كل من خرج على امام عادل وشق عصاه، فان على الامام أن يقاتلهم. ويجب على كل من يستنهضه الامام أن ينهض معه و يعاونه على قتالهم، ولا يجوز لغير الامام قتالهم بغير اذنه. فاذا قوتلوا لا يرجع عنهم الا أن يفيئوا الى الحق أو يقتلوا، ولا يقبل منهم عوض ولا جزية.

والبغاة على ضربين: أحدهما: من له رئيس يرجعون اليه. فهؤلاء يجوز أن يجتاز على جراحاتهم ويتبع مدبرهم ويقتل أسيرهم. والآخر: لا يكون لهم فيه رئيس، فهولاء لا يجاز على جريحهم ولا يقتل أسيرهم.(۱)

باغی سے مراد ہر وہ شخص ہے جو مسلم ریاست کے خلاف مسلح بغاوت کرے اور اسے غیر مستحکم کرنے کی کوشش کرے۔ پس حکومت وقت پر لازم ہے کہ ان کے خلاف جنگ کرے۔ اور ہر اس شخص پر لازم ہے جسے حکومت ان کے خلاف اٹھنے کا حکم دے کہ وہ حکومت کے ساتھ مل کر ان کا مقابلہ کرے اور حکومت وقت کے علاوہ اس کی

(۱) طوسی، الإقتصاد، فصل فی حکام البغی: ۳۱۵

اِجازت کے بغیر کسی کے لئے ان دہشت گرد باغیوں کے ساتھ جنگ کرنا جائز نہیں۔ جب ان کے ساتھ جنگ شروع کردی جائے تو اُس وقت تک حکومت اس سے پیچھے نہ ہٹے جب تک وہ حق کی طرف لوٹ نہ آئیں یا قتل نہ کردیئے جائیں۔ اور ان سے کسی قسم کا معاوضہ اور ٹیکس بھی قبول نہ کیا جائے۔

باغیوں کی دو قسمیں ہیں: **ایک قسم** یہ ہے کہ ان کا کوئی سربراہ و سرغنہ ہو جس سے وہ ہدایات لیتے ہوں۔ ان سب کا حکم یہ ہے کہ ان کے زخمیوں کو ان کی حالت پر رہنے دیا جائے گا، ان کے بھاگنے والوں کا تعاقب کیا جائے گا اور ان کے قیدیوں کو قتل کیا جائے گا۔ **دوسری قسم** وہ ہے کہ جس میں ان کا کوئی سربراہ اور سرغنہ نہ ہو۔ پس اس صورت میں ان کے زخمیوں کی مرہم پٹی کی جائے گی اور ان کے قیدیوں کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

(٦) معاصر علماء کے ہاں بغاوت اور دہشت گردی کی تعریف

رابطہ عالم اسلامی کا سولہواں سیشن مکہ مکرمہ میں خادم الحرمین الشریفین ملک فہد بن عبدالعزیز آلِ سعود کی نگرانی میں (٢١ تا ٢٦ شوال ١٤٢٢ھ بمطابق ٥ تا ١٠ جنوری ٢٠٠٢ء) اسلامی فقہی اکیڈمی میں منعقد ہوا۔ اس سیشن کے بعد دہشت گردی کے حوالے سے بیانِ مکہ (Makka Declaration) کے نام سے جو اعلامیہ صادر ہوا اس میں دہشت گردی کی تعریف اس طرح کی گئی ہے:

الإرهاب: هو العدوان الذى يمارسه أفراد أو جماعات أو دول بغيًا على الإنسان: دينه، ودمه، وعقله، ماله، وعرضه. ويشمل صنوف التخويف والأذى والتهديد والقتل بغير حق وما يتصل بصور الحرابة وإخافة السبيل وقطع الطريق، وكل فعل من أفعال العنف أو التهديد، يقع تنفيذًا لمشروع إجرامى فردى أو جماعى، ويهدف إلى إلقاء

الرعب بين الناس، أو ترويعهم بإيذائهم، أو تعريض حياتهم أو حريتهم أو أمنهم أو أحوالهم للخطر، ومن صنوفه إلحاق الضرر بالبيئة أو بأحد المرافق والأملاک العامة أو الخاصة، أو تعريض أحد الموارد الوطنية، أو الطبيعية للخطر، فكل هذا من صور الفساد فى الأرض التى نهى الله سبحانه وتعالى المسلمين عنها: ﴿وَلَا تَبْغِ الْفَسَادَ فِي الْاَرْضِ ط اِنَّ اللهَ لَا يُحِبُّ الْمُفْسِدِيْنَ۝﴾.[1]

وقد شرع الله الجزاء الرادع للإرهاب والعدوان والفساد، وعده محاربة الله ورسوله ﷺ: ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْيُصَلَّبُوْٓا اَوْتُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْامِنَ الاَرْضِ ط ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ۝﴾.[2]

ولا توجد فى أى قانون بشرى عقوبة بهذه الشدة نظرًا لخطورة هذا الاعتداء ، الذى يعد فى الشريعة الإسلامية حربًا ضد حدود الله، وضد خلقه. ويؤكد المجمع أن من أنواع الإرهاب:إرهاب الدولة، ومن أوضح صوره وأشدها شناعة الإرهاب الذى يمارسه اليهود فى فلسطين، وما مارسه الصرب فى كل من البوسنة والهرسک وكوسوفا، ورأى المجمع أن هذا النوع من الإرهاب من أشد أنواعه خطرًا على الأمن والسلام فى العالم، وعد مواجهته من قبيل الدفاع

(۱) القصص، ۲۸: ۷۷

(۲) المائدة، ۵: ۳۳

عن النفس، والجهاد فى سبيل الله.[1]

دہشت گردی سے مراد وہ سرکشی ہے جس کا ارتکاب مخصوص افراد، جماعتیں یا ملک دوسرے انسانوں کے دین، خون، عقل، مال اور عزت کی پامالی کے ذریعے کرتے ہیں۔ اس ظلم اور حقوق کی پامالی میں ایذاء رسانی، خوف و ہراس پیدا کرنا اور ناحق قتل کرنا شامل ہے۔ اسی طرح گروہوں کی شکل میں لوٹ مار، خون خرابہ اور شاہراہوں پر قبضہ کر کے لوگوں کو ہراساں کرنا بھی اسی نوعیت کے جرائم ہیں۔ دشمنی یا زیادتی خواہ کسی فرد کی طرف سے ہو یا جماعت کی طرف سے اس کا مقصد لوگوں کے دلوں میں رعب ڈالنا ہو یا انہیں ایذاء رسانی کے ذریعے ڈرانا دھمکانا یا ان کی زندگی، آزادی، امن یا اَحوال کو خطرات میں جھونکنا ہو۔ دہشت گردی کی جملہ اقسام میں سے ایک یہ بھی ہے کہ معاشرہ یا فرد کو نقصان پہنچایا جائے، املاک اور ضرورت کی اشیاء تلف کی جائیں یا ملکی وسائل میں سے کسی چیز کو خطرات میں جھونکا جائے۔ یہ ساری فساد فی الارض کی صورتیں ہیں جس سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے اس ارشادِ گرامی ﴿اور ملک میں فساد انگیزی (کی راہیں) تلاش نہ کرو، بے شک اللہ فساد بپا کرنے والوں کو پسند نہیں فرماتاo﴾ کے ذریعے منع فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے دہشت گردی، عداوت اور فساد کے لئے سخت سزا مقرر فرمائی ہے اور اِسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے ساتھ دشمنی گردانا ہے۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریز راہزنی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کے مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا پھانسی دیے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیے جائیں۔ یہ (تو)

(۱) بیان مكة: ۴ (۲۰۰۲ء)

ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہےo۔

اس سرکشی پر۔ جس کو بہت بڑا خطرہ ہونے کے پیشِ نظر شریعتِ اسلامیہ میں اللہ تعالیٰ کی حدود اور اس کی مخلوق کے خلاف جنگ شمار کیا جاتا ہے۔ جو سخت سزا رکھی گئی ہے، اس طرح کی سخت سزا کسی انسانی قانون میں نہیں پائی جاتی۔ ہمارے ادارے نے اس بات پر بھی زور دیا کہ بلاشبہ دہشت گردی کی اقسام میں سے بڑی قسم ملکی دہشت گردی ہے لیکن سب سے واضح اور بدترین دہشت گردی وہ ہے جو یہودی فلسطین میں مسلسل جاری رکھے ہوئے ہیں اور وہ جو سرب باشندے بوسنیا اور کوسووا میں کر رہے ہیں۔ اس سربراہی کانفرنس کی رائے میں اس قسم کی دہشت گردی دنیا کے امن اور سلامتی کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہے، اور اس کا سامنا کرنے کو ہمارے ادارے نے جان کے دفاع اور جہاد فی سبیل اللہ کے قبیل میں شمار کیا ہے۔

درج بالا تحقیق سے یہ بات واضح ہوگئی کہ عالم اسلام کی ان نامور علمی شخصیات نے فقہی مسلک، علاقے اور زمانے کے اختلاف کے باوجود 'بغاوت' کا اصطلاحی مفہوم الفاظ کے تھوڑے بہت تغیر کے ساتھ ایک ہی بیان کیا ہے۔ تعریفات کے ذیل میں ہر فقہی مکتب فکر کے ان نمائندہ علماء کی آراء اور نتائج فکر جاننے کی ضرورت اس لیے پڑی تاکہ نفسِ مسئلہ کو سمجھنے میں مدد مل سکے۔ سب حضرات نے باغیوں سے مراد ایسا دہشت گرد گروہ لیا ہے جس کے افعال انتہاء پسندی کا مظہر ہوتے ہیں، جو خود ساختہ تاویل کی بناء پر حکومت کی اتھارٹی کو نہیں مانتا اور اس کے خلاف مسلح جد و جہد کا مرتکب ہوتا ہے۔ آج بھی ہمیں جس دہشت گردی کا سامنا ہے اس کی نوعیت بھی یہی ہے اور ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کیا جانا چاہیے جو اس سے پہلے کیا جاتا رہا۔ لہٰذا اس پر وہی شرعی احکامات نافذ ہوں گے جن کا ائمہ نے باغیوں پر اطلاق کیا ہے۔

قرآن و سنت، ائمہ حدیث اور ائمہ عقائد و فقہ کی تصریحات، تشریحات اور فتاویٰ و تحقیقات کی روشنی میں یہ حقیقت واضح ہوئی کہ باغی وہ لوگ ہیں جو مسلم ریاست کے خلاف مسلح جدوجہد کریں اور ان کے پاس قوت و طاقت بھی ہو۔ وہ لوگ ریاست کی اتھارٹی اور نظم کو تسلیم کرنے سے انکار کریں اور کھلے عام اسلحہ لہرا کر ریاست کے خلاف اعلانِ جنگ کریں۔ اس سے قطع نظر کہ ان کی یہ مسلح جد و جہد اور بغاوت عدل و انصاف پر مبنی حکومت کے خلاف ہے یا فسق و فجور کی حامل حکومت کے خلاف۔ خواہ ان کی جدوجہد کسی امر دین سے متعلق تاویل پر مبنی ہے یا کسی دنیوی غرض کی خاطر، بہرصورت ایسے تمام لوگ باغی اور دہشت گرد ہیں۔ جب تک وہ مسلم ریاست کے خلاف ہتھیار اٹھائے رکھیں، حکومت ان کے خلاف جنگی اقدام جاری رکھے تا آنکہ وہ ہتھیار پھینک کر ریاست کی حاکمیت کے تابع ہو جائیں اور اپنا دہشت گردانہ طرزِ عمل مکمل طور پر ختم کر کے پُرامن شہری بن جائیں اور اپنے جائز مطالبات پُرامن، جمہوری اور قانونی طریقے سے پورے کروانے کے حامی ہو جائیں۔

۳۔ مسلح بغاوت سنگین جرم کیوں؟

مسلم ریاست اور اجتماعی نظم کے خلاف مسلح بغاوت کس قدر شدید جرم ہے؟ اِس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا اَوْيُصَلَّبُوْٓا اَوْتُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ يُنْفَوْامِنَ الاَرْضِ ط ذٰلِکَ لَهُمْ خِزْيٌ فِي الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌo(۱)

بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خونریز راہزنی اور ڈاکہ زنی وغیرہ کے

(۱) المائدة، ۵: ۳۳

مرتکب ہوتے ہیں) ان کی سزا یہی ہے کہ وہ قتل کیے جائیں یا پھانسی دیئے جائیں یا ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں مخالف سمتوں سے کاٹے جائیں یا (وطن کی) زمین (میں چلنے پھرنے) سے دور (یعنی ملک بدر یا قید) کر دیے جائیں۔ یہ (تو) ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے○

اِس آیتِ مبارکہ سے یہ مفہوم اخذ ہوتا ہے کہ پُراَمن معاشرے کو مسلح دہشت گردی کے ذریعے خوف زدہ کرنے والوں کا خاتمہ ریاست کے لیے ضروری ہے خواہ ایسے لوگوں کا تعلق کسی بھی مذہب سے ہو۔ اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

من شهر السلاح في فئة الإسلام وأخاف السبيل، ثم ظفر به وقدر عليه، فإمام المسلمين فيه بالخيار إن شاء قتله وإن شاء صلبه وإن شاء قطع يده ورجله.[1]

جس نے مسلمانوں کی آبادی پر ہتھیار اٹھائے اور راستے کو اپنی دہشت گردی کے ذریعے غیر محفوظ بنایا اور اس پر کنٹرول حاصل کر کے لوگوں کا پُرامن طریقے سے گزرنا دشوار کر دیا، تو مسلمانوں کے حاکم کو اختیار ہے کہ چاہے اسے قتل کرے، پھانسی دے یا چاہے تو اس کے ہاتھ، پاؤں کاٹ دے (اور یوں ان کی قوت کو کلیتًا ختم کر دے)۔

امام طبری اور حافظ ابن کثیر نے مزید لکھا ہے کہ سعید بن مسیّب، مجاہد، عطاء، حسن بصری، ابراہیم النخعی اور ضحاک نے بھی اسی معنی کو روایت کیا ہے۔

اسی کو امام سیوطی نے بھی 'الدر المنثور (۳: ۶۸)' میں روایت کیا ہے۔

امام قرطبی نے 'الجامع لأحكام القرآن (۶: ۱۴۸)' میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت

---

(۱) ۱۔ ابن كثير، تفسير القرآن العظيم، ۲: ۵۱
۲۔ طبری، جامع البيان في تفسير القرآن، ۶: ۲۱۴

حضور نبی اکرم ﷺ کے زمانہ مبارک میں ایک ایسے گروہ کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے مدینہ منورہ کے باہر دہشت گردی کا ارتکاب کیا، قتلِ ناحق اور اَملاک لوٹنے کے اقدامات کیے جس پر انہیں سخت عبرت ناک سزا دی گئی۔

مذکورہ نصوص سے صراحت کے ساتھ ثابت ہوگیا کہ دہشت گرد اللہ تعالیٰ، رسول اکرم ﷺ اور جملہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی بغاوت کا جرم ایک سنگین اور ناقابلِ تلافی جرم کہلاتا ہے۔

۴۔ مسلم اِجتماعیت کے خلاف مسلح گروہ بندی پر رِسالت مآب ﷺ کی مذمت

حضور نبی اکرم ﷺ نے مرکز گریز قوتوں کی سخت حوصلہ شکنی کی ہے۔ آپ ﷺ نے ملک و ریاست کے خلاف خروج و بغاوت اور افرادِ معاشرہ کو بلاامتیاز قتل کرنے والوں کو **مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً** کہہ کر گمراہ (misguided) اور **فَلَيْسَ مِنِّي** فرما کر اُمت سے خارج کر دیا ہے۔ ایسے باغی دہشت گردوں اور فسادیوں کی سزا خود شارع ﷺ نے متعین فرمائی ہے اور ائمہ دین نے اپنے اپنے ادوار میں فتاویٰ بھی جاری کیے ہیں۔

۱۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے باغی کے لئے بڑی سخت وعید سنائی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ خَرَجَ مِنَ الطَّاعَةِ وَفَارَقَ الْجَمَاعَةَ فَمَاتَ، مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً، وَمَنْ قَاتَلَ تَحْتَ رَايَةٍ عِمِّيَّةٍ يَغْضَبُ لِعَصَبَةٍ أَوْ يَدْعُو إِلَى عَصَبَةٍ أَوْ يَنْصُرُ عَصَبَةً فَقُتِلَ فَقِتْلَةٌ جَاهِلِيَّةٌ، وَمَنْ خَرَجَ عَلَى أُمَّتِي يَضْرِبُ بَرَّهَا وَفَاجِرَهَا وَلَا يَتَحَاشَى مِنْ مُؤْمِنِهَا وَلَا يَفِي لِذِي عَهْدٍ عَهْدَهُ فَلَيْسَ مِنِّي وَلَسْتُ

مِنْهُ.(۱)

جو شخص مسلم ریاست کے نظم اجتماعی سے نکل جائے (یعنی اس کی اتھارٹی کو چیلنج کرے) اور اجتماعیت کو چھوڑ کر الگ گروہ بنالے۔ پھر مر جائے تو (سمجھ لیجیے کہ) وہ جاہلیت کی موت مرا۔ اور جو شخص اندھی تقلید میں کسی کی زیر قیادت جنگ کرے یا کسی عصبیت کی بناء پر غضب ناک ہو یا عصبیت کی طرف دعوت دے یا عصبیت کی خاطر جنگ کرے اور مارا جائے تو وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ اور جس شخص نے میری اُمت پر خروج کیا اور (ریاست سے بغاوت کرکے الگ لشکر اور جتھے بنا کر بِلا اِمتیاز) نیک اور برے سب لوگوں کو قتل کیا، کسی مومن کا لحاظ کیا نہ کسی سے کیا ہوا عہد پورا کیا، اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی میرا اُس سے کوئی تعلق ہے (یعنی وہ میری اُمت سے نہیں اور نہ ہی میں اس کے لیے رحیم و شفیع ہوں گا)۔

اِس حدیث میں حضور نبی اکرم ﷺ نے جنگ و جدال میں اندھی تقلید اور عصبیت کو قومی وحدت کے لئے نہایت مہلک قرار دیا ہے۔ اِس تعصب اور انتہا پسندی کی بنا پر اگر کوئی اُمتِ مسلمہ کی اکثریت (large majority) سے جنگ کرے یا مسلمانوں پر اسلحہ اُٹھائے تو اُسے نہ صرف جاہلیت کی موت مرنے والا قرار دیا بلکہ اُسے اپنی اُمت سے بھی خارج کر دیا ہے۔

۲۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللهَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَا حُجَّةَ لَهُ، وَمَنْ مَاتَ وَلَيْسَ

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن، ۳: ۱۴۷۶، ۱۴۷۷، رقم: ۱۸۴۸
۲۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۲: ۲۹۶، ۴۸۸
۳۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب التغليظ فيمن قاتل تحت راية عميه، ۷: ۱۲۳، رقم: ۴۱۱۴

فِي عُنُقِهِ بَيْعَةٌ مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً.[1]

جس شخص نے مسلمان حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم نہ کیا (اور بلا عذر شرعی) باغی ہو گیا تو وہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے اس حال میں آئے گا کہ اس کے پاس (اس بغاوت پر) کوئی قابلِ قبول دلیل نہ ہوگی اور جو شخص اس حال میں فوت ہوگیا کہ وہ مسلم ریاست کا باغی تھا سو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

جن لوگوں کو موجودہ حالات میں مسلح دہشت گردوں کی ملک دشمن کارروائیوں کے پس پردہ 'جہاد' کا شائبہ ہوتا ہے انہیں اطمینان قلب ہو جانا چاہئے کہ کلمہ گو اور پُر اَمن لوگوں کی جانیں لینا کوئی جہاد نہیں بلکہ یہ جہاد جیسے اعلیٰ دینی تصور کو بدنام کرنے کی کوشش ہے۔ تاریخِ اسلام میں جس طرح بغاوت کو قطعی جرم کے طور پر ممنوع سمجھا گیا آج بھی مسلح باغیوں کو ملک و قوم کا دشمن سمجھنا ہی دِین داری ہے۔

۵۔ عصبیت پر مبنی نعرہ لگا کر قتل و غارت گری کرنے والوں کے لئے حکم

فقہاء نے کسی مخصوص عصبیتی نعرہ کی بنیاد پر قتل و غارت گری کرنے والے شر پسندوں کے خلاف کارروائی کو حکومت کا فرض قرار دیا ہے۔ فتاویٰ تاتارخانیۃ میں عالم بن علاء الاندریتی نے لکھا ہے:

إذا أظهرت جماعة من أهل القبلة رأيًا ودعت إليه، وقاتلت عليه وصارت لهم منعة وشوكة وقوة. فإن كان ذلک لظلم السلطان في حقهم، فينبغي أن لا يظلمهم. فإن كان لا يمتنع من الظلم فقاتلت

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن، ۳: ۱۴۷۸، رقم: ۱۸۵۱
۲۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۱۵۶

تلک الطائفة السلطان. فلا ینبغي للناس أن یعینوهم ولا أن یعینوا السلطان وإن لم یکن لأجل أنه ظلمهم ولکنهم قالوا: 'الحق معنا' وادعوا الولایة: فللسطان أن یقاتلهم وللناس أن یعینوه. (1)

اہلِ قبلہ یعنی مسلمانوں میں سے جب کوئی گروہ کوئی مخصوص نعرہ بلند کرے اور دوسروں کو بھی اس کی دعوت دے اور اس کی خاطر جنگ کرے اور انہیں قوت و طاقت بھی حاصل ہو۔ اگر ان کا یہ عمل حکومت کی طرف سے ان پر کئے جانے والے ظلم و زیادتی کی وجہ سے ہو تو چاہیے کہ حکومت ان پر ظلم و زیادتی نہ کرے۔ پس اگر حکومت ان پر ظلم سے باز نہ آئے اور وہ حکومت کے ساتھ نبرد آزما ہوں تو عام لوگوں کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ باغی دہشت گردوں کی مدد کریں اور نہ ہی حکومت کی مدد کریں اور اگر باغیوں کا یہ عمل اس سبب سے نہ ہو کہ حکومت نے ان پر پہلے سے کوئی ظلم و زیادتی کی ہے بلکہ ان کا اقدام اس نظریہ کے تحت ہو کہ 'حق صرف ہمارے ساتھ ہے (یعنی ہم ہی حق اور دین پر ہیں)' اور وہ طاقت سے حکومت یا غلبہ حاصل کرنا چاہیں تو حکومت کا یہ حق ہے کہ وہ اپنا نظم اور اتھارٹی بحال کرنے کے لئے ان سے جنگ کرے اور عوام کو بھی چاہیے کہ وہ اس صورت میں حکومت کا ساتھ دیں۔

٦۔ مسلمانوں کو اِعتقادی اِختلاف کی بنا پر قتل کرنے کی مذمت

مسلح باغیوں کی غلط تاویلات میں ایک بڑا دعویٰ یہ بھی ہے کہ وہ صرف خود کو حق کا نمائندہ سمجھتے ہیں اور اپنے اقدامات کو شرعی رنگ دینے کے لئے **الحق معنا** کا نعرہ لگاتے ہیں۔ **الحق معنا** کا معنی یہ ہے کہ حق پر صرف ہم ہی ہیں، ہمارے علاوہ سب لوگ کافر، مشرک اور گمراہ ہیں۔ آج کل انتہاء پسندوں اور دہشت گردوں کا نظریہ بلکہ عقیدہ ہی یہ ہو چکا ہے کہ وہ

(۱) اندریتي، الفتاوی التاتارخانیة، ۴: ۱۷۲

اپنے موقف کو عینِ اسلام، عینِ قرآن و سنت، عینِ شریعت اور عینِ حق سمجھتے ہیں جبکہ بقیہ تمام مسلمانوں کو - جو ان کے نظریات سے متفق نہیں ہیں - اور سب مسلمان حکمرانوں اور حکومتوں کو - جو کاملاً قرآن و سنت کے مطابق نظام نہیں چلا رہے اور ان کے نظام ہائے حکومت خیر و شر کا مجموعہ ہیں - کافر و مشرک اور کم از کم گمراہ سمجھتے ہیں۔ ان کے نظام ہائے حکومت کو، جمہوری اداروں کو، انتخابات اور جمہوری نظام کو الغرض ہر شے کو علی الاطلاق کفر سمجھتے ہیں اور ان کے خلاف مسلح جد و جہد اور بغاوت کو جہاد قرار دیتے ہیں۔ اس وجہ سے وہ حکومتی نمائندوں کا قتل عام جائز اور عوام کا خون مباح گردانتے ہیں۔ پھر اپنے مقاصد کے حصول کی جد و جہد کے اخراجات پورے کرنے کے لیے لوٹ مار، اغواء برائے تاوان اور ڈاکہ زنی کو بھی جائز سمجھتے ہیں کیونکہ ان کا خیال ہوتا ہے کہ وہ 'کفر اور کفار کے خلاف حالتِ جنگ' میں ہیں۔ لہٰذا اس میں ہر عمل جائز ہے خواہ وہ خودکش حملہ ہو یا مساجد و مکانات کی تباہی، اِنسانی خون ہو یا اَملاک و اَموال کا لوٹنا۔ حالاں کہ یہ سب کچھ صریح گمراہی و ضلالت اور دہشت گردی و بغاوت ہے۔ ان کے اس عمل اور رویے پر حضور ﷺ کا درج ذیل ارشادِ گرامی بنیادی رہنمائی فراہم کرتا ہے۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إنما أتخوف عليكم رجلٌ قرأ القرآن حتى إذا رئيت عليه بهجته عليه. وكان رداء الإسلام غيره إلى ماَ شاء الله، فانسلخ منهُ ونبذه وراء ظهره. وسعى على جاره بالسيف ورماه بالشرك، قال: قلتُ: يا نبي الله! أَيُّهُمَا أَوْلَى بالشرك؟ المرمِيُّ أم الرَّامِي؟ قَالَ: بل الرامي. (۱)

بے شک مجھے جس چیز کا تم پر خدشہ ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایسا آدمی ہوگا جس نے قرآن پڑھا یہاں تک کہ اس پر قرآن کا جمال دیکھا گیا اور وہ اس وقت تک جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا اسلام کی پشت پناہی بھی کرتا تھا۔ پھر ایک وقت آیا کہ اس کا

(۱) ۱۔ ابن حبان، الصحيح، ۱: ۲۸۲، رقم: ۸۱
۲۔ بزار، المسند، ۷: ۲۲۰، رقم: ۲۷۹۳

خول اتر گیا اور اس نے قرآن کو بھی پس پشت ڈال دیا۔ پھر وہ اپنے پڑوسی یعنی دوسرے مسلمان پر تلوار لے کر چڑھ دوڑا اور اس پر شرک کا الزام لگانے لگا۔ (راوی بیان کرتے ہیں:) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! ان دونوں میں سے کون شرک سے زیادہ قریب ہے؛ شرک کا الزام لگانے والا یا جس پر شرک کا الزام لگایا گیا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: بلکہ شرک کا الزام لگانے والا (خود شرک کے قریب ہو گا)۔

عالم اسلام کو اس وقت جس تفرقہ پرستی کا سامنا ہے اور مسلمان کم و بیش دنیا کے ہر خطے میں جس مسئلے کی وجہ سے پریشان اور منقسم ہیں وہ بنیادی مسئلہ شرک کی الزام تراشی کا رجحان ہے۔ وطن عزیز سمیت یورپ، امریکہ اور مشرق وسطیٰ کے بیشتر مسلمانوں کو مخصوص انتہاء پسندوں کی طرف سے اسی شورش کا سامنا ہے کہ وہ اپنے علاوہ ہر دوسرے مسلمان کو مشرک اور کافر قرار دے رہے ہیں۔ ان لوگوں کے نزدیک ۱۴۰۰ سالہ تاریخِ اسلام میں دین کی مخلصانہ خدمات سرانجام دینے والے صوفیاء، اولیاء اور بزرگانِ دین سب کے سب اسلام کی خدمت نہیں بلکہ شرک سازی کرتے رہے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ صرف وہ ہدایت یافتہ ہیں اور پچھلی نسلوں کے بزرگ جاہل، مشرک اور بدعتی تھے۔ حالاں کہ ان کا اپنا عمل یہ ہے کہ ان کی انتہا پسندانہ کارروائیوں کی وجہ سے دوسری اقوام اسلام سے متنفر ہو رہی ہیں اور مسلمان آپس میں دست و گریبان ہو کر اُمت کی وحدت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ یہ حدیث مبارکہ ان کی زعمِ باطل اور گمراہانہ رعونت کی بہت خوب تشریح کر رہی ہے۔

باب ہفتم

خوارِج دہشت گردوں کی تاریخ اور علامات

کائنات انسانی کی ابتداء سے ہی خیر و شر کی طاقتیں باہم برسر پیکار رہی ہیں۔ شیطان اور شیطان صفت طاقتوں نے ہمیشہ معاشرے کا امن و سکون تباہ کیا ہے۔ حضور نبی اکرم ﷺ کی آمد سے پہلے پورا عرب قتل و غارت گری اور بد امنی کا شکار تھا۔ رحمۃ اللعالمین نے محض ۲۳ سالہ جدوجہد کے نتیجے میں اس معاشرے کو امن و سلامتی کا نمونہ بنا دیا۔ جب ہر طرف امن ہی امن ہوگیا تو شیطان صفت دین دشمن طاقتوں نے مسلم معاشرے کے امن کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنایا۔ اس کی ابتداء دورِ نبوی ﷺ میں ہی ہوگئی اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ اختتام میں اس نے منظّم فتنے کی شکل اختیار کر لی۔ چنانچہ سیدنا علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ فتنہ فتنہ خوارج کی شکل میں ایک تحریک میں تبدیل ہوگیا۔

۱۔ فتنۂ خوارِج کا فکری آغاز

دورِ رسالت مآب ﷺ میں ہی فتنہ خوارج کا آغاز ہوگیا تھا۔ امام بخاری و مسلم کی متفق علیہ حدیث کے مطابق حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

بَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَقْسِمُ ذَاتَ يَوْمٍ قِسْمًا فَقَالَ ذُوالْخُوَيْصَرَةِ رَجُلٌ مِنْ بَنِي تَمِيْمٍ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، اعْدِلْ، قَالَ: وَيْلَكَ مَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلْ؟ فَقَالَ عُمَرُ: اِئْذَنْ لِي فَلْأَضْرِبْ عُنُقَهُ، قَالَ: لَا، إِنَّ لَهُ أَصْحَابًا يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَ صِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمُرُوْقِ السَّهْمِ مِنَ الرَّمِيَّةِ. (۱)

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب الأدب، باب ماجاء في قول الرجل ويلك، ۵: ۲۲۸۱، رقم: ۵۸۱۱

←

ایک روز حضور نبی اکرم ﷺ مالِ (غنیمت) تقسیم فرما رہے تھے تو بنو تمیم کے ذوالخویصرہ نامی شخص نے کہا: یا رسول اللہ! انصاف کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو ہلاک ہو، اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) مجھے اجازت دیں کہ اس (گستاخ) کی گردن اڑا دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں، (اس اکیلے کی گردن اُڑانا کافی نہیں) بے شک اس کے (ایسے) ساتھی بھی ہیں کہ تم ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانو گے اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانو گے۔ وہ دین سے اس طرح نکلے ہوئے ہوں گے جیسے شکار سے تیر نکل جاتا ہے۔

خوارِج کے فتنے کا آغاز گستاخیِ رسول ﷺ سے ہوا

بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں ذوالخویصرہ تمیمی نامی اس گستاخ شخص کی گستاخی ہی دراصل اس بدترین فتنے کا پیش خیمہ ثابت ہوئی جس نے بعد ازاں امتِ مسلمہ میں انتشار و افتراق پیدا کر دیا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اَدوارِ خلافت میں اسلامی ریاست کی اتھارٹی کو چیلنج کرنے والے باغی اور مسلح گروہ درحقیقت اُسی ذوالخویصرہ تمیمی کی فکر کا تسلسل تھے۔

۱۔ حافظ ابنِ حجر عسقلانی فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ اِسی ذوالخویصرہ تمیمی کا ہم خیال گروہ ہی بعد ازاں خوارج کی صورت میں ظاہر ہوا تھا۔

عن عبد الرزاق فقال: ذی الخویصرة التمیمی وهو حرقوص بن زهیر، أصل الخوارج.(۱)

۲۔ أیضاً، کتاب استتابة المرتدین والمعاندین وقتالهم، باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ینفر الناس عنه، ۶: ۲۵۴۰، رقم: ۶۵۳۴

۳۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب ذکر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۴، رقم: ۱۰۶۴

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۹۲

عبد الرزاق سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ذو الخویصرہ تمیمی کا اصل نام حرقوص بن زہیر تھا اور وہ خوارج کا بانی تھا۔

۲۔ امام ابو بکر الآجُرِی (م ۳۶۰ھ) کتاب الشریعة کے باب **ذم الخوارج وسوء مذهبهم وإباحة قتالهم، وثواب من قتلهم أو قتلوه** میں لکھتے ہیں:

وأوّل قرن طلع منهم على عهد رسول الله ﷺ: هو رجل طعن على النبي ﷺ، وهو يقسم الغنائم بالجعرانة، فقال: اعدل يا محمد، فما أراك تعدل، فقال ﷺ: ويلك، فمن يعدل إذا لم أكن أعدل؟

خوارج کا اَوّلین فرد عہدِ رسالت مآب ﷺ میں نمودار ہوا۔ یہ وہ شخص تھا جس نے حضور نبی اکرم ﷺ پر اس وقت طعنہ زنی کی جب آپ ﷺ **جعرانہ** کے مقام پر مالِ غنیمت تقسیم فرما رہے تھے۔ اس بد بخت نے کہا: اے محمد! عدل کیجیے! میرے خیال میں آپ عدل نہیں کر رہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا: تو ہلاک ہو! اگر میں عدل نہیں کروں گا تو اور کون کرے گا؟

۲۔ عہدِ عثمانی میں فکرِ خوارج کی عملی تشکیل

حضور نبی اکرم ﷺ کے وصال کے بعد اُمت میں کئی فتنوں نے جنم لیا، جن میں جھوٹی نبوت کے دعوے، دین سے ارتداد، زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار اور دیگر کئی بنیادی تعلیماتِ اسلام سے انحراف شامل ہے۔ انہی فتنوں کا فائدہ اٹھاتے ہوئے خارجی فکر کے حاملین اپنے باغیانہ نظریات کی ترویج کرتے رہے اور اپنے آپ کو ایک منظّم شکل دینے کی طرف سرگرم عمل رہے۔ یہاں تک کہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ اواخر میں بلوائیوں کی تحریک میں آپ کو قتل کرنے کی سازش تیار کرنے والے لوگ بھی اس انتہاء پسندانہ رجحان کے حامل تھے جن میں سے ایک نمایاں شخص عبد اللہ بن سباء تھا۔ اس انتہاء پسند دہشت گرد گروہ نے پہلی مرتبہ مدینہ منورہ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عہدِ حکومت میں خالص اسلامی حکومت کی اتھارٹی اور ریاستی نظم کو چیلنج کیا۔

امام ابنِ عبد البر نے التمہید[1] میں اور حافظ ابنِ حجر عسقلانی نے الإصابة فی تمییز الصحابة[2] میں روایت نقل کی ہے جس میں مذکور الفتنة الأولی سے مراد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے موقع پر اُمتِ مسلمہ میں پیدا ہونے والا فتنہ لیا ہے۔ یہی فتنہ پرور دہشت گرد لوگ ہی ظاہراً دو گروہوں میں تقسیم ہو گئے تھے، جن دو گروہوں کا اشارہ مذکورہ بالا روایت میں ہے۔

اس روایت سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے والے لوگ فتنہ کی آگ بھڑکانے والے تھے۔ یہی دین میں بدعت کے مرتکب ہوئے اور یہی لوگ بدعتی کہلائے، یہی وہ فتنہ پرور، متعصب اور اِنتہا پسند لوگ تھے جنہوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے دور میں جنگِ صفین کے بعد خارجی گروہ کی باقاعدہ بنیاد رکھی تھی۔

۳۔ عہدِ علوی میں خوارج کی باقاعدہ تحریک کا آغاز

فتنہ خوارج کے علم برداروں کے پیشِ نظر دین کے نام پر مسلم ریاست کو destabilize کرنا اور اس کی نظریاتی بنیادوں کو کھوکھلا کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یہ حکومتِ وقت کے خلاف مسلح جد و جہد اور بغاوت کے ذریعے دہشت گردانہ کارروائیاں کرتے ہیں اور مساجد و عبادت گاہوں، گھروں، تعلیمی اداروں، مارکیٹوں اور public places پر شہریوں کا خون بہاتے ہیں۔ تاریخ کا مطالعہ کرنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ خوارج کا احتجاج مذاکرات (dialogue) اور پُر اَمن مصالحت (peaceful settlement of dispute) کے خلاف تھا جسے سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے جنگِ صفین کے موقع پر 'تحکیم' کی صورت میں اپنایا تھا۔ جب تک فضا جنگ جاری رہنے کے حق میں تھی خوارج حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر میں لڑنے کے لئے پیش پیش تھے۔ جونہی آپ رضی اللہ عنہ نے خون خرابے سے بچنے کے لئے تحکیم یعنی ثالثی (arbitration) کے راستے کو اپنایا تو وہ پُر اَمن مصالحت اور ثالثی کے عمل کو رَد کرتے ہوئے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے نکل گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ

(۱) ابن عبد البر، التمہید، ۱۹: ۲۲۲

(۲) عسقلانی، الإصابة فی تمییز الصحابة، ۲: ۱۷۲، رقم: ۱۹۷۹

کو معاذ اللہ کافر کہنے لگے اور واضح طور پر باغی اور دہشت گرد گروہ تیار کر کے نام نہاد جہاد کے نام پر حضرت علی ﷺ اور اُمّتِ مسلمہ کے خلاف برسرِ پیکار ہو گئے۔ اپنے منظّم ظہور کے وقت انہوں نے یہ نعرہ لگایا تھا:

لَا حُکْمَ إِلَّا ِللهِ.

اللہ کے سوا کوئی حکم نہیں کرسکتا۔

خوارج کے اس عمل سے جب حضرت علی ﷺ کو آگاہی ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

كَلِمَةُ حَقٍّ أُرِيْدَ بِهَا بَاطِلٌ. (1)

بات تو حق ہے لیکن اس کا مقصود باطل ہے۔

حضرت علی ﷺ کے خلاف مسلح بغاوت کرتے ہوئے خوارج نے عراق کی سرحد پر واقع علاقے حروراء کو اپنا مرکز بنا لیا۔ انہوں نے حضرت علی ﷺ کے خلاف 'شرک' اور 'بدعت' کے الزامات لگائے، آپ کو کافر قرار دیا اور آپ کے خلاف مسلح بغاوت کر دی۔ یہ قتل و غارت گری اور دہشت گردی کی ابتداء تھی۔ اُن کا ابتدائی نقطہ نظر ہی یہ تھا:

حضرت علی ﷺ اور خوارج کے درمیان خطوط کا تبادلہ ہوا جس سے ان کے عقائد و نظریات اور فکر واضح ہوتی ہے۔

فانک لم تغضب لربک وإنما غضبت لنفسک، فان شهدت على نفسک بالكفر واستقبلت التوبة، نظرنا فيما بيننا وبينک، وإلا فقط

---

(1) ١۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ٢: ٧٤٩، رقم: ١٠٦٦

٢۔ نسائي، السنن الكبرى، ٥: ١٦٠، رقم: ٨٥٦٢

٣۔ ابن ابی شيبة، المصنف، ٧:٥٥٧، رقم: ٣٧٩٠٧

٤۔ بيهقي، السنن الكبرى، ٨: ١٧١، رقم: ١٦٤٧٨

نبذناک علی سواء أن الله لا یحب الخائنین.[1]

اب تمہارا غضب خدا کے واسطے نہیں ہے اس میں تمہاری نفسانیت شریک ہے۔ تم اب بھی اگر اپنے کفر کا اقرار کرتے ہو اور نئے سرے سے توبہ کرتے ہو تو دیکھا جائے گا ورنہ ہم نے تم کو دور کر دیا کیونکہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو دوست نہیں رکھتا۔

خوارج کے ان خطبات اور جوابی خط سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ حضرت علی ﷜ کی مخالفت کرتے ہوئے خود کو توحید اور حق کے علم بردار جب کہ سیدنا علی مرتضیٰ ﷜ کو (معاذ اللہ) شرک اور بدعت کا نمائندہ تصور کر رہے تھے۔ بدعت اور شرک سے ان کی بزعم خویش نفرت کا یہ عالم تھا کہ انہوں نے حضرت علی ﷜ کے شہر کو بھی اس خیال سے کہ یہ بدعتیوں کا شہر ہے، چھوڑ دیا اور جنگلوں، صحراؤں اور پہاڑوں میں گھات لگا کر بیٹھ گئے جہاں وہ اپنے مخالفین کو پکڑ کر ظلم وستم کا نشانہ بناتے اور انہیں قتل کر دیتے۔ بعد ازاں حضرت علی ﷜ نے صحابہ کرام ﷡ کا لشکر لے کر خوارج کی ریشہ دوانیوں، دین دشمن کارروائیوں اور سازشوں کے جواب میں ان کے خلاف عسکری کارروائی کی اور انہیں شکست فاش سے دوچار کیا۔ کیوں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اپنے ارشاداتِ گرامی میں ان کا قلع قمع کر دینے کی پیشین گوئی اور حکم فرمایا تھا۔ پس صحابہ کرام ﷡ نے ریاستی سطح پر ان کی سرکوبی کی۔

۴۔ خوارج کے عقائد ونظریات

بعض اوقات معاشرے میں ایسا کج فہم اور تنگ نظر طبقہ بھی پیدا ہوجاتا ہے، جو بالکل نادان، دینی حکمت وبصیرت اور اس کے تقاضوں سے مکمل طور پر نا آشنا ہوتا ہے۔ وہ ظاہری طور پر صالح اَعمال کی سختی سے پابندی کرتا ہے جس کے باعث وہ اس گھمنڈ میں مبتلا ہوجاتا ہے کہ وہ

(۱) ۱۔ ابن اثیر، الکامل فی التاریخ، ۳:۲۱۷
۲۔ طبری، تاریخ الأمم والملوك، ۳: ۱۱۴

پکا مسلمان اور دین کا پاسبان ہے اور اسے اللہ کے مقرب ہونے کا درجہ حاصل ہے، اس کے سوا باقی سب کفر و شرک میں مبتلا اور خدا کے نافرمان ہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ وہ بزورِ بازو دوسروں کو بھی راہِ راست پر لائے، وہ گروہ اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ (اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت کے ساتھ بلایئے) اور لَآ اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ (دین میں کوئی زبردستی نہیں) کو بالکل بھول جاتا ہے۔ شیطان اس کے ذہن میں ڈال دیتا ہے کہ وہ سب سے افضل و اعلیٰ اور سچا مسلمان ہے بلکہ اس کے مقابلے میں دوسرے لوگ مسلمان ہی نہیں۔ اس لئے اس کا حق بنتا ہے کہ دوسرے لوگوں کو بھی اپنا ہم خیال بنائے۔ یہی وہ موڑ ہے جہاں پر شیطان ان کو اپنے ڈھب پر لے آتا ہے اور ان کے ذہن میں یہ فاسد خیال ڈال دیتا ہے کہ تم جیسا کوئی نہیں۔ تم ان بے عمل مسلمانوں کو اپنے طریق پر لانے یا انہیں ختم کرنے کے لیے ان کے ساتھ جو چاہے سلوک کرو، خون ریزی اور دہشت گردی کرو، مال و متاع لوٹو، تمہیں کوئی گناہ نہیں ہوگا، تم جو کچھ کرو گے سب جہاد ہوگا۔ انہی لوگوں کے بارے میں قرآن مجید نے فرمایا ہے کہ اللہ کے ہاں یہ خسارہ پانے والا گروہ ہوگا، مگر وہ خود کو بڑا نیکوکار سمجھے گا اور اس گھمنڈ میں مبتلا ہوگا کہ وہ بڑی خیر پھیلا رہا ہے، جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد ہوتا ہے:

قُلْ هَلْ نُنَبِّئُکُمْ بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ۝ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ۝(۱)

فرما دیجیے: کیا ہم تمہیں ایسے لوگوں سے خبردار کر دیں جو اعمال کے حساب سے سخت خسارہ پانے والے ہیں ۝ یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد و جہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہوگئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیں ۝

خوارج کے کفریہ عقائد اور مسلمانوں کے خلاف ان کے انتہاء پسندانہ، ظالمانہ اور متعصّبانہ رویے کو بیان کرتے ہوئے علامہ ابنِ تیمیہ نے لکھا ہے:

فکانوا کما نعتهم النبي ﷺ: 'یقتلون أهل الإسلام ویدعون أهل

(۱) الکہف، ۱۸: ۱۰۳-۱۰۴

الأوثان،[1] وكفروا علي بن أبي طالب وعثمان بن عفان ومن والاهما. وقتلوا علي بن أبي طالب مستحلين لقتله. قتله عبد الرحمن بن ملجم المرادي منهم، وكان هو وغيره من الخوارج مجتهدين فی العبادة، لكن كانوا جهالاً فارقوا السنة والجماعة: فقال هؤلاء: ما الناس إلا مؤمن أو كافر؛ والمؤمن من فعل جميع الواجبات وترک جميع المحرمات: فمن لم يكن كذلک فهو كافر: مخلد فی النار. ثم جعلوا كل من خالف قولهم كذلک . فقالوا: ان عثمان وعلياً ونحوهما حكموا بغير ما أنزل الله، وظلموا فصاروا كفاراً.[2]

خوارج ایسے لوگ تھے جن کی صفت حضور نبی اکرم ﷺ نے یہ بیان کی تھی کہ 'وہ اہلِ اسلام سے لڑیں گے اور بت پرستوں سے صلح رکھیں گے'۔ انہوں نے حضرت علی بن ابی طالب ؓ، حضرت عثمان بن عفان ؓ اور اُن کا ساتھ دینے والوں کی تکفیر کی اور حضرت علی ؓ کے خون کو مباح قرار دیتے ہوئے اُنہیں شہید کیا۔ چنانچہ حضرت علی ؓ کو عبد الرحمٰن بن ملجم المرادی نے شہید کیا جو کہ خارجیوں میں سے تھا۔ یہ اور اِس کے علاوہ دیگر خوارج بہت عبادت گذار تھے لیکن حقیقت میں وہ حکمتِ دین سے نابلد تھے کیوں کہ انہوں نے سنت اور جماعت کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کے عقیدے کے مطابق

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب الأنبياء، باب قصة يأجوج ومأجوج، ۳: ۱۲۱۹، رقم: ۳۱۶۶

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكوٰة، باب إعطاء المؤلفة، ۲: ۷۴۱، رقم: ۱۰۶۴

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۳: ۶۸، رقم: ۱۱۶۶۶

۴۔ أبو داود، السنن، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۴

۵۔ نسائی، السنن، ۵: ۸۷، رقم: ۲۵۷۸

(۲) ابن تیمیہ، مجموع فتاویٰ، ۷: ۴۸۱

اِنسان مؤمن ہوگا یا کافر۔ لہٰذا ان کے نزدیک مؤمن وہ ہے جو تمام واجبات پر عمل کرے اور تمام محرّمات کو ترک کرے۔ جو ایسا نہیں کرتا وہ کافر اور دائمی جہنمی ہے۔ پھر انہوں نے ہر اُس شخص کی بھی اسی طرح تکفیر کرنا شروع کر دی جس نے ان کی باتوں کی مخالفت کی۔ انہوں نے کہا کہ حضرت عثمان ﷛، حضرت علی ﷛ اور ان کی طرح دیگر لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے خلاف حکومت کی ہے اور وہ ظلم کا اِرتکاب کرتے رہے۔ پس یہ سارے کافر ہو گئے ہیں۔ (نعوذ باللہ۔)

۵۔ عصرِ حاضر کے دہشت گرد 'خوارج' ہیں

موجودہ دور میں دہشت گردی اور قتل و غارت گری کرنے والے لوگ خوارج ہی کا تسلسل ہیں۔ اِس اَمر کا اِطلاق اِجتہادی نہیں اور نہ ہی تشریحی ہے بلکہ یہ اِطلاق منصوص ہے۔ خوارج سے مراد صرف سیدنا علی المرتضیٰ ﷛ کے عہد میں نکلنے والا گروہ ہی نہیں ہے بلکہ وہ خوارج کا پہلا گروہ تھا۔ خوارج ایک ایسا فتنہ ہے جو گروہ در گروہ ظاہر ہوتا رہا اور اس کے لوگ دجال کے زمانے تک ظاہر ہوتے رہیں گے اور قیامت تک وقتاً فوقتاً نکلتے رہیں گے۔ حضرت علی ﷛ کے زمانے میں جن کا ظہور ہوا وہ فتنہ خوارج کے بانی تھے۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی واضح نشانیاں بیان فرما دی ہیں، جن میں سے ایک نشانی یہ بھی ہے کہ وہ ہر دور میں نکلتے رہیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ خوارج کا آخری گروہ دجال کے ساتھ اس کی حمایت میں نکلے گا۔ حضرت شریک بن شہاب سے مروی روایت میں خوارج کے متعلق حضور نبی اکرم ﷺ نے صراحتاً فرمایا:

يَخْرُجُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ كَأَنَّ هَذَا مِنْهُمْ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، سِيْمَاهُمُ التَّحْلِيْقُ، لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتَّى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ.[1]

(۱) ۱۔ نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

آخری زمانے میں کچھ لوگ پیدا ہوں گے گویا یہ شخص بھی انہی میں سے ہے۔ وہ قرآن مجید کی تلاوت کریں گے مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا وہ اسلام سے اس طرح نکل چکے ہوں گے جیسے تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ ان کی نشانی یہ ہے کہ وہ سر منڈے ہوں گے ہمیشہ نکلتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا جب تم (میدانِ جنگ میں) ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو۔ وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہیں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی تصریح فرما دی ہے کہ قیامت تک اِس طرح کے مسلح اور باغی گروہ مسلمانوں کی ریاستوں اور معاشروں میں نکلتے رہیں گے۔ **لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ** کا واضح معنی یہ ہے کہ وہ سارے گروہ خوارج ہی ہوں گے اور یہ بغیر انقطاع کے تسلسل کے ساتھ پیدا ہوتے رہیں گے حتی کہ ان کا آخری گروہ قیامت سے قبل دجال کے ساتھ نکلے گا۔

٦۔ دہشت گرد خارجیوں کی علامات - مجموعی تصویر

روایات میں اِن فتنہ پرور خارجیوں کی متعدد معروف علامات اور واضح نشانیاں بیان فرمائی گئی ہیں جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے:

ا۔ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ. [1]

.... ٢۔ نسائي، السنن الكبرى، ٢: ٣١٢، رقم: ٣٥٦٦

٣۔ بزار، المسند، ٩: ٢٩٤، رقم: ٣٨٤٦

٤۔ طيالسي، المسند، ١: ١٢٤، رقم: ٩٢٣

(١) ١۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ٦: ٢٥٣٩، رقم: ٦٥٣١

٢۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ٢: ٧٤٦، رقم: ١٠٦٦

وہ کم سِن لڑکے ہوں گے۔

۲۔ سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ.[1]

دماغی طور پر ناپختہ (brain washed) ہوں گے۔

۳۔ كَثُّ اللِّحْيَةِ.[2]

(دین کے ظاہر پر عمل میں غلو سے کام لیں گے اور) گھنی ڈاڑھی رکھیں گے۔

۴۔ مُشَمَّرُ الْإِزَارِ.[3]

بہت اونچا تہ بند باندھنے والے ہوں گے۔

۵۔ يَخْرُجُ نَاسٌ مِنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ.[4]

---

(۱) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

(۲) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲، رقم: ۱۰۶۴

(۳) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب المغازي، باب بعث علي بن أبي طالب وخالد بن الوليد إلى اليمن قبل حجة الوداع، ۴: ۱۵۸۱، رقم: ۴۰۹۴

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۲، رقم: ۱۰۶۴

(۴) بخاری، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قراءة الفاجر والمنافق وأصواتهم وتلاوتهم لا تجاوز حناجرهم، ۶: ۲۷۴۸، رقم: ۷۱۲۳

یہ خارجی لوگ (حرمین شریفین سے) مشرق کی جانب سے نکلیں گے۔

۶۔ لَا يَزَالُوْنَ يَخْرُجُوْنَ حَتّٰى يَخْرُجَ آخِرُهُمْ مَعَ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ.[۱]

یہ ہمیشہ نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا آخری گروہ دجال کے ساتھ نکلے گا۔

یعنی یہ خوارج دجّال کی آمد تک تاریخ کے ہر دور میں وقتاً فوقتاً ظہور پذیر ہوتے رہیں گے۔

۷۔ لَا يُجَاوِزُ إِيْمَانُهُمْ حَنَاجِرَهُمْ.[۲]

ایمان ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

یعنی ان کا ایمان دکھلاوا اور نعرہ ہوگا، مگر اس کے اوصاف ان کے فکر و نظریہ اور کردار میں دکھائی نہیں دیں گے۔

۸۔ يَتَعَمَّقُوْنَ وَيَتَشَدَّدُوْنَ فِي الْعِبَادَةِ.[۳]

وہ عبادت اور دین میں بہت متشدد اور انتہاء پسند ہوں گے۔

۹۔ يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مَعَ صَلَاتِهِمْ، وَصِيَامَهُ مَعَ صِيَامِهِمْ.[۴]

---

(۱) نسائي، السنن، كتاب تحريم الدم، باب من شهر سيفه ثم وضعه في الناس، ۷: ۱۱۹، رقم: ۴۱۰۳

(۲) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

(۳) ۱۔ أبويعلی، المسند، ۱: ۹۰، رقم: ۹۰

۲۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۵۵، رقم: ۱۸۶۷۳

(۴) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب من ترك قتال الخوارج للتألف وأن لا ينفر الناس عنه، ۶: ۲۵۴۰، رقم: ۶۵۳۴ ←

تم میں سے ہر ایک ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانے گا اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر جانے گا۔

۱۰۔ لَا تُجَاوِزُ صَلَاتُهُمْ تَرَاقِيَهُمْ. (۱)

نماز ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔

یعنی نماز کا کوئی اثر ان کے اخلاق و کردار پر نہیں ہوگا۔

۱۱۔ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَيْسَ قِرَاءَتُكُمْ إِلَى قِرَاءَتِهِمْ بِشَيْءٍ. (۲)

وہ قرآن مجید کی ایسے تلاوت کریں گے کہ ان کی تلاوتِ قرآن کے سامنے تمہیں اپنی تلاوت کی کوئی حیثیت دکھائی نہ دے گی۔

۱۲۔ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ. (۳)

ان کی تلاوت ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔

یعنی اس کا کوئی اثر ان کے دل پر نہیں ہوگا۔

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۴، رقم: ۱۰۶۴

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۳) ۱۔ بخاری الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۴۰، رقم: ۶۵۳۲

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وقتالهم، ۲: ۷۴۳، رقم: ۱۰۶۴

۱۳۔ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ يَحْسِبُوْنَ أَنَّهُ لَهُمْ، وَهُوَ عَلَيْهِمْ. (۱)

وہ یہ سمجھ کر قرآن پڑھیں گے کہ اس کے احکام ان کے حق میں ہیں لیکن درحقیقت وہ قرآن ان کے خلاف حجت ہوگا۔

۱۴۔ يَدْعُونَ إِلَى كِتَابِ اللهِ وَلَيْسُوا مِنْهُ فِي شَيْءٍ. (۲)

وہ (بذریعہ طاقت) لوگوں کو کتاب اللہ کی طرف بلائیں گے لیکن قرآن کے ساتھ ان کا تعلق کوئی نہیں ہوگا۔

۱۵۔ يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ. (۳)

وہ (بظاہر) بڑی اچھی باتیں کریں گے۔

یعنی دینی نعرے (slogans) بلند کریں گے اور اسلامی مطالبے کریں گے۔

۱۶۔ يَقُوْلُوْنَ مِنْ أَحْسَنِ النَّاسِ قَوْلًا. (۴)

ان کے نعرے (slogans) اور ظاہری باتیں دوسرے لوگوں سے اچھی ہوں گی اور متاثر کرنے والی ہوں گی۔

---

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۲) أبو داود، السنن، كتاب السنة، باب في قتل الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵

(۳) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

(۴) طبراني، المعجم الأوسط، ۶: ۱۸۶، الرقم: ۶۱۴۲

۱۷۔ يُسِيْئُوْنَ الْفِعْلَ. (۱)

مگر وہ کردار کے لحاظ سے بڑے ظالم، خونخوار اور گھناؤنے لوگ ہوں گے۔

۱۸۔ هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ. (۲)

وہ تمام مخلوق سے بدترین لوگ ہوں گے۔

۱۹۔ يَطْعَنُوْنَ عَلٰى أُمَرَائِهِمْ وَيَشْهَدُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالضَّلَالَةِ. (۳)

وہ حکومتِ وقت یا حکمرانوں کے خلاف خوب طعنہ زنی کریں گے اور ان پر گمراہی و ضلالت کا فتویٰ لگائیں گے۔

۲۰۔ يَخْرُجُوْنَ عَلٰى حِيْنِ فُرْقَةٍ مِنَ النَّاسِ. (۴)

وہ اس وقت منظرِ عام پر آئیں گے جب لوگوں میں تفرقہ اور اختلاف پیدا ہو جائے گا۔

۲۱۔ يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الإِسْلَامِ وَيَدْعُوْنَ أَهْلَ الْأَوْثَانِ. (۵)

---

(۱) أبوداود، السنن، كتاب السنة، باب في قتال الخوارج، ۴: ۲۴۳، رقم: ۴۷۶۵

(۲) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب الخوارج شر الخلق والخليقة، ۲: ۷۵۰، الرقم: ۱۰۶۷

(۳) ۱۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۴۵۵، رقم: ۹۳۴
۲۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۶: ۲۲۸، وقال: رجاله رجال الصحيح۔

(۴) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ۳: ۱۳۲۱، رقم: ۳۴۱۴
۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۴، رقم: ۱۰۶۴

(۵) ۱۔ بخاری، الصحيح، كتاب التوحيد، باب قول الله تعالى: تعرج الملائكة والروح إليه، ۶: ۲۷۰۲، رقم: ۶۹۹۵

وہ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔

۲۲۔ يَسْفِكُوْنَ الدَّمَ الْحَرَامَ.(۱)

وہ ناحق خون بہائیں گے۔

یعنی مسلم اور غیر مسلم افراد کا قتل جائز سمجھیں گے۔

۲۳۔ يَقْطَعُوْنَ السَّبِيْلَ وَيَسْفِكُوْنَ الدِّمَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ مِنَ اللهِ وَيَسْتَحِلُّوْنَ أَهْلَ الذِّمَّةِ. (من كلام عائشة رضي الله عنها)(۲)

وہ راہزن ہوں گے، ناحق خون بہائیں گے جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا اور غیر مسلم اقلیتوں کے قتل کو حلال سمجھیں گے۔ (یہ حضرت عائشہ صدیقہؓ کا فرمان ہے۔)

۲۴۔ يُؤْمِنُونَ بِمُحْكَمِهِ وَيَهْلِكُونَ عِنْدَ مُتَشَابِهِه. (قول ابن عباس رضي الله عنهما).(۳)

وہ قرآن کی محکم آیات پر ایمان لائیں گے جبکہ اس کی متشابہات کے سبب سے ہلاک ہوں گے۔ (قولِ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما)

۲۵۔ يَقُوْلُوْنَ الْحَقَّ بِأَلْسِنَتِهِمْ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ. (قول علي رضي الله عنه)(۴)

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب ذكر الخوارج وصفاتهم، ۲: ۷۴۱، رقم: ۱۰۶۴

(۱) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۲) حاكم، المستدرك، ۲: ۱۶۶، رقم: ۲۶۵۷

(۳) ۱۔ طبرى، جامع البيان فى تفسير القرآن، ۳: ۱۸۱
۲۔ عسقلاني، فتح البارى، ۱۲: ۳۰۰

(۴) مسلم، الصحيح، كتاب الزكاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۹، الرقم: ۱۰۶۶

وہ زبانی کلامی حق بات کہیں گے، مگر وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گی۔ (قولِ علی ﷺ)

۲۶۔ ینْطَلِقُوْنَ إِلَى آيَاتٍ نَزَلَتْ فِي الْكُفَّارِ فَيَجْعَلُوْهَا عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ. (من قول ابن عمر ﷺ)[1]

وہ کفار کے حق میں نازل ہونے والی آیات کا اطلاق مسلمانوں پر کریں گے۔

اس طرح وہ دوسرے مسلمانوں کو گمراہ، کافر اور مشرک قرار دیں گے تا کہ ان کا ناجائز قتل کر سکیں۔ (قولِ ابنِ عمر ﷺ سے مستفاد)

۲۷۔يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ.[2]

وہ دین سے یوں خارج ہو چکے ہوں گے جیسے تیر شکار سے خارج ہو جاتا ہے۔

۲۸۔اَلْأَجْرُ الْعَظِيْمُ لِمَنْ قَتَلَهُمْ.[3]

ان کے قتل کرنے والے کو اجرِ عظیم ملے گا۔

۲۹۔ خَيْرُ قَتْلَى مَنْ قَتَلُوْهُ.[4]

---

(۱) بخاری، الصحیح، کتاب، استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹

(۲) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب قتل الخوارج والملحدين بعد إقامة الحجة عليهم، ۶: ۲۵۳۹، رقم: ۶۵۳۱

۲۔ مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۶، رقم: ۱۰۶۶

(۳) مسلم، الصحیح، کتاب الزکاة، باب التحريض على قتل الخوارج، ۲: ۷۴۸، رقم: ۱۰۶۶

(۴) ترمذی، السنن، کتاب تفسير القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵: ۲۲۶، رقم: ۳۰۰۰

وہ شخص بہترین مقتول (شہید) ہوگا جسے وہ قتل کر دیں گے۔

۳۰۔ شَرُّ قَتْلَى تَحْتَ أَدِيْمِ السَّمَاءِ. (۱)

وہ آسمان کے نیچے بدترین مقتول ہوں گے۔

یعنی جو دہشت گرد خوارج فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے تو وہ بدترین مقتول ہوں گے اور انہیں مارنے والے جوان بہترین غازی ہوں گے۔

۳۱۔ إِنَّهُمْ كِلَابُ النَّارِ. (۲)

یہ (دہشت گرد خوارج) جہنم کے کتے ہوں گے۔

۳۲۔ گناہِ کبیرہ کے مرتکب کو دائمی جہنمی اور اس کا خون اور مال حلال قرار دیں گے۔

۳۳۔ ظالم اور فاسق حکومت کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو فرض قرار دیں گے۔ (۳)

۳۴۔ خوارج کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ کسی مخصوص علاقے کو گھیر کر اپنی دہشت گردانہ کارروائیوں کے لیے مرکز بنا لیں گے، جیسے کہ انہوں نے خلافتِ علی المرتضیٰ ﷺ میں حروراء کو اپنا مرکز بنا لیا تھا یعنی وہ اپنے لئے محفوظ پناہ گاہیں بنائیں گے۔

۳۵۔ خوارج کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ اہلِ حق کے ساتھ مذاکرات کو ناپسند کریں گے، جس طرح انہوں نے سیدنا علی ﷺ کی تحکیم کو مسترد کر دیا تھا۔

احادیث و آثار سے ماخوذ اِن علامات سے ثابت ہوتا ہے کہ جو مسلح گروہ یا فرقہ

---

(۱) ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵: ۲۲۶، رقم: ۳۰۰۰

(۲) ترمذی، السنن، کتاب تفسیر القرآن، باب ومن سورة آل عمران، ۵: ۲۲۶، رقم: ۳۰۰۰

(۳) ۱۔ عبد القاہر بغدادی، الفرق بین الفرق: ۷۳
۲۔ ابن تیمیه، مجموع فتاوی، ۱۳: ۳۱

جمہور اُمتِ مسلمہ کو گمراہ، بدعتی اور کافر و مشرک کہے، عامۃ الناس -مسلم ہوں یا غیر مسلم - کے خون و مال کو حلال سمجھے، حق بات کا انکار کرے، مصالحانہ اور پُر امن ماحول کو تباہ و برباد کرے، وہ خارجی ہے۔خواہ اس کا ظہور کسی بھی زمانے اور کسی بھی ملک میں ہو۔

یاد رہے کہ متقدمین و متاخرین ائمہ اور اکابر علماء کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ آیات و احادیث کی روشنی میں سفاک و خونخوار دہشت گردوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔ اسلامی تعلیمات کے مطابق یہ باغی ہیں۔اس لئے ریاستی مشینری پر ان کی بیخ کنی واجب ہے۔تاہم یہ اَمر واضح رہے کہ ریاستی سطح سے ہٹ کر کسی فرد یا جماعت کو نجی حیثیت میں اِس بات کی قطعاً اجازت نہیں ہے کہ وہ اپنے تئیں امن و امان قائم کرنے کے لیے قانون اپنے ہاتھ میں لے یا ان خوارج کے مقابلے میں خود مسلح ہوکر میدان میں اتر آئے، چاہے ان کی نیت کتنی ہی صاف کیوں نہ ہو۔اس کے نتائج نہایت بھیانک اور ناقابلِ تصور ہوں گے۔

خوارج کی صفات و علامات اور ان کی پہچان کو واضح کرنے والی اِس بحث سے ثابت ہو جاتا ہے کہ عصر حاضر کے دہشت گرد ہی خوارج ہیں۔ لہٰذا ہمارا دینی و ملی فریضہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث، آثارِ صحابہ اور اقوالِ ائمہ کی روشنی میں ان انسانیت دشمن خونخوار بھیڑیوں کے گھناؤنے چہروں کو پہچانیں اور معاشرے کے سامنے انہیں بے نقاب کریں۔ انہوں نے اپنے مکروہ چہروں پر مذہب کا لبادہ اوڑھ رکھا ہے،لیکن اس سے کوئی مغالطہ لاحق نہیں ہونا چاہیے۔ وہ اپنے سیاہ کارناموں سے پہچانے جاتے ہیں۔ وہ جو روپ بھی چاہیں اپنا لیں، ان کا دین اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ نہیں ہے۔ وہ اسلام سے اس طرح نکل چکے ہیں جیسے تیر یا گولی تیز رفتاری کے ساتھ شکار سے نکل جاتی ہے۔ ان کی دہشت گردانہ کارروائیوں کو اسلام اور اُمتِ مسلمہ کی طرف ہرگز منسوب نہ کیا جائے۔

باب ہشتم

دہشت گردوں کی معاونت بھی جرم ہے

اسلام نیکی اور خیر کے ہر عمل کا نہ صرف حکم دیتا ہے بلکہ اسے فروغ دینے کی ترغیب دے کر اس پر اجر عظیم کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اُمت مسلمہ کو بہترین اُمت قرار دیتے ہوئے اس کی پہلی علامت ہی امر بالمعروف و نہی عن المنکر بیان کی ہے:

۱۔ كُنتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ. (۱)

تم بہترین اُمت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے، تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

نیکی اور خیر کے کام میں معاونت اور شر کے کام میں تعاون سے پرہیز کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

۲۔ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلاَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ. (۲)

اور نیکی اور پرہیزگاری (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم (کے کاموں) پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔

۱۔ برائی سے اظہارِ نفرت کے درجات

اسلام نہ صرف برائی سے روکتا ہے بلکہ اسکی معاونت سے بھی روکتا ہے۔ جس طرح برائی ایک جرم ہے۔ اس طرح ہر سطح پر اسکی معاونت بھی جرم ہے۔ اس امر کی وضاحت حضور ﷺ

(۱) آل عمران، ۳: ۱۱۰

(۲) المائدة، ۵: ۲

کے فرمان سے یوں ہوتی ہے:

حضرت ابو سعید خدری ﷜ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

مَنْ رَأَى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذَالِكَ أَضْعَفُ الإِيْمَانِ. (۱)

تم میں سے جو کسی برائی کو دیکھے تو اسے اپنے ہاتھ (یعنی عملی جد و جہد) سے روکنے کی کوشش کرے اور اگر ایسا نہ کر سکے تو اپنی زبان سے (تنقید و مذمت کے ذریعے) روکے اور اگر اپنی زبان سے بھی روکنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو (کم از کم اس برائی کو) اپنے دل سے برا جانے؛ اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

حدیث کی روشنی میں برائی سے نفرت کا اظہار ایمان کی علامت ہے اور برائی سے نفرت کے اظہار کے معاملہ میں ایمان کے تین درجات ہیں۔

۱۔ ہاتھ سے برائی کو روکنا۔

۲۔ زبان سے برائی کو برائی کہنا

---

(۱) ۱۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإيمان، باب بيان كون النهي عن المنكر من الإيمان، ۱: ۶۹، رقم: ۴۹

۲۔ ترمذي، السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في تفسير المنكر باليد أو باللسان أو بالقلب، ۴: ۴۶۹، رقم: ۲۱۷۲

۳۔ أبو داود، السنن، كتاب الملاحم، باب الأمر والنهي، ۴: ۱۲۳، رقم: ۴۳۴۰

۴۔ نسائي، السنن، كتاب الإيمان وشرائعه، باب تفاضل أهل الإيمان، ۸: ۱۱۱، رقم: ۵۰۰۸

۵۔ ابن ماجه، السنن، كتاب إقامة الصلاة والسنة فيها، باب ما جاء في صلاة العيدين، ۱: ۴۰۶، رقم: ۱۲۷۵

۳۔ دل میں برائی سے نفرت کا اظہار

اس حدیث مبارکہ سے جہاں یہ واضح ہو رہا ہے کہ برائی سے نفرت کا اظہار ہر سطح پر ضروری ہے۔جس قدر قوت یعنی جتنا ایمان مضبوط ہو، دل اور زبان سے برائی سے نفرت کا اظہار کریں اور ہاتھ سے برائی کو روکیں۔اسی طرح مفہوم مخالف کے اصول کے تحت ہم پر یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ برائی کو فروغ بھی انہی تین طریقوں سے ملتا ہے۔

۱۔ (ہاتھ) عملاً برائی کرنا

۲۔ برائی کا زبان سے دفاع کرنا۔

۳۔ برائی کرنے والوں کے لئے دل میں ہمدردی رکھنا۔

جیسے تینوں طریقوں سے برائی کو روکنا ایمان ہے اسی طرح برائی کرنا اور برائی کو فروغ دینے میں معاونت کرنا دونوں جرم ہیں۔یعنی برائی کرنے والوں سے ہمدردی کرنا، زبان سے ان کے برے عمل کی حمایت کرنا اور ان کے فکر و نظریہ کا دفاع اور فروغ بھی اسی طرح کا جرم ہے۔

۲۔ دہشت گردی کے اسباب

دہشت گردی کا سبب انتہا پسندی ہے اور انتہاپسندی نتیجہ ہے تنگ نظری کا۔اس کی مثال ایسے ہے کہ جب کوئی مسلمان ایک برائی کرتا ہے تو اس کے دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے۔ جب وہ مسلسل برائی کرتا چلا جاتا تو اس کے دل پر لگنے والے ہزاروں سیاہ نکتے اس کے پورے دل کو سیاہ کر دیتے ہیں۔جب دل مکمل سیاہ ہو جائے تو اس پر بدبختی کی مہر لگ جاتی ہے۔ خَتَمَ اللّٰہُ عَلٰی قُلُوبِہِم (اللہ ان کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے)۔ایسے شخص سے نیکی کی توفیق سلب کر لی جاتی ہے،حق کو دیکھنے، سننے اور سمجھنے کی صلاحیت ختم ہو جاتی ہے۔گویا توفیق کا سلب ہونا نتیجہ ہے قلب کے سیاہ ہونے کا اور قلب کا سیاہ ہونا نتیجہ ہے برائیوں کے تسلسل کا۔

اس طرح دہشت گردی کے فروغ پانے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے

کہ بعض دینی اداروں اور مدارس میں طلباء کو دیگر مسالک کے خلاف نفرت، عدم رواداری اور انتہا پسندی پر مبنی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ بدقسمتی سے ہمارے سارے مسالک کسی نہ کسی حد تک اس مہلک مرض میں مبتلاء ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو غیر مسلم اور گمراہ سمجھتے ہوئے معصوم ذہنوں میں نفرتوں کی آبیاری کرتے ہیں۔ نتیجتاً حصول علم کرنے والے یہ لوگ تنگ نظری اور فکری مغالطوں کا شکار ہو کر اپنے علاوہ سب کو کافر، مشرک اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے لگتے ہیں۔ یہ تنگ نظری جب مستقل فکر و عمل میں ڈھل جاتی ہے تو بعض انتہا پسند اتنے متشدد ہو جاتے ہیں کہ وہ مخالفین کا خونِ ناحق بہانا نہ صرف جائز بلکہ واجب سمجھتے ہیں۔ یہیں سے یہ فکری اور اعتقادی شدت پسندی عملی اور عسکری دہشت گردی میں منتقل ہو جاتی ہے یوں ایک جرم کو 'دینی فریضہ (جہاد)' سمجھ کر اختیار کر لیا جاتا ہے۔ اگر ان اداروں میں زیرِ تعلیم بعض طلبہ کے قبائلی علاقوں میں واقع دہشت گردوں کے تربیتی کیمپوں میں جا کر تربیت لینے کی اطلاعات درست ہیں تو عسکریت پسندوں کے ساتھ ان کے شامل ہونے کے امکانات کو کیسے ردّ کیا جا سکتا ہے؟ گویا تنگ نظری اور انتہا پسندی ہی سبب ہیں دہشت گردی اور پشاور سانحہ جیسے خون آشام مناظر کا۔

جیسے حق کو دیکھنے، سننے اور سمجھنے کی صلاحیت اس وقت تک بحال نہیں ہوسکتی جب تک قلب کی سیاہی دور نہ ہو اور قلب کی سیاہی اس وقت تک دور نہیں ہوسکتی جب تک برائی کا ارتکاب نہ رکے۔ اسی طرح دہشت گردی کا خاتمہ محض برسرِ پیکار جنگجوؤں (دہشت گردوں) کے قتل اور گرفتاریوں سے نہیں ہوگا۔ یہ اسی وقت ممکن ہوگا جب دہشت گرد باغی گروہوں میں تازہ افرادی قوت کی آمد اور داخلے کے تمام فکری، اعتقادی اور عملی راستے کلیتاً مسدود کر دیئے جائیں گے۔ جس طرح تالاب کو خشک کرنے کے لئے ضروری ہے کہ اس کے اندر موجود پانی کو نکالنے کے ساتھ ساتھ تالاب میں نئے پانی کی آمد کے تمام راستے بھی بند کر دیئے جائیں ورنہ تالاب کبھی خشک نہیں ہوسکتا۔ اِسی طرح دہشت گردی کے مکمل خاتمے کے لئے باغی گروہوں میں افرادی قوت کی تازہ کمک روکنا ہو گی۔اور اس کے لئے تنگ نظری اور انتہا پسندی کا خاتمہ ضروری ہے۔

۳۔ دہشت گردوں کے معاونین کون؟

مذکورہ بالا بحث سے دو باتیں واضح ہوگئیں ایک یہ کہ دہشت گردی کے اصل معاونین تنگ نظر اور انتہا پسند افراد، ادارے اور طبقات ہیں جو کہ دہشت گردی کو افرادی قوت فراہم کر رہے ہیں۔ معاشرے میں جس قدر تنگ نظری کو فروغ دیا جائے گا اسی قدر افراد معاشرہ انتہا پسندی کا شکار ہونگے اور جس قدر انتہا پسند لوگوں کو تشدد پر اُکسایا جائے گا اسی قدر معاشرے میں فتنہ و فساد اور دہشت گردی فروغ پائے گی۔ لہٰذا واضح رہے کہ دہشت گردی کے معاونین تنگ نظر اور انتہا پسند طبقات ہیں۔

یہ امر بھی واضح ہوگیا کہ ان تنگ نظر، انتہا پسند اور دہشت گرد طبقات سے

۱۔ ہمدردی رکھنے والے

۲۔ ان کی مذمت نہ کرنے والے

۳۔ ان کا دفاع کرنے والے

۴۔ ان کی مالی مدد کرنے والے

بھی دہشت گردوں کے معاونین ہیں۔ جب تک کسی معاشرے سے دونوں سطحوں کے معاونین کی اصلاح اور سخت گرفت نہیں ہوتی اس وقت تک دہشت گردی کو ختم نہیں کیا جا سکتا۔

۴۔ دہشت گردوں کی معاونت بھی جرم ہے

دہشت گردوں اور قاتلوں کو معاشرے میں سے افرادی، مالی اور اخلاقی قوت کے حصول سے محروم کرنے اور انہیں isolate کرنے کے لیے حضور نبی اکرم ﷺ نے ان کی ہر قسم کی مدد و اعانت سے کلیتًا منع فرمایا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی مومن کے قتل میں معاونت کرے گا وہ رحمت الٰہی سے محروم ہو جائے گا۔ فرمانِ رسول ﷺ ہے:

مَنْ أَعَانَ عَلَى قَتْلِ مُؤْمِنٍ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ، لَقِيَ اللهَ ﷻ مَكْتُوبٌ بَيْنَ عَيْنَيْهِ: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ. (۱)

جس شخص نے چند کلمات کے ذریعہ بھی کسی مومن کے قتل میں کسی کی مدد کی تو وہ اللہ ﷻ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان پیشانی پر لکھا ہوگا: آيِسٌ مِنْ رَحْمَةِ اللهِ (اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس شخص)۔

اس حدیث کے مضمون میں یہ صراحت موجود ہے کہ نہ صرف ایسے ظالموں کی ہر طرح کی مالی و جانی معاونت منع ہے بلکہ بِشَطْرِ كَلِمَةٍ (چند کلمات) کے الفاظ یہ بھی واضح کر رہے ہیں کہ تقریر یا تحریر کے ذریعے ایسے امن دشمن عناصر کی مدد یا حوصلہ افزائی کرنا بھی سخت مذموم ہے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش سے محرومی کا سبب ہے۔ اس میں دہشت گردوں کے ماسٹر مائنڈ طبقات کے لئے سخت تنبیہ ہے جو کم فہم لوگوں کو آیات و احادیث کی غلط تاویلیں کرکے انہیں 'جنت کی بشارت' دے کر سول آبادیوں کے قتل پر آمادہ کرتے ہیں۔

۵۔ بغاوت پر اُکسانے والوں کے لئے عذابِ جہنم کی وعید

ایک مسلمان کو کسی بھی صورت میں مسلمانوں کی ہیئتِ اجتماعی کے خلاف بغاوت کی اجازت نہیں۔ جو لوگ مختلف گروہوں کی شکل میں مسلم ریاست اور ہیئتِ اجتماعی کے خلاف کسی بھی قسم کی پرتشدد، فساد انگیز اور مسلح کارروائیاں کرتے ہیں وہ باغی اور دہشت گرد ہیں۔ ان سے عام مسلمانوں کو حتی المقدور الگ رہنے کا حکم دیا گیا ہے، اس ضمن میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے۔

صحیح بخاری اور **صحیح مسلم** میں جلیل القدر صحابی رسول حضرت حذیفہ بن

---

(۱) ۱۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الديات، باب التغليظ في قتل مسلم ظلمًا، ۲: ۸۷۴، رقم: ۲۶۲۰

۲۔ ربيع، المسند، ۱: ۳۶۸، رقم: ۹۶۰

۳۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۲۲، رقم: ۱۵۶۴۶

یمان ﷺ سے مروی ہے:

كَانَ النَّاسُ يَسْأَلُوْنَ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ عَنِ الْخَيْرِ، وَكُنْتُ أَسْأَلُهُ عَنِ الشَّرِّ مَخَافَةَ أَنْ يُدْرِكَنِي. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، إِنَّا كُنَّا فِي جَاهِلِيَّةٍ وَشَرٍّ فَجَاءَ نَا اللهُ بِهٰذَا الْخَيْرِ، فَهَلْ بَعْدَ هٰذَا الْخَيْرِ شَرٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ. فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَالِکَ الشَّرِّ مِنْ خَيْرٍ؟ قَالَ: نَعَمْ، وَفِيْهِ دَخَنٌ. قُلْتُ: وَمَا دَخَنُهُ؟ قَالَ: قَوْمٌ يَسْتَنُّوْنَ بِغَيْرِ سُنَّتِي وَيَهْدُوْنَ بِغَيْرِ هَدْيِي تَعْرِفُ مِنْهُمْ وَتُنْكِرُ. فَقُلْتُ: هَلْ بَعْدَ ذَالِکَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: نَعَمْ، دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوْهُ فِيْهَا. فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، صِفْهُمْ لَنَا. قَالَ: نَعَمْ قَوْمٌ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُوْنَ بِأَلْسِنَتِنَا. قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَمَا تَرَى إِنْ أَدْرَكَنِي ذَالِکَ؟ قَالَ: تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ. فَقُلْتُ: فَإِنْ لَمْ تَكُنْ لَهُمْ جَمَاعَةٌ وَلَا إِمَامٌ؟ قَالَ: فَاعْتَزِلْ تِلْکَ الْفِرَقَ كُلَّهَا، وَلَوْ أَنْ تَعَضَّ عَلَى أَصْلِ شَجَرَةٍ حَتَّى يُدْرِكَکَ الْمَوْتُ وَأَنْتَ عَلٰى ذَالِکَ. (1)

لوگ تو حضور نبی اکرم ﷺ سے خیر کے متعلق سوال کرتے تھے اور میں آپ ﷺ سے (حصولِ علم کے لئے) شر کے متعلق پوچھا کرتا تھا، اس خوف سے کہ کہیں میں اس شر میں مبتلا نہ ہو جاؤں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ہم زمانہ جاہلیت میں میں مبتلاء تھے، پھر اللہ تعالیٰ (آپ کے توسط سے) ہمارے پاس اس خیر کو لے آیا، کیا اس خیر کے بعد پھر شر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! میں نے عرض کیا: کیا اس شر کے بعد

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام، ۳: ۱۳۱۹، رقم: ۳۴۱۱

۲۔ مسلم، الصحيح، كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن، ۳: ۱۴۷۵، رقم: ۱۸۴۷

پھر خیر ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں، لیکن اس خیر میں کچھ کدورت اور ملاوٹ ہو گی۔ میں نے عرض کیا: وہ کدورت کیسی ہوگی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اکثر لوگ میری سنت پر نہیں چلیں گے اور میری ہدایت کے خلاف عمل کریں گے۔ ان میں اچھی اور بری دونوں باتیں ہوں گی۔ میں نے عرض کیا: کیا اس خیر کے بعد بھی کوئی شر ہو گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں کچھ لوگ خود جہنم کے دروازوں پر کھڑے ہوں گے اور دوسرے لوگوں کو بھی اسی طرف بلائیں گے، جو ان کی دعوت پر لبیک کہے گا وہ اس کو جہنم میں ڈال دیں گے! میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! ان کی علامت بیان کیجئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کا رنگ ڈھنگ، جلد اور چہرہ وغیرہ ہماری طرح ہوگا اور وہ ہماری ہی زبان (یعنی مسلمانوں والی زبان) بولتے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! اگر میں ان کا زمانہ پاؤں تو میرے لیے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم مسلمانوں کی حکومت اور مسلمانوں کی ہیئت اِجتماعی کے ساتھ وابستہ رہنا، میں نے عرض کیا: اگر اس وقت مسلمانوں کی جماعت اور حکمران صالح نہ ہوں (تو پھر کیا کروں)؟ آپ ﷺ نے فرمایا: پھر بھی تم ان تمام (باغی) گروہوں سے الگ رہنا خواہ تمہیں تاحیات درخت کی جڑیں چبا کر ہی گزارا کرنا پڑے اور تمہیں اسی حال میں موت آ جائے۔

٦۔ خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کی مذمت

بعض لوگ خوارج کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں اور انہیں برا نہیں جانتے، جب کہ بعض لوگ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھتے ہوئے خوارج کی پشت پناہی اور support کرتے ہیں اور اپنے طرزِ عمل سے شرپسندوں اور دہشت گردوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، اُن کے لیے ماسٹر مائنڈ (master mind) کا فریضہ سرانجام دیتے ہیں اور ان کی مالی و اخلاقی معاونت (financial & moral support) کر کے انہیں مزید دہشت پھیلانے کی شہ دیتے ہیں۔ یہ عمل بھی انتہائی مذموم ہے۔

خوارج کی پشت پناہی کرنے والوں کے لیے قَعَدِیَة (عملاً بغاوت میں شریک نہ ہونے والے کی) اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

۱۔ شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

'والقعدية' قوم من الخوارج، كانوا يقولون بقولهم، ولا يرون الخروج بل يزينونه. (۱)

اور قَعَدِیَة خوارج کا ہی ایک گروہ ہے۔ یہ لوگ خوارج جیسے عقائد تو رکھتے تھے مگر خود مسلح بغاوت نہیں کرتے تھے بلکہ (وہ خوارج کی پشت پناہی کرتے ہوئے) اسے سراہتے تھے۔

۲۔ حافظ ابن حجر عسقلانی مقدمة فتح الباری میں ایک اور مقام پر لکھتے ہیں:

والخوارج الذين أنكروا على علي رضي الله عنه التحكيم وتبرءوا منه ومن عثمان رضي الله عنه وذريته وقاتلوهم فإن أطلقوا تكفيرهم فهم الغلاة منهم والقعدية الذين يزينون الخروج على الأئمة ولا يباشرون ذلک. (۲)

اور خوارج وہ ہیں جنہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فیصلۂ تحکیم (arbitration) پر اعتراض کیا اور آپ رضی اللہ عنہ سے، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے اور ان کی اولاد و اَصحاب سے برأت کا اظہار کیا اور ان کے ساتھ جنگ کی۔ اگر یہ مطلق تکفیر کے قائل ہوں تو یہی ان میں سے حد سے بڑھ جانے والا گروہ ہے جبکہ قَعَدِیَة وہ لوگ ہیں جو مسلم حکومتوں کے خلاف مسلح بغاوت اور خروج کو سراہتے اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں، لیکن خود براہِ راست اس میں شامل نہیں ہوتے۔

۳۔ اِسی طرح حافظ ابن حجر عسقلانی اپنی ایک اور کتاب 'تهذيب التهذيب' میں خوارج

(۱) عسقلاني، مقدمة فتح الباري: ۴۳۲

(۲) عسقلاني، مقدمة فتح الباري: ۴۵۹

کی پشت پناہی کرنے والوں کے بارے میں لکھتے ہیں:

’والقعد‘ الخوارج كانوا لا يرون بالحرب، بل ينكرون على أمراء الجور حسب الطاقة، ويدعون إلى رأيهم، ويزينون مع ذالک الخروج، ويحسنونه.(1)

اور قَعْدِیَة (خوارج کی پشت پناہی کرنے والے) وہ لوگ ہیں جو بظاہر خود مسلح جنگ نہیں کرتے بلکہ حسبِ طاقت ظالم حکمرانوں کا انکار کرتے ہیں اور دوسروں کو اپنی فکر و رائے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مسلح بغاوت اور خروج کو (مذہب کا لبادہ اوڑھا کر) سراہتے ہیں اور دہشت گرد باغیوں کو اِس کی مزید ترغیب دیتے ہیں۔

شارح صحیح البخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کے درج بالا اقتباسات سے یہ حقیقت آشکار ہوتی ہے کہ قَعْدِیَة بھی خوارج میں سے ہی ہیں یعنی انہی کا ایک فرقہ ہے۔ لیکن یہ گروہ کھل کر اپنی رائے کا اظہار نہیں کرتا اور پسِ پردہ رہ کر خوارج کی باغیانہ اور سازشی سرگرمیوں کے لیے منصوبہ بندی (planning) کرتا ہے۔ گویا یہ گروہ ماسٹر مائنڈ کے فرائض سرانجام دیتا ہے۔ اِس گروہ کا کام دلوں میں بغاوت اور خروج کے بیج بونا ہے، خاص طور پر جب یہ گفتگو کسی ایسے فصیح و بلیغ شخص کی طرف سے ہو جو لوگوں کو اپنی چرب زبانی سے دھوکہ دینے اور اسے سنتِ مطہرہ کے ساتھ گڈ مڈ کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو۔

(۱) عسقلاني، تهذيب التهذيب، ۸: ۱۱۴

باب نہم

دہشت گردی کے خاتمے میں عوام کا کردار

دہشت گردی کا مسئلہ قومی سطح پر ایک عذاب کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ کم و بیش گزشتہ تین دہائیوں سے پوری قوم اس عذاب میں گرفتار ہے۔ اس کی جڑیں بہت گہری ہیں۔ تیس سالوں میں جنم لے کر ایک عفریت بننے والے فتنے کے خاتمے کے لیے بھی کئی سالوں کی جد و جہد درکار ہوگی۔

دہشت گردی کے خاتمے کے لئے ہمیں دہشت گردی کے اسباب اور اس کے معاونین سے بھی جنگ کرنی ہوگی۔ پاکستان کی مسلح افواج مسلح دہشت گردوں سے قوت اور طاقت سے جنگ میں مصروف عمل ہیں۔ دوسری طرف عوامِ پاکستان کو دعوتی، تبلیغی اور تدریسی ہر طریقے سے دہشت گردی کے اسباب کا خاتمہ کرنا ہوگا اور اس کے معاونین کو علمی و فکری دلائل کے میدان میں شکست دے کر اس فکر کا خاتمہ کرنا ہوگا۔

اللہ رب العزت نے ظلم اور مسلح بغاوت کے خلاف جد و جہد کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

وَاِنْ طَآئِفَتٰنِ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَاج فَاِنْم بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَی الْاُخْرٰی فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللهِج فَاِنْ فَآءَتْ فَاَصْلِحُوْا بَیْنَهُمَا بِالْعَدْلِ وَاَقْسِطُوْاط اِنَّ اللهَ یُحِبُّ الْمُقْسِطِیْنَo[1]

اور اگر مسلمانوں کے دو گروہ آپس میں لڑائی کریں تو اُن کے درمیان صلح کرا دیا کرو، پھر اگر ان میں سے ایک (گروہ) دوسرے پر زیادتی اور سرکشی کرے تو اس (گروہ) سے لڑو جو زیادتی کا مرتکب ہو رہا ہے یہاں تک کہ وہ (قیامِ اَمن کے) حکمِ الٰہی کی

---

(۱) الحجرات، ۴۹: ۹

طرف لوٹ آئے، پھر اگر وہ رجوع کر لے تو دونوں کے درمیان عدل کے ساتھ صلح کرا دو اور انصاف سے کام لو، بے شک اللہ انصاف کرنے والوں کو بہت پسند فرماتا ہے○

دہشت گردوں (خوارج) سے جنگ پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

في رواية زيد بن وهب: 'لو يعلم الجيش الذين يصيبونهم ما قضى لهم على لسان نبيهم لنكلوا عن العمل'. وأخرج أحمد نحو هذا الحديث عن علي وزاد في آخره: 'قتالهم حق على كل مسلم'.[1]

زید بن وہب کی روایت میں ہے: 'خوارج کے ساتھ جنگ کرکے انہیں قتل کرنے والی مسلمان فوج (muslim army) اگر جان لیتی کہ ان کے لئے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے کس قدر اعلیٰ اور بلند مقام کا فیصلہ کر دیا گیا ہے تو وہ باقی سارے کام چھوڑ کر صرف (خوارج سے جنگ کرنے کا) یہی عمل اختیار کر لیتی۔ امام احمد بن حنبلؒ نے اسی طرح کی حدیث حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بیان کرکے اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی ذکر کیا ہے: قِتَالُهُمْ حَقٌّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ یعنی **ان باغی دہشت گردوں کے خلاف ریاستی سطح پر کی جانے والی کارروائی میں حصہ لینا ہر مسلمان پر فرض ہے۔**

ا۔ دہشت گردوں کے خلاف جنگ پوری قوم کی ذمہ داری ہے

دہشت گردی کے خلاف اجتماعی جدوجہد پوری قوم کا فریضہ ہے۔ فقہاء کرام نے اپنے فتاویٰ میں وضاحت کے ساتھ اس فریضے کا تذکرہ کیا ہے۔

(۱) ابن حجر عسقلانی، فتح الباری، ۱۲: ۲۸۸، ۲۸۹

امام کاسانی دہشت گردوں کی سزا اور عوام الناس کی ذمہ داریوں کی وضاحت کرتے ہوئے کہتے ہیں:

ولأنهم ساعون فی الأرض بالفساد، فیقتلون دفعا للفساد علی وجه الأرض. وإن قاتلهم قبل الدعوة لا بأس بذلک، لأن الدعوة قد بلغتهم لکونهم فی دار الإسلام ومن المسلمین أیضا. ویجب علی کل من دعاه الإمام إلی قتالهم أن یجیبه إلی ذلک، ولا یسعه التخلف إذا کان عنده غنا وقدرة لأن طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة فرض، فکیف فیما هو طاعة. (۱)

چونکہ وہ دہشت گردی کے مرتکب ہوتے ہیں سو انہیں دہشت گردی کے خاتمہ کی خاطر قتل کیا جائے گا۔ اور اگر حکومت انہیں (راہ راست پر آنے کی) دعوت دینے سے پہلے ہی ان کے ساتھ جنگ کرے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ دعوت انہیں پہنچ چکی ہے، وہ مسلم ملک میں ہیں اور مسلمانوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ ہر اس شخص پر واجب ہے جس کو حکومتِ وقت ان کے خلاف جنگ کرنے کی دعوت دے کہ وہ حکومت کی دعوت کو قبول کرے اور اس کے لئے جنگ سے پیچھے رہنے کی گنجائش نہیں ہے جبکہ وہ جنگ کی طاقت اور قدرت رکھتا ہو کیونکہ حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم کرنا جس میں کوئی معصیت نہ ہو فرض ہے، اور جو چیز ہو ہی معصیت سے خالی تو اس کو ماننا تو بدرجہ اولیٰ لازم ہے۔

۲۔ دہشت گردوں کے خلاف حکومت کی مدد عوام پر لازم ہے

جان و مال کی حفاظت چونکہ حکومت وقت کا فرض ہے اس لئے امن و امان برباد کرنے اور معاشرے میں خوف و ہراس پھیلانے والوں کے خلاف مسلم حکومت کا فریضہ ہے کہ

(۱) کاسانی، بدائع الصنائع، ۷: ۱۴۰

وہ ان سے آہنی ہاتھوں سے نمٹے تا کہ حکومتی نظم بحال ہو۔ ایسی صورت میں لوگوں پر ضروری ہے کہ وہ حکومت کی مکمل تائید کریں۔

دہشت گرد گروہ کے ساتھ جنگ کرنے کے حوالے سے اِمامِ اَعظم ابو حنیفہ اپنی کتاب **الفقه الأبسط** میں فرماتے ہیں:

فقاتل أهل البغي بالبغي لا بالكفر. وكن مع الفئة العادلة. ولا تكن مع أهل البغي. فإن كان في أهل الجماعة فاسدون ظالمون. فإن فيهم أيضاً صالحين يعينونک عليهم، وإن كانت الجماعة باغية فاعتزلهم واخرج إلى غيرهم. قال الله تعالى: ﴿اَلَمْ تَكُنْ اَرْضُ اللهِ وَاسِعَةً فَتُهَاجِرُوْا فِيْهَا﴾،[1] ﴿اِنَّ اَرْضِیْ وَاسِعَةٌ فَاِیَّایَ فَاعْبُدُوْنِ﴾[2].[3]

باغی اور دہشت گرد گروہ کے ساتھ جنگ کرو اس وجہ سے نہیں کہ وہ کفر پر ہیں بلکہ اس لیے کہ وہ باغی ہیں اور واجب القتل ہیں۔ وہ معاشرے میں بدامنی پھیلانے کے ذمہ دار ہیں۔ ہمیشہ کوشش کرنی چاہیے کہ معتدل فکر لوگوں کی سنگت اختیار کی جائے اور (اگر اتفاقاً ایسی نوبت آ جائے تو) معاشرے کو بد امنی اور فساد سے محفوظ رکھنے کے لئے حکومت کا ساتھ دیا جائے نہ کہ دہشت گرد باغیوں کا۔

فتاویٰ تاتارخانیة میں علامہ عالم بن العلاء الاندریتی الدہلوی (م ۷۸۶ھ) نے یہ فتویٰ دیا ہے:

يجب أن يعلم أن أهل البغي قوم من المسلمين، يخرجون على الإمام

---

(۱) النساء، ۴: ۹۷

(۲) العنكبوت، ۲۹: ۵۶

(۳) أبو حنيفه، الفقه الأبسط (فی العقيدة وعلم الكلام من أعمال الإمام محمد زاہد الكوثری)، باب فی القدر: ۲۰۶، ۲۰۷

العدل ويمتنعون عن أحكام أهل العدل، فالحكم فيهم أنهم إذا تجهزوا واجتمعوا حل لإمام أهل العدل أن يقاتلهم، وعلى كل من يقدر على القتال أن يقوم بنصرة إمام أهل العدل. (۱)

اس بات کا جاننا ازحد ضروری ہے کہ مسلمانوں میں سے وہ دہشت گرد اور باغی عناصر جو مسلم ریاست کے خلاف خروج یعنی مسلح جدوجہد کرتے ہیں اور عدالتی احکامات کے نفاذ کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں، ان کے متعلق حکم یہ ہے کہ جب وہ عسکری طور پر تیاری کر لیں اور مسلح کارروائی کے لئے جمع ہو جائیں تو حکومت کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ ان دہشت گرد باغیوں کے خلاف جنگ و قتال کرے اور اس ملک کے ہر اس شہری پر حکومت کی اعانت وحمایت لازم ہو جاتی ہے جو کسی حوالے سے بھی جنگ کی صلاحیت و استطاعت رکھتا ہے۔

علامہ عبد الرحمٰن الجزیری (م ۱۳۵۹ھ) 'الفقه على المذاهب الأربعة' میں جمہور فقہاء کی تائید کرتے ہوئے شر پسندوں کے خلاف جنگ کو ضروری قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

لو خرج جماعة على الإمام ومنعوا حقا لله أو لآدمي، أو أبوا طاعته يريدون عزله، ولو كان جائرا، فيجب على الإمام أن ينذر هؤلاء البغاة، ويدعهم لطاعته، فإن هم عادوا إلى الجماعة تركهم، وإن لم يطيعوا أمره قاتلهم بالسيف. (۲)

اگر لوگوں کا ایک گروہ مسلمان حکومت کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرے اور حقوق اللہ یا حقوق العباد کی ادئیگی میں رکاوٹ پیدا کرے یا حکومت کی معزولی کے ارادے سے اس کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے سے انکار کرے خواہ یہ حکومت خطا کار ہی ہو تو حکومت وقت پر لازم ہے کہ ان سرکشوں کو انجام بد سے ڈرائے اور انہیں حکومت کی اتھارٹی

(۱) اندريتي، الفتاوى التاتارخانية، ۴: ۱۷۲

(۲) جزيري، كتاب الفقه على المذاهب الأربعة، ۵: ۴۱۹

اور نظم کو ماننے کی دعوت دے، پس اگر وہ مسلمانوں کی ہیئت اجتماعی کی حاکمیت کی طرف پلٹ آئیں تو انہیں چھوڑ دیا جائے اور اگر وہ حکومت کی اتھارٹی کو تسلیم کرنے سے انکار کریں تو حکومت ان کے خلاف جنگ کرے۔

درج بالا فتاوی کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مذاہب اربعہ کے جملہ ائمہ کبار اس بات پر متفق ہیں کہ مسلم ریاست کے خلاف مسلح بغاوت جائز نہیں خواہ اس کی کچھ بھی تاویل کی جائے۔ ریاست کا نظم اور اتھارٹی قائم کرنا حکومت کی ذمہ داری ہے اور مسلم ریاست کے جملہ شہریوں کو مسلح بغاوت کی سرکوبی میں ریاست کی معاونت اور مدد کرنی چاہیے۔

شیخ عبد العزیز بن باز نوجوانوں اور دیگر تمام لوگوں کو خوارج کی تقلید سے منع کرتے ہوئے مذہبِ اہل سنت و جماعت پر چلنے کی نصیحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هذه حال الخوارج بسبب غلوهم وجهلهم وضلالهم، فلا يليق بالشباب ولا غير الشباب أن يقلدوا الخوارج، بل يجب أن يسيروا على مذهب أهل السنة والجماعة على مقتضى الأدلة الشرعية، فيقفوا مع النصوص كما جاءت، وليس لهم الخروج على السلطان من أجل معصية أو معاص وقعت منه، بل عليهم المناصحة بالمكاتبة والمشافهة، بالطرق الطيبة الحكيمة، وبالجدال بالتي هي أحسن، حتى ينجحوا، وحتى يقل الشر أو يزول ويكثر الخير. (1)

خوارج کے یہ حالات ان کے (دین میں) غلو اور ان کی جہالت و گمراہی کی وجہ سے ہی ہوئے تھے۔ اس لئے اب ان (مسلمان) نوجوانوں اور دیگر تمام لوگوں کے لئے ہرگز مناسب نہیں ہے کہ وہ خوارج کی تقلید کریں۔ بلکہ ضروری ہے کہ وہ شرعی دلائل کے تقاضوں کے مطابق مذہب اہل السنّت و الجماعت پر چلیں تا کہ وہ ان نصوص کے ساتھ وہی موقف اختیار کریں جس کے لئے وہ وارد ہوئی ہیں۔ اور ان کے لئے

(1) www.binbaz.org.sa/mat/1934

جائز نہیں ہے کہ وہ حکومت وقت کے خلاف، اس کی نافرمانی یا ان غلطیوں کے سبب جو اس سے سرزد ہوئی ہیں، مسلح بغاوت کریں بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ اس کو لکھ کر یا زبانی طور پر عمدہ حکمت بھرے طریقے اور احسن انداز سے بحث و مباحثہ کے ذریعے نصیحت کریں تا کہ وہ اس میں کامیاب ہوں، برائی کم ہو یا بالکل ختم ہو جائے اور بھلائی زیادہ ہو جائے۔

۳۔ دہشت گردوں کے خلاف غیر مسلموں سے مدد لینا بھی جائز ہے

فقہ حنفی کے معروف امام شمس الدین السرخسی (م۴۸۳ھ) خوارج کو نہ صرف باغی قرار دیتے ہیں بلکہ مسلم ریاست کے لیے ان کے خلاف غیر مسلموں سے مدد لینے کو بھی جائز قرار دیتے ہیں۔ اس سلسلے میں ان کا فتویٰ ہے کہ:

ولا بأس بأن يستعين أهل العدل بقوم من أهل البغى وأهل الذمة على الخوارج ...... لأنهم يقاتلون لإعزاز الدين.[1]

مسلم حکومت کا خوارج کے خلاف باغیوں اور غیر مسلم شہریوں سے مدد لینے میں کوئی حرج نہیں ہے...... کیوں کہ وہ کلمہ حق کی سربلندی کے لیے جنگ کر رہے ہیں۔

۴۔ دہشت گردوں سے جنگ کرنے والوں کے لیے اَجر و ثواب ہے

خوارج سے جنگ پر بحث کرتے ہوئے حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

فی رواية زيد بن وهب: 'لو يعلم الجيش الذين يصيبونهم ما قضى

(۱) سرخسی، المبسوط، باب الخوارج، ۱۰: ۱۳۴

لهم على لسان نبيهم لنكلوا عن العمل.[1]

زید بن وہب کی روایت میں ہے: ’خوارج کے ساتھ جنگ کرکے انہیں قتل کرنے والی مسلمان فوج اگر جان لیتی کہ ان کے لئے اپنے نبی ﷺ کی زبان سے کس قدر اعلیٰ اور بلند مقام کا فیصلہ کر دیا گیا ہے تو وہ باقی سارے کام چھوڑ کر صرف (خوارج سے جنگ کرنے کا) یہی عمل اختیار کر لیتی۔‘

۵۔ خوارج کو قتل کرنے پر اَجرِ عظیم کی بشارت دی گئی ہے

۱۔ امام احمد بن حنبل حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

سَيَخْرُجُ قَوْمٌ أَحْدَاثٌ أَحِدَّاءُ أَشِدَّاءُ، ذَلِقَةٌ أَلْسِنَتُهُمْ بِالْقُرْآنِ، يَقْرَءُوْنَهُ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ. فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَأَنِيْمُوْهُمْ، ثُمَّ إِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّهُ يُؤْجَرُ قَاتِلُهُمْ.[2]

عنقریب ایسے کم سِن لوگ نکلیں گے جو نہایت تیز طرار اور شدت پسند ہوں گے اور قرآن کو بڑی روانی سے پڑھنے والے ہوں گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے لیکن وہ ان

(۱) ابن حجر عسقلاني، فتح الباري، ۱۲: ۲۸۸، ۲۸۹

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۶، ۴۴

۲۔ حاكم، المستدرك، ۲: ۱۵۹، رقم: ۲۶۴۵

۳۔ ابن أبي عاصم، السنة، ۲: ۴۵۶، رقم: ۹۳۷

۴۔ عبد الله بن أحمد، السنة، ۲: ۶۳۷، رقم: ۱۵۱۹

۵۔ بيهقي، السنن الكبرى، ۸: ۱۸۷

امام احمد کی بیان کردہ روایت کے رجال ’صحیح مسلم‘ کے رجال ہیں، امام ابن ابی عاصم نے اس کی اسناد کو صحیح قرار دیا ہے اور امام حاکم نے اسے صحیح حدیث کہا ہے۔

کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔ سو جب تم ان سے ملو تو انہیں قتل کر دو، پھر جب (ان کا کوئی دوسرا گروہ نکلے اور) تم (میدانِ جنگ میں) انہیں ملو تو انہیں بھی قتل کر دو۔ یقیناً ان کے قاتل کو اَجر (عظیم) عطا کیا جائے گا۔

۲۔ حضرت عبد اللہ بن رباح انصاری ﷺ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت کعب ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

لِلشَّهِيْدِ نُوْرٌ وَلِمَنْ قَاتَلَ الْحَرُوْرِيَّةَ عَشْرَةُ أَنْوَارٍ (وفي رواية لابن أبي شيبة: فَضْلُ ثَمَانِيَةِ أَنْوَارٍ عَلَى نُوْرِ الشُّهَدَاءِ) وَكَانَ يَقُوْلُ لِجَهَنَّمَ سَبْعَةُ أَبْوَابٍ ثَلَاثَةٌ مِنْهَا لِلْحَرُوْرِيَّةِ. (۱)

شہید کے لئے ایک نور ہو گا اور اس شخص کے لئے دس نور ہوں گے جو حروریہ (خوارج) کے ساتھ جنگ کرے گا یعنی خوارج کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہو گا (اور ابن ابی شیبہ کی روایت میں ہے: (دیگر) شہداء کے نور کے مقابلہ میں اس کا نور آٹھ گنا زیادہ ہو گا)۔ اور آپ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ جہنم کے کل سات دروازے ہیں جن میں سے تین صرف حروریہ (یعنی خوارج) کے لئے مختص ہیں۔

۳۔ برائی کو روکنے کی فضیلت ایک اور حدیث مبارکہ میں ان الفاظ میں آئی ہے۔ امام احمد بن حنبل حضرت عبد الرحمٰن بن الحضرمی ﷺ سے روایت کرتے ہیں:

أَخْبَرَنِي مَنْ سَمِعَ النَّبِيَّ ﷺ يَقُوْلُ: إِنَّ مِنْ أُمَّتِي قَوْمًا يُعْطَوْنَ مِثْلَ أُجُوْرِ أَوَّلِهِمْ، فَيُنْكِرُوْنَ الْمُنْكَرَ. (۲)

---

(۱) ۱۔ عبد الرزاق، المصنف، ۱۰: ۱۵۵
۲۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۵۵۷، رقم: ۳۷۹۱۱

(۲) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۶۲، رقم: ۱۶۶۴۳
۲۔ أيضاً، ۵: ۳۷۵، رقم: ۲۳۲۲۹
۳۔ هيثمي، مجمع الزوائد، ۷: ۲۶۱، ۲۷۱

مجھے اس نے خبر دی جس نے حضور نبی اکرم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: بے شک میری اُمت میں ایک قوم ایسی ہوگی جس کو اُمت کے دورِ اول کے لوگوں کی طرح اجر دیا جائے گا۔ وہ برائی سے منع کرنے والے ہوں گے۔

٦۔ دہشت گردی کے خاتمے میں عوام کی ذمہ داریاں کیا ہیں؟

دہشت گردی کا مسئلہ ہمارا قومی مسئلہ ہے لہٰذا پوری قوم کو اس کے خلاف یکجا ہوکر جدوجہد کرنی ہوگی۔ اس سلسلہ میں ہر شخص کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر ہر ممکن جدوجہد کرنا ہوگی۔

(ا) انفرادی سطح پر ذمہ داریاں

ا۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے احکامات کی روشنی میں ایک حقیقی مسلمان کی علامات (امن و سلامتی) اپنے اندر پیدا کریں۔

٢۔ اپنی ذات، گھر خاندان اور کاروبار ہر جگہ تحمل اور برداشت کا رویہ اپنائیں۔

٣۔ افراد معاشرہ کا تعلق جس بھی قوم، برادری، رنگ و نسل یا مذہب سے ہو اسکا احترام کریں۔

٤۔ ہر قسم کی لڑائی، فتنہ و فساد اور ظلم سے اپنے آپ کو دور رکھیں۔

(٢) ملکی و قومی سطح پر ذمہ داریاں

ا۔ ایسا مرکز، مسجد یا مدرسہ جہاں سے تنگ نظری اور انتہاپسندی کا درس دیا جارہا ہو۔ لوگوں کو کافر و مشرک بنانے کے فتوے دیے جارہے ہوں، اپنے آپ کو، اپنی اولاد اور دوست احباب کو ان سے دور رکھیں۔

٢۔ ایسی مسجد، مدرسہ یا مبلغ کی مالی خدمت نہ کریں جو براہ راست یا بالواسطہ دہشت گردی اور دہشت گردوں کی حمایت کر رہے ہوں۔

۳۔ کفر وشرک کے فتاوی پر مشتمل کسی قسم کے لٹریچر کی اشاعت میں کسی قسم کی مالی مدد فراہم نہ کریں۔

۴۔ اپنے گردونواح پر نظر رکھیں۔مکان کرایہ پر دیتے ہوئے کرایہ دار کے مکمل کوائف اور شخصی ضمانت ضرور لیں۔

۵۔ حکومت کی طرف سے فراہم کردہ ٹیلی فون نمبرز پر مشکوک سرگرمیوں کی فوراً اطلاع کریں۔

۶۔ وہ تنظیمیں اور جماعتیں جنہیں حکومت نے کالعدم قرار دیا ہے ان کی کسی تقریب یا جلسے جلوس میں شریک نہ ہوں۔

۷۔ Peace Educeataion Programme کا عملاً حصہ بنیں اور معاشرے میں امن کے فروغ کے داعی بنیں۔

۸۔ کالعدم تنظیمیں کسی بھی دوسرے نام پر کسی بھی مذہبی، سیاسی، معاشرتی اور ہنگامی خدمت کے نام پر چندہ مانگیں تو انہیں ہرگز نہ دیا جائے۔

۹۔ ایسی تمام تنظیموں کی نقل وحرکت اور ملک دشمن سرگرمیوں سے آگاہی پر فوراً حکومت کے انتظامی اداروں کو آگاہ کریں اور براہ راست ان سے الجھنے یا مقابلہ کرنے کی کوشش نہ کریں۔

۷۔ اگر دہشت گردی کے خاتمے کی عوامی جد و جہد نہ کی گئی تو؟

دہشت گردی کا عذاب گزشتہ تیس سالوں سے ہم پر مسلط ہے۔ ساٹھ ہزار سے زائد افراد قربان ہو چکے ہیں۔ پورا ملک حالت جنگ میں ہے۔ملک کے تمام وسائل قوم کو سکیورٹی فراہم کرنے پر خرچ ہو رہے ہیں۔اس وقت دہشت گرد مکمل آمنے سانے آ کر حکومت اور مسلح

افواج کو کھلا چیلنج دے رہے ہیں۔ اگر ہم نے بحیثیتِ قوم اپنے دشمن کا ہر سطح پر مقابلہ نہیں کریں گے تو موجودہ حالات سے بھی بدترین حالات کا سامنا کرنا ہوگا۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے متعدد احادیث مقدسہ میں فرمایا تھا کہ اگر بحیثیت قوم مسلمانوں نے برائی کے خاتمے کی جدوجہد ترک کر دی تو ان پر عذاب مسلط کر دیے جائیں گے۔

۱۔ امام احمد بن حنبل، ترمذی اور ابن ماجہ حضرت حذیفہ بن یمان ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ، لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ أَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللهُ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِنْهُ. ثُمَّ تَدْعُوْنَهُ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ. (۱)

اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب بھیجے گا۔ پھر تم اسے (مدد کے لیے) پکارو گے تو تمہاری پکار کو ردّ کر دیا جائے گا۔

۲۔ امام طبرانی اور ابن ابی شیبہ حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

لَتَأْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، أَوْ لَيُسَلِّطَنَّ اللهُ عَلَيْكُمْ شِرَارَكُمْ. ثُمَّ يَدْعُوْ خِيَارُكُمْ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ. (۲)

---

(۱) ۱۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۵: ۳۹۱، رقم: ۲۳۳۷۵
۲۔ ترمذي، السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ۴: ۴۶۸، رقم: ۲۱۶۹
۳۔ ابن ماجه، السنن، كتاب الفتن، باب الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر، ۲: ۱۳۲۷، رقم: ۴۰۰۴

(۲) ۱۔ طبراني، المعجم الأوسط، ۲: ۹۹، رقم: ۱۳۷۹

تم ضرور بالضرور نیکی کا حکم دو گے اور برائی سے منع کرتے رہو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تم میں سے برے لوگوں کو تم پر مسلط کردے گا۔ پھر تمہارے اچھے لوگ اللہ تعالیٰ سے (مدد کی) دعا کریں گے لیکن ان کی دعا تمہارے حق میں قبول نہیں ہوگی۔

درج بالا اَحادیث سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ یہ وہ فریضہ ہے جو انفرادی زندگی کی آزمائشوں کا کفارہ بھی ہے اور دنیا میں عذابِ الٰہی کے راستے میں ڈھال بھی۔ اِس کو ترک کرنے سے قوم دنیوی عذاب کا شکار ہو جاتی ہے، دعاؤں کی قبولیت رک جاتی ہے اور ظالم و جابر، فاسق و فاجر، بدکردار اور خائن حکمران مسلط کر دیے جاتے ہیں۔

اگر ہم آج اپنے حالات کا جائزہ لیں تو یہ علامات ہمیں واضح طور پر نظر آ رہی ہیں۔ ہماری دعائیں قبول نہیں ہو رہیں، زمینی اور آسمانی آفات و بلیات کی کثرت ہے، بداَمنی، قتل و غارت گری، کرپشن، بد دیانتی، چوری، مہنگائی، بے روزگاری اور پریشاں حالی، الغرض کون کون سے عذاب ہیں جنہوں نے ہمیں نہیں گھیر رکھا۔

۳۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے اَمر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اَہم فریضے کو نظر انداز کرنے اور ایک مثال کے ذریعے اس مداہنت وچشم پوشی کے تباہ کن نتائج سے خبردار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

مَثَلُ الْمُدْهِنِ فِي حُدُوْدِ اللهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا مَثَلُ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا سَفِيْنَةً فَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَسْفَلِهَا وَصَارَ بَعْضُهُمْ فِي أَعْلَاهَا. فَكَانَ الَّذِي فِي أَسْفَلِهَا يَمُرُّوْنَ بِالْمَاءِ عَلَى الَّذِيْنَ فِي أَعْلَاهَا فَتَأَذَّوْا بِهِ. فَأَخَذَ فَأْسًا فَجَعَلَ يَنْقُرُ أَسْفَلَ السَّفِيْنَةِ. فَأَتَوْهُ فَقَالُوْا: مَا لَكَ؟ قَالَ: تَأَذَّيْتُمْ بِي وَلَا بُدَّ لِي مِنَ الْمَاءِ. فَإِنْ أَخَذُوْا عَلَى يَدَيْهِ أَنْجَوْهُ وَنَجَّوْا أَنْفُسَهُمْ، وَإِنْ تَرَكُوْهُ أَهْلَكُوْهُ

۲۔ ابن أبي شيبة، المصنف، ۷: ۴۶۰، رقم: ۳۷۲۲۱

۳۔ بزار، المسند، ۱: ۲۹۲، ۲۹۳، رقم: ۱۸۸

۴۔ أبو يعلى، المسند، ۸: ۳۱۳، رقم: ۲۹۱۶

وَأَهْلَكُوْا أَنْفُسَهُمْ. (۱)

اللہ تعالیٰ کی حدود کے بارے میں نرمی برتنے والے اور ان میں مبتلا ہونے والے کی مثال ان لوگوں جیسی ہے جنھوں نے کشتی میں (سفر کرنے کے سلسلے میں) قرعہ اندازی کی تو بعض کے حصے میں نیچے والا حصہ آیا اور بعض کے حصے میں اوپر والا۔ پس نیچے والوں کو پانی کے لیے اوپر والوں کے پاس سے گزرنا ہوتا تھا تو اس سے اوپر والوں کو تکلیف ہوتی تھی۔ چنانچہ (اس خیال سے کہ اوپر کے لوگوں کو ان کے آنے جانے سے تکلیف ہوتی ہے) نیچے والوں میں سے ایک شخص نے کلہاڑا لیا اور کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے لگا۔ تو وہ اس کے پاس آئے اور کہا: تجھے کیا ہوگیا ہے؟ اس نے کہا: تمہیں میری وجہ سے تکلیف ہوتی تھی اور پانی کے بغیر میرا گزارہ نہیں۔ پس اگر انہوں نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اور اسے بچا لیا تو خود بھی بچ گئے، اور اگر انہوں نے اسے چھوڑ دیا تو اسے بھی ہلاک کر دیا اور اپنے آپ کو بھی ہلاکت میں ڈال لیا۔

آئیں! ہم حضور نبی اکرم ﷺ کے حکم کے مطابق **نهی عن المنکر** (دہشت گردی کے خلاف جنگ) کریں تاکہ ملک پاکستان کو ان دہشت گردوں سے پاک کر کے امن و سلامتی کا گہوارہ بنا سکیں۔

---

(۱) ۱۔ بخاري، الصحيح، كتاب الشهادات، باب القرعة في المشكلات، ۲: ۹۵۴، رقم: ۲۵۴۰

۲۔ ترمذي، السنن، كتاب الفتن، باب ما جاء في تغيير المنكر باليد أو باللسان أو بالقلب، ۴: ۴۷۰، رقم: ۲۱۷۳

۳۔ أحمد بن حنبل، المسند، ۴: ۲۷۰

۴۔ بزار، المسند، ۸: ۲۳۸، رقم: ۳۲۹۸

۸۔ ایک اِشکال کا اِزالہ (حسنِ نیت سے بدی نیکی نہیں بن سکتی)

آخر میں یہ نکتہ بھی واضح کرنا چاہیں گے کہ اگر قتل و غارت اور تخریب کاری کے پیچھے کوئی نیک نیت اور اچھا مقصد کارفرما ہو، تو سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اس نیک نیتی کے باعث ظلم و بربریت کا عمل جائز قرار پاسکتا ہے؟ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ خودکش دھماکے غلط سہی؛ لوگوں کا قتلِ عام بھی برا سہی؛ ملک میں فتنہ و فساد پھیلانا بھی حرام سہی؛ تعلیمی، تربیتی، صنعتی، تجارتی اور عوامی فلاح و بہبود کے مراکز کو تباہ و برباد کرنا بھی گناہِ عظیم سہی؛ مگر کرنے والوں کی نیت نیک ہوتی ہے اور وہ یہ سب کچھ غیر ملکی ظلم و بربریت اور مسلمانوں پر کی جانے والی جارحیت کے ردِّ عمل کے طور پر جہاد سمجھ کر کرتے ہیں، لہٰذا ان کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔

اس کا مختصراً جواب یہ ہے کہ قربِ اِلٰہی کے حصول کی نیت سے کی جانے والی بت پرستی کو قرآن حکیم نے ردّ کر دیا۔ اس حقیقت کو قرآن و سنت میں بڑی وضاحت و تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ تفہیم کے لئے چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے:

اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ط وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ م مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ط اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ. (۱)

(لوگوں سے کہہ دیں:) سُن لو! طاعت و بندگی خالصتاً اللہ ہی کے لیے ہے، اور جن (کفّار) نے اللہ کے سوا (بتوں کو) دوست بنا رکھا ہے، وہ (اپنی بُت پرستی کے جھوٹے جواز کے لیے یہ کہتے ہیں کہ) ہم اُن کی پرستش صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کا مقرّب بنا دیں، بے شک اللہ اُن کے درمیان اس چیز کا فیصلہ فرما دے گا جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں، یقیناً اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں فرماتا جو جھوٹا ہے، بڑا ناشکر گزار ہےo

---

(۱) الزمر، ۳۹: ۳

مشرکینِ مکہ سے جب ان کی بت پرستی کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کی عبادت محض اس لئے کرتے ہیں کہ یہ ہمیں اس پوجا کے عوض اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کریں گے۔ قربِ الٰہی کے حصول کی نیت اچھی ہے مگر بت پرستی کفر و شرک ہے۔ سو ایک اچھی خواہش اور نیک نیت کے باعث بت پرستی کے مشرکانہ فعل کو جواز نہیں مل سکا۔

اِسی طرح دہشت گردوں کا دعویٰ اِصلاح بھی قبول نہیں ہوگا کیونکہ دہشت گرد اپنے عمل سے اِصلاح نہیں بلکہ خونریزی اور فساد انگیزی کا ثبوت دیتے ہیں۔ اِرشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ○ وَاِذَا تَوَلّٰى سَعٰى فِي الْاَرْضِ لِيُفْسِدَ فِيْهَا وَيُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ ط وَاللهُ لَا يُحِبُّ الْفَسَادَ ○ وَاِذَا قِيْلَ لَهُ اتَّقِ اللهَ اَخَذَتْهُ الْعِزَّةُ بِالْاِثْمِ فَحَسْبُهٗ جَهَنَّمُ ط وَلَبِئْسَ الْمِهَادُ ○[1]

اور لوگوں میں کوئی شخص ایسا بھی (ہوتا) ہے کہ جس کی گفتگو دنیاوی زندگی میں تجھے اچھی لگتی ہے اور وہ اللہ کو اپنے دل کی بات پر گواہ بھی بناتا ہے، حالاں کہ وہ سب سے زیادہ جھگڑالو ہے○ اور جب وہ (آپ سے) پھر جاتا ہے تو زمین میں (ہر ممکن) بھاگ دوڑ کرتا ہے تاکہ اس میں فساد انگیزی کرے اور کھیتیاں اور جانیں تباہ کر دے، اور اللہ فساد کو پسند نہیں فرماتا○ اور جب اسے اس (ظلم و فساد پر) کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو اس کا غرور اسے مزید گناہ پر اکساتا ہے، پس اس کے لیے جہنم کافی ہے اور وہ یقیناً برا ٹھکانا ہے○

اِن آیاتِ مبارکہ میں بھی یہی بات سمجھائی گئی ہے کہ کئی لوگ ایسی گفتگو کریں گے جو ظاہری دلائل کے تناظر میں اچھی لگے گی۔ وہ لوگ اپنی نیک نیتی پر قسمیں کھائیں گے اور اپنے اچھے مقاصد اور نیک اہداف پر اللہ تعالیٰ کو گواہ بھی بنائیں گے، مگر ان کے ایسے قول و شہادت کے باوجود باری تعالیٰ نے انہیں فسادی اور شر پسند قرار دیا ہے اور ان کے لئے عذابِ جہنم کا

---

(۱) البقرۃ، ۲: ۲۰۴-۲۰۶

اعلان فرمایا ہے۔ گویا ان شر پسندوں کی طرف سے اپنی نیتوں پر قسمیں کھانا اس لئے ردّ کر دیا گیا کہ ان کا عمل واضح طور پر دہشت گردی اور فساد انگیزی پر مشتمل ہے۔ لہٰذا ان کی مجرمانہ کارروائیوں کو اُن کی نیتوں اور ارادوں کی صفائی میں کھائی گئی قسموں سے جواز اور معافی نہیں مل سکی۔

یہ معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح نیت کے اچھا ہونے سے فعلِ حرام جائز قرار نہیں پا سکتا، ارادے کے نیک ہونے سے کفریہ فعل درست قرار نہیں پا سکتا اور مقاصد کے پاک ہونے سے ناپاک فعل طاہر و مطہّر نہیں ہوسکتا؛ اسی طرح جہاد کی نیت اور ارادہ کر لینے سے فساد کبھی جائز نہیں ہو سکتا۔ دینِ اسلام کی حفاظت، غیر ملکی جارحیت اور اُمتِ مسلمہ پر ہونے والی ناانصافیوں اور زیادتیوں کے اِنتقام کی نیت اور ارادہ کر لینے سے پُراَمن شہریوں کا قتلِ عام، عوامی اَملاک، مساجد اور آبادیوں کی تباہی و بربادی اور بے دریغ ظلم و بربریت کبھی حلال نہیں ہوسکتی۔ اِسی طرح اَحکامِ اِسلام اور نظامِ عدل کے نفاذ کی نیت سے دہشت گردی اور قتل و غارت گری کبھی جائز نہیں ہوسکتی اور نہ ہی اِن مذموم کارروائیوں کے لئے کوئی استثنا یا معافی و رخصت کی صورت نکل سکتی ہے۔ ایسے باغیانہ اور مفسدانہ گروہوں کے بارے میں قرآن حکیم ارشاد فرماتا ہے:

اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا○ (1)

یہ وہ لوگ ہیں جن کی ساری جد و جہد دنیا کی زندگی میں ہی برباد ہوگئی اور وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بڑے اچھے کام انجام دے رہے ہیں○

قرآن و حدیث کے عمیق مطالعے سے یہ بات بلا خوفِ تردید کہی جا سکتی ہے کہ اسلام جائز مقاصد کو صرف جائز طریقوں سے پانے، نیک اَہداف کو صرف حلال وسائل سے حاصل کرنے اور پاکیزہ منازل تک صرف درست وسائط سے پہنچنے کی شرط عائد کرتا ہے۔ پاک

(۱) الکہف، ۱۸:۱۰۴

منزل کبھی پلید راستے سے نہیں ملتی۔ مسجد کی تعمیر بڑا نیک کام ہے لیکن بینک میں ڈاکہ ڈال کر اس کی تعمیر کو کسی صورت میں جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔ رحم کے مقاصد کبھی ظالمانہ طریقوں سے حاصل نہیں ہوتے اور مومنانہ عزائم کبھی کافرانہ روش سے پورے نہیں ہوتے۔ مختصر یہ کہ خیر، خیر ہی کے طریق سے آتی ہے، شر کے طریق سے نہیں۔ یہ اس دین کی عظمت اور طہارت ہے کہ اس نے منزل اور راستہ دونوں کی اصلاح و تطہیر کی ہے، مقصد اور طریقہ دونوں کو پاکیزہ اور مہذب بنایا ہے۔

جو لوگ اپنی ظالمانہ روِش اور مذموم کردار کے جواز کے لیے **إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّات** (اَعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے) سے اِستدلال کرتے ہیں، ان کی تمام تاویلات فاسد اور باطل ہیں۔ وہ کبھی بھی غلط کام کو درست نہیں کرسکتیں اور اِس حدیثِ نبوی کا تعلق صرف اُن اعمال سے ہے جو بظاہر جائز، مشروع اور صالح ہوں۔ ان کی قبولیت کا مدار صحتِ نیت پر رکھا گیا ہے یعنی اگر نیت میں اخلاص ہے تو اَعمال قبول ورنہ ردّ کر دیے جائیں گے۔ اگر نیت اچھی نہیں ہوگی یا مطلوبہ نیت مفقود ہوگی تو وہ اعمال ظاہراً اچھے ہو کر بھی عبادت نہیں بنتے۔ وہ مردود ہو سکتے ہیں یا بے اَجر ہو سکتے ہیں۔ مگر جو اعمال اپنے وجود میں ہی ممنوع، ظلم، حرام یا کفر ہوں، انہیں اچھی سے اچھی نیت بلکہ کئی اچھی نیتیں مل کر بھی مقبول، جائز یا ماجور نہیں بنا سکتیں۔ یہ ایسا متفقہ شرعی کلیہ اور اسلامی قاعدہ ہے کہ صحابہ و تابعین سے لے کر فقہاء و محدّثین اور علماء و محققین میں سے کسی نے بھی تا حال اس سے کبھی اختلاف نہیں کیا۔ نیز **إنما الأعمال بالنيات** کا ایک مفہوم یہ بھی ہے کہ نیتوں کے مطابق ہی اَعمال کا صدور ہوتا ہے، یعنی جیسی نیت اور ارادہ ہوگا ویسے ہی اَفعال سرزد ہوں گے۔ چنانچہ ایک دہشت گرد کی قتل و غارت اور لوٹ مار اس کے خبثِ نیت یعنی اُس کے مذموم عقائد و نظریات کی غماز ہے نہ کہ صالح نظریات کی۔ ظلم و ستم اُس کی سنگ دلی کی علامت ہے نہ کہ رحم دلی کی۔ لہٰذا باغی، مجرم، شرپسند، ظالم اور جابر لوگ اپنی غلط کارروائیوں کے جھوٹے جواز کے لئے جو چاہیں تاویلات وضع کرتے رہیں ان کا اسلامی تعلیمات سے ہرگز کوئی تعلق نہیں ہوگا۔

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی

کتب برائے مطالعہ و تدریس

گزشتہ صفحات میں ہم نے تمام موضوعات سے متعلقہ کتب اور ان کے حوالہ جات تفصیلاً درج کر دیے ہیں۔

ذیل میں شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کی اُن کتب کی فہرست دی جا رہی ہے جو موضوعِ زیر بحث کا مکمل مواد فراہم کرتی ہیں:

1۔ دہشت گردی اور فتنہ خوارج (مبسوط تاریخی فتویٰ)

2۔ اِسلام میں اِنسانی حقوق

3۔ اِسلامی ریاست میں غیر مسلم کے جان و مال کا تحفظ

4۔ اِسلام میں اَقلیتوں کے حقوق

5۔ اسلام میں عمر رسیدہ اور معذور افراد کے حقوق

6۔ اِسلام اور اَہلِ کتاب (تعلیماتِ قرآن و سُنّت اور تصریحاتِ اَئمہ دین)

7۔ خونِ مسلم کی حرمت

8۔ لَا إِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ کا قرآنی فلسفہ

9۔ جہاد اور بلادِ عالم

10۔ الجہاد الاکبر

11۔ اسلام میں محبت اور عدمِ تشدد

12۔ مقدّمہ سیرۃُ الرسول ﷺ (حصہ اَوّل)

13۔ مقدّمہ سیرۃُ الرسول ﷺ (حصہ دُوُم)

14۔ سیرۃُ الرسول ﷺ (جلد ہفتم: فلسفہ جنگ و اَمن)

15۔ اِقتصادیاتِ اِسلام

16۔ اِسلام اور کفالتِ عامہ

17۔ اَلْبَيَان فِي رَحْمَةِ الْمَنَّان ﴿رحمتِ اِلٰہی پر اِیمان اَفروز احادیثِ مبارکہ کا مجموعہ﴾

18۔ اَلْوَفَا فِي رَحْمَةِ النَّبِيِّ الْمُصْطَفٰی ﷺ ﴿جمیع خلق پر حضور نبی اکرم ﷺ کی رحمت و شفقت﴾

19۔ سلسلۂ اَربعینات: اَلْعَطَاءُ الْعَمِيْم فِي رَحْمَةِ النَّبِيّ الْعَظِيْم ﷺ ﴿رحمتِ مصطفٰی ﷺ﴾

20۔ اَلْأَحْكَامُ الشَّرْعِيَّة فِي كَوْنِ الْإِسْلَامِ دِيْنًا لِخِدْمَةِ الْإِنْسَانِيَّة (اِسلام اور خدمتِ اِنسانیت)

21۔ مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ، باب: حُقُوْقُ عَامَّةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْعَلَاقَةُ بَيْنَهُمْ

22۔ مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ، باب: حُقُوْقُ غَيْرِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْعَلَاقَةُ مَعَهُمْ

23۔ مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ، باب: حُقُوْقُ الضُّعَفَاءِ وَالْمَسَاكِيْنِ

24۔ مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ، باب: فَضْلُ الآدَابِ الْحَسَنَةِ

25۔ مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ، باب: فَضْلُ التَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ

وَالصَّلَاحِ

26۔ مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ، باب: كَثْرَةُ طُرُقِ الْخَيْرِ

27۔ مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ، اَلْجُزْء: اَلْأَخْلَاقُ الْحَسَنَةُ وَفَضْلُهَا

28۔ مَعَارِجُ السُّنَن لِلنَّجَاةِ مِنَ الضَّلَالِ وَالْفِتَنِ، الْجُزْء: حُقُوْقُ وَوَاجِبَاتُ الْوُلَاةِ وَالْمُوَاطِنِيْنَ

29۔ اللُّبَابُ فِي الْحُقُوْقِ وَالآدَابِ ﴿انسانی حقوق و آداب ...... اَحادیثِ نبوی کی روشنی میں﴾

30۔ مِنْهَاجُ السَّلَامَة فِي الدَّعْوَةِ إِلَى الْإِقَامَة ﴿اِقامتِ دین اور اَمن وسلامتی کی راہ﴾

31۔ تُحْفَةُ النُّقَبَاء فِي فَضِيْلَةِ الْعِلْمِ وَالْعُلَمَاء ﴿فروغِ علم وشعور کی اَہمیت وفضیلت﴾

32۔ سلسلۂ اَربعینات: نُوْرُ الْمِشْكَاة فِي فَضْلِ الزَّكَاة ﴿فضائلِ زکوٰۃ﴾

33۔ سلسلۂ اَربعینات: اَلثَّمَرَاتُ فِي فَضَائِلِ الصَّدَقَات ﴿فضائلِ صدقات و خیرات﴾

34۔ سلسلۂ اَربعینات: اَلْإِدْرَاك فِي فَضْلِ الْإِنْفَاقِ وَذَمِّ الْإِمْسَاكِ ﴿اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی فضیلت﴾

35۔ سلسلۂ اَربعینات: اَلرَّحَمَات فِي إِيْصَالِ الثَّوَابِ إِلَى الْأَمْوَات ﴿اِیصالِ ثواب﴾

36۔ سلسلۂ اَربعینات: جَلَاءُ الصُّدُوْر فِي زِيَارَةِ الْقُبُوْر ﴿فضیلتِ زیارتِ قبور﴾

37۔ اَلْإِنْتِبَاهُ لِلْخَوَارِجِ وَالْحَرُوْرَاءِ

38۔ تحریک منہاج القرآن کا تصورِ دین

39۔ فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟

40۔ عصرِ حاضر اور اِجماعِ اُمت

تصوف کا پیغامِ اَمن

58۔ ذکرِ الٰہی

59۔ محبتِ الٰہی

60۔ خشیتِ الٰہی اور اُس کے تقاضے

61۔ تذکرے اور صحبتیں

62۔ اَخلاقُ الانبیاء

63۔ صفائے قلب و باطن

64۔ فسادِ قلب اور اُس کا علاج

65۔ زندگی نیکی اور بدی کی جنگ ہے

66۔ ہر شخص اپنے نشۂ عمل میں گرفتار ہے

67۔ ہمارا اَصلی وطن

68۔ جرم، توبہ اور اِصلاحِ اَحوال

69۔ طبقاتُ العباد (اللہ تعالیٰ کے محبوب و مغضوب بندوں کا بیان)

70۔ فطرت کا قرآنی تصوّر

71۔ تربیت کا قرآنی منہاج

72. *Fatwa on Terrorism and Suicide Bombings*

73. *Islam on Mercy & Compassion*

74. *Muhammad ﷺ: The Merciful*

75. *Muhammad ﷺ: The Peacemaker*

76. *Islamic Means of Peace*

77. *Islam on Serving Humanity*
78. *Islam on Love & non-Violence*
79. *The Constitution of Medina (63 Constitutional Articles with English and Urdu Translations along with References)*
80. *The Supreme Jihad*
81. *Relations of Muslims and Non-Muslims*
82. *Peace, Integration and Human Rights*
83. *Righteous Character & Social Interactions (*al-Minhaj al-Sawi *[Part II])*
84. *Divine Pleasure (The Ultimate Ideal)*
85. *Qur'anic Philosophy of Benevolence (Ihsan)*
86. *Islamic Spirituality & Modern Science (The Scientific Bases of Sufism)*
87. *Teachings of Islam Series: Peace and Submission*
88. *Teachings of Islam Series: Faith*
89. *Teachings of Islam Series: Spiritual & Moral Excellence*
90. *Teachings of Islam Series: Zakah and Charity.*

شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے

دروس وخطبات

امن و سلامتی، رحمت اور محبتِ انسانیت و عدم تشدد جیسے سیکڑوں موضوعات پر شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری کے ہزاروں لیکچرز اور خطبات و دروس موجود ہیں۔ تاہم طوالت کے خوف سے ذیل میں آپ کے بعض منتخب اُردو اور انگریزی خطابات کی فہرست دی جا رہی ہے جو موضوعِ زیرِ بحث پر مواد فراہم کرتے ہیں۔ (ان کے خطابات کی تفصیلی فہرست آن لائن اِس لنک پر ملاحظہ کی جاسکتی ہے: www.deenislam.com/fehrist/)

ا۔ اُردو خطابات

(ا) محبت و رحمت اور اَمن و سلامتی

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
1	Er–1	حضور ﷺ بحیثیتِ رحمۃ للعالمین	لاہور	28 جنوری 1983ء
2	Er–2	حضور ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا (تکمیلِ دین کے حوالے سے)	ننکانہ	20 اپریل 1986ء
3	Er–3	محبوب! یہ تیرے رب کی رحمت کا بیان ہے	لاہور	05 دسمبر 1991ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
4	Er–4	ساری کائنات رحمتِ مصطفیٰ ﷺ کی محتاج ہے	لاہور	13 دسمبر 1991ء
5	Fm–36	انسانی شخصیت کا روحانی اور اخلاقی پہلو (رحمت)	لاہور	یکم مارچ 2002ء
6	Fm–37	رحمت، دل کا غنی ہونا ہے	لاہور	10 مئی 2002ء
7	Fm–41	تصورِ محبت		29 جنوری 1999ء
8	Eu–67	محبت (میلادِ مصطفیٰ ﷺ کانفرنس)	نیو جرسی، امریکہ	29 مئی 2011ء
9	Fq–2	ارادہ، رحمت اور محبت (قرآن اور تصورَ محبت)	لاہور	05 جون 1987ء
10	Fq–3	معنیٰ محبت (قرآن اور تصور محبت)	لاہور	12 جون 1987ء
11	Fq–4	محبتِ اِلٰہی، اللہ کی بندے سے محبت (قرآن اور تصورِ محبت)	لاہور	19 جون 1987ء
12	Fq–5	محبتِ اِلٰہی، اللہ کی بندے سے محبت (قرآن اور تصورِ محبت)	لاہور	26 جون 1987ء
13	Fq–6	ذکرِ الٰہی (قرآن اور تصورِ محبت)	لاہور	03 جولائی 1987ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
14	Fq–9	اطاعتِ الٰہی (علاماتِ محبت)	لاہور	24 جولائی 1987ء
15	Fq–10	حکمِ الٰہی اور اَحوالِ محبت (مقام تفرقہ و جمع)	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاون، لاہور	17 ستمبر 1993ء
16	Fq–11	تصورِ محبت [قرآن و حدیث کی روشنی میں (والیم 1)]	جامع مسجد منہاج القرآن، ماڈل ٹاون، لاہور	05 مارچ 1999ء
17	Fq–12	تصورِ محبت [قرآن و حدیث کی روشنی میں (والیم 2)]		12 مارچ 1999ء
18	Fq–19	اسلام دینِ محبت ہے	ریجنٹ پلازہ، کراچی	28 فروری 2009ء
19	Ha–39	بنیاد پرستی (مغرب کی تنقید اور حقیقت حال)	آواری ہوٹل	30 نومبر 1995ء
20	Ha–44	اسلام دینِ آسان و رحمت ہے (اسلام میں انسانی حقوق اور تصورِ امن۔ نشست اول)	شہرِ اعتکاف، لاہور	23 ستمبر 2008ء
21	Ha–51	اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت و رحمت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 1)		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
22	Ha-52	اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت و رحمت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 2)		2009ء
23	Ha-53	اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت و رحمت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 3)		2009ء
24	Ha-54	اللہ تعالیٰ کی شانِ ربوبیت و رحمت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 4)		2009ء
25	Ha-55	وسعتِ رحمتِ الٰہی (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 5)		2009ء
26	Ha-56	وسعتِ رحمتِ الٰہی (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 6)		2009ء
27	Ha-57	وسعتِ رحمتِ الٰہی (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 7)		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
28	Ha-58	اسلامی قوانین کا فلسفہ یسر (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 8)		2009ء
29	Ha-59	اسلامی قوانین کا فلسفہ یسر (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 9)		2009ء
30	Ha-60	اسلامی قوانین کا فلسفہ یسر (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 10)		2009ء
31	Ha-61	وسعتِ رحمتِ الٰہی (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 11)		2009ء
32	Ha-62	وسعتِ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 12)		2009ء
33	Ha-63	وسعتِ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ (اسلام دین امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 13)		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
34	Ha-64	وسعتِ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 14)		2009ء
35	Ha-65	وسعتِ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 15)		2009ء
36	Ha-66	وسعتِ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 16)		2009ء
37	Ha-67	وسعتِ رحمتِ مصطفیٰ ﷺ (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 17)		2009ء
38	Ha-68	حضور ﷺ کی صحابہ کرام پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 18)		2009ء
39	Ha-69	حضور ﷺ کی گنہگاروں اور نافرمانوں پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 19)		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
40	Ha-70	حضور ﷺ کی گنہگاروں اور نافرمانوں پر رحمت وشفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 20)		2009ء
41	Ha-71	حضور ﷺ کی دیہاتیوں اور اَن پڑھوں پر رحمت وشفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 21)		2009ء
42	Ha-72	حضور ﷺ کی کمزوروں، فقراء، مساکین پر رحمت وشفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 22)		2009ء
43	Ha-73	حضور ﷺ کی خواتین پر رحمت وشفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 23)		2009ء
44	Ha-74	حضور ﷺ کی بچوں پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 24)		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
45	Ha-75	حضور ﷺ کی بچوں پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 25)		2009ء
46	Ha-76	حضور ﷺ کی بچوں پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 26)		2009ء
47	Ha-77	حضور ﷺ کی یتیموں، بیواؤں اور خادموں پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 27)		2009ء
48	Ha-78	حضور ﷺ کی کمزوروں، فقراء، مساکین پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 28)		2009ء
49	Ha-79	حضور ﷺ کی کفار و مشرکین پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 29)		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
50	Ha-80	حضور ﷺ کی کفار و مشرکین پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 30)		2009ء
51	Ha-81	حضور ﷺ کی کفار و مشرکین پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 31)		2009ء
52	Ha-82	حضور ﷺ کی کفار و مشرکین پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 32)		2009ء
53	Ha-83	حضور ﷺ کی جانوروں پر رحمت و شفقت (اسلام دینِ امن و رحمت ہے۔ قسط نمبر: 33)		2009ء
54	Ha-84	سلام کا مفہوم اور اسلام کا پیغام امن و سلامتی	لندن	27 جون 2009ء
55	Ha-86	اسلام دینِ امن ہے	سلطنت آف عمان	16 جنوری 2004ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
56	Ha-44	اسلام دینِ آسان و رحمت ہے (اسلام میں انسانی حقوق اور تصورِ امن۔نشست اول)	شہرِ اعتکاف، لاہور	23 ستمبر 2008ء
57	Ha-87	اسلام کا پیغامِ امن و بین المذاہب رواداری	ٹینس پویلین، بنگلور	10 مارچ 2012ء
58	Ha-89	اسلام دینِ امن و سلامتی ہے (یورپین پیس کانفرنس 2012ء)	کوپن ہیگن، ڈنمارک	09 ستمبر 2012ء
59	Ha-90	حضور ﷺ کی امن پسندی و انسانیت نوازی	پی سی ہوٹل، لاہور	07 فروری 2013ء
60	Ha-95	محبتِ انسانیت اور عدم تشدد (31ویں عالمی میلاد کانفرنس)	مینار پاکستان، لاہور	03 جنوری 2015ء
61	Hb-74	دہشت گردی اور فتنہ خوارج کے بارے میں فتویٰ	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	05 دسمبر 2009ء
62	Hb-75	دہشت گرد موجودہ دور کے خوارج ہیں	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	10 دسمبر 2009ء
63	Hb-76	دہشت گردی اور فتنہ خوارج پر فتویٰ	نئی دہلی، انڈیا	22 فروری 2012ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
64	Hc-6/2	حضور ﷺ کو اپنی امت سے کتنا پیار ہے؟	الحمرا آرٹس کونسل، لاہور	18 دسمبر 1987ء
65	Ie-15	دین میں امن کی اہمیت	انجینئرنگ یونیورسٹی، لاہور	19 نومبر 1997ء

(۲) اِتحادِ اُمت

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
66	Ie-1	اسلام اور فرقہ پرستی	لاہور	25 مارچ 1983ء
67	Ie-2	اسلام اور فرقہ پرستی	لاہور	01 اپریل 1983ء
68	Ie-3	اسلام اور فرقہ پرستی	لاہور	08 اپریل 1983ء
69	Ie-4	اسلام اور فرقہ پرستی	لاہور	15 اپریل 1983ء
70	Ka-4	اتحاد بین المسلمین	پی ٹی وی، لاہور	1986
71	Ie-5	اُمتِ مسلمہ کا اِتحاد اور تفرقہ و انتشار کا انجام	لاہور	26 ستمبر 1986ء
72	Ie-6	ربط توحید و رسالت اور اِتحادِ امت	خیطان جدید مدرسہ شعب الباکستانی، کویت	23 اپریل 1987ء
73	Eu-13	اِتحادِ اُمت کے لیے محبتِ رسول ﷺ کا لزوم	دیوان رفاعی، کویت	24 اپریل 1987ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
74	Et-1	اِتحادِ اُمت اور نسبتِ رسالت کے تقاضے: محبت، ادب، اطاعت اور نصرت	مدرسہ معہد الایمان شرعی، فحاحیل روڈ، کویت	25 اپریل 1987ء
75	Ie–7	منہاج القرآن انٹرنیشنل اسلامک کانفرنس	ویمبلے ہال لندن، یوکے	19 جون 1988ء
76	Ia-34	تحریک منہاج القرآن کے عناصر اربعہ (تصوف، عشق رسول ﷺ، اِتحادِ اُمت، انقلاب)	فتح جنگ، اٹک	05 اگست 1989ء
77	Ie–9	اتحاد بین المسلمین ہماری پہچان ہے (منہاج القرآن کانفرنس)	ٹنڈو الہ یار	02 اکتوبر 1989ء
78	Ie–10	اُمتِ محمدیہ کے حقوق اور اتحاد امت کی ضرورت	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	22 فروری 1990ء
79	Ie–11	فرقہ پرستی کا خاتمہ کیونکر ممکن ہے؟	جنگ فورم	15 اکتوبر 1991ء
80	Ie–12	اِتحادِ اُمت اور ہماری ذمہ داریاں (منہاج القرآن کانفرنس)	راولپنڈی	19 اپریل 1992ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
81	Hl-25	اِحیاے اسلام، اِتحادِ اُمت اور تحریک منہاج القرآن		08 اکتوبر 1992ء
82	Ia-44	اِتحادِ اُمت اور علماء اَہلِ سنت کی ذمہ داریاں	تاج محل ھال، لاہور	14 اگست 1994ء
83	Ie–13	فرقہ واریت کے خلاف جہاد اور ہماری ذمہ داریاں	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	20 جنوری 1995ء
84	Ie–14	اِتحادِ اُمت کانفرنس	نیا لاہور	مارچ 1995ء
85	Ib-27	اِتحادِ اُمت میں حائل مشکلات اور ان کا حل	شہر اعتکاف، لاہور	03 فروری 1997ء
86	Ie–17	پاکستان میں فرقہ واریت کے اسباب	لاہور	12 جنوری 2001ء
87	Ie–18	مساجد کے نام پر تفرقہ وتخریب کے مراکز	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	11 جنوری 2002ء
88	Ie–19	اِتحادِ اُمت کیونکر ممکن ہے؟	ہانگ کانگ	06 فروری 2000ء
89	Ie–20	اِتحادِ اُمت اور علماء اہلِ سنت کی ذمہ داریاں	تاج محل شادی ھال، لاہور	06 مارچ 1995ء
90	Ie–22	اِتحادِ اُمت اور سیرت نبوی	حیدر آباد دکن، انڈیا	02 مارچ 2012ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
91	Ie–21	عصر حاضر اور اجماع امت (مشائخ کانفرنس)	برمنگھم، یوکے	11 اگست 2009ء

(۳) ریاست اور تعمیر ملّت

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
92	Ha–28	اسلام اور سماجی بہبود	کوٹلی، آزاد کشمیر	
93	Ha–35	ریاست مدینہ کے حوالے سے سیرت کانفرنس	فرانس	30 جولائی 2000ء
94	Hc–1	تعمیر ملت اور نوجوانوں کا اخلاقی کردار (شام ہمدرد)	فلیٹیز ہوٹل، لاہور	03 نومبر 1983ء
95	Hc–2	تقریب آواز اخلاق	کراچی	10 نومبر 1983ء
96	Hc–3	قیام پاکستان کی فکری اور نظریاتی اساس	انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور	11 مارچ 1984ء
97	Hc–4	آؤ ہر ذرہ خاک وطن سے محبت کریں	فلیٹیز ہوٹل، لاہور	04 جولائی 1985ء
98	Hc–6/1	اخلاقیاتِ اساتذہ و تلامذہ (شام ہمدرد)	فلیٹیز ہوٹل، لاہور	02 ستمبر 1987ء
99	Hc–8	علامہ اقبال کا خواب اور آج کا پاکستان	الحمرا ہال، لاہور	08 نومبر 1994ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
100	Hc-9	بدلتے رہتے ہیں چہرے یہاں نظام نہیں	الحمرا ہال، لاہور	13 اگست 1995ء
101	Hc-12	جمہوری معاشرہ اور وسعتِ ظرف کی تعلیم (سورہ حجرات آیت 7)	بغداد ٹاؤن، لاہور	26 مئی 2000ء
102	Hc-13	نظام جمہوریت اور مشاورت کے قرآنی اصول (سورہ حجرات آیت 7)	بغداد ٹاؤن، لاہور	09 جون 2000ء
103	Hc-14	پاکستان کی ترقی میں طلباء کا جمہوری کردار	لاہور	05 مئی 2002ء
104	Hc-16	قائداعظم کے افکار اور آج کا پاکستان (روزنامہ جنگ کے زیر اہتمام)	پی سی ہوٹل، لاہور	24 دسمبر 2004ء
105	Hc-19	اقبال کا پاکستان اور آج کا نوجوان	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	30 نومبر 2006ء
106	Hc-20	قومی وحدت کی ضرورت (سوات کی صورت حال کے تناظر میں)	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	04 جون 2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ

(۴) حقوق و فرائض

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
107	Ha–9	اسلام اور ہماری زندگی (حقوق والدین - حصہ اول)	اتفاق مسجد، لاہور	09 ستمبر 1988ء
108	Ha–10	اسلام اور ہماری زندگی (حقوق والدین - حصہ دوم)	اتفاق مسجد، لاہور	16 ستمبر 1988ء
109	Ha–11	اسلام اور ہماری زندگی: والدہ کے حقوق	اتفاق مسجد، لاہور	23 ستمبر 1988ء
110	Ha–14	اسلام اور ہماری زندگی: اولاد کے حقوق	اتفاق مسجد، لاہور	27 جنوری 1989ء
111	Fm–12	حقوقِ زوجین: مردوں کے عورتوں پر حقوق	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	27 مارچ 1998ء
112	Fm–13	حقوق العباد اور حسن معاملات (والیم 5)	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	24 اپریل 1998ء
113	Ha–2	مسلمانوں کے ایک دوسرے پر حقوق (خطبہ جمعہ)		28 جون 1985ء
114	Ha–24	علم، امن اور انسانی حقوق (پانچواں یوم تاسیس ایم ایس ایم)	انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی، اسلام آباد	06 اکتوبر 1999ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
115	Ha-13	اسلام اور ہماری زندگی (حقوق وفرائض میں توازن)	اتفاق مسجد، لاہور	20 جنوری 1989ء
116	Ha-45	والدین اور زوجین کے حقوق (اسلام میں انسانی حقوق اور تصورِ امن۔نشست دوم)	شہر اعتکاف، لاہور	24 ستمبر 2008ء
117	Ha-46	یتامی، مساکین اور حیوانات کے حقوق (اسلام میں انسانی حقوق اور تصورِ امن۔نشست سوم)	شہر اعتکاف، لاہور	25 ستمبر 2008ء
118	Ha-47	غیر مسلموں کے حقوق (اسلام میں انسانی حقوق اور تصورِ امن۔نشست چہارم)	شہر اعتکاف، لاہور	26 ستمبر 2008ء
119	Ha-92	والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق	شہر اعتکاف، لاہور	04 اگست 2013ء
120	Ha-93	عورتوں اور بیویوں کے حقوق	شہر اعتکاف، لاہور	06 اگست 2013ء
121	Ha-94	شوہر اور اولاد کے حقوق	شہر اعتکاف، لاہور	07 اگست 2013ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ

(۵) اَخلاق و آداب

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
122	Fm–9	حسنِ اخلاق اور حسنِ معاملات (والیم 1)	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	06 مارچ 1998ء
123	Fm–10	حسنِ اخلاق اور حسنِ معاملات (والیم 2)	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	13 مارچ 1998ء
124	Fm–11	حسنِ اخلاق اور حسنِ معاملات (والیم 3)	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	20 مارچ 1998ء
125	Fm–18	ضرورتِ تربیت اور اخلاق حسنہ کی اہمیت (تربیتی کیمپ)	ہالینڈ	17 جولائی 1998ء
126	Fm–19	اخلاق کی دو شاخیں: تواضع اور اخوت (تربیتی کیمپ)	ہالینڈ	17 جولائی 1998ء
127	Fm–20	تواضع، اخوت اور اُلفت کا بیان (تربیتی کیمپ)	ہالینڈ	18 جولائی 1998ء
128	Fm–21	تحمل اور بردباری [حسن اخلاق اور حسن معاملات (والیم 9)]	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	21 اگست 1998ء
129	Fm–22	غصہ [حسن اخلاق اور حسن معاملات (والیم 10)]	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	30 اکتوبر 1998ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
130	Fm–23	بدگمانی اور غیبت [حسن اخلاق اور حسن معاملات (والیم 11)]	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	06 نومبر 1998ء
131	Fm–24	حسد [حسن اخلاق اور حسن معاملات (والیم 12)	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	11 دسمبر 1998ء
132	Fm–26	حسن اخلاق (سورہ حجرات کی روشنی میں)	لاہور	25 فروری 2000ء
133	Fm–27	حسن اخلاق (سورہ حجرات کی روشنی میں)	لاہور	10 مارچ 2000ء
134	Fm–28	بدگمانی سے بچنے کا قرآنی نسخہ (سورہ حجرات، آیت 6)	لاہور	31 مارچ 2000ء
135	Fm–29	اخلاق اور خلقِ محمدی کی حقیقت	شہر اعتکاف، لاہور	18 دسمبر 2000ء
136	Fm–30	حسنِ اخلاق	شہر اعتکاف، لاہور	19 دسمبر 2000ء
137	Fm–31	تواضع، عاجزی اور انکساری	شہر اعتکاف، لاہور	20 دسمبر 2000ء
138	Fm–32	حسنِ اخلاق، اخوت و محبت	شہر اعتکاف، لاہور	21 دسمبر 2000ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
139	Fm–33	ادب کیا ہے؟ (سحری پروگرام)	شہر اعتکاف، لاہور	10 دسمبر 2000
140	Fm–35	انسانی شخصیت کا روحانی اور اخلاقی پہلو (حسنِ اخلاق)	لاہور	15 فروری 2002ء
141	Fm–38	حسنِ اخلاق و آداب	شہر اعتکاف، لاہور	03 اکتوبر 2005ء
142	Fm–42	حسنِ اخلاق	نیویارک، امریکہ	12 فروری 1999ء
143	Fm–43	حسنِ اخلاق (سورہ حجرات کی روشنی میں)	لاہور	03 مارچ 2000ء
144	Fm–45	انسانی شخصیت میں صفت عدل کی اہمیت (درس الحکم العطائیہ)	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	02 اپریل 2009ء
145	Fm–46	حسنِ نظم کے ظاہری و باطنی معارف	کینیڈا	26 مارچ 2011ء
146	Fm–47	حضور ﷺ کے اخلاقِ حسنہ	مینار پاکستان لاہور	24 جنوری 2013ء
147	Ha–7	اسلام اور ہماری زندگی: دین میں اعتدال اور میانہ روی	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	26 اگست 1988ء
148	Ha–8	اسلام اور ہماری زندگی: دین میں اعتدال اور میانہ روی	مرکزی سیکرٹریٹ منہاج القرآن	02 ستمبر 1988ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
149	Hc–7	رفعتِ انسانیت (شام ہمدرد)	سرینا ہوٹل، فیصل آباد	22 فروری 1988ء
150	Hc–10	حسنِ اجتماعیت اور اس کے تقاضے و اثرات	فرانس	13 جولائی 1997ء
151	Hc–11	انسانی کمزوریاں اور حقیقتِ عظمت	لاہور	06 فروری 1998ء
152	Hc–18	تعمیر شخصیت میں شعور کی کار فرمائی	لاہور	23 اگست 1996ء

(۶) زہد و تصوف

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
153	Fc–1	تصوف کیا ہے؟ (تعلیمات اور مقاصد کے حوالے سے)	لاہور	16 مئی 1983
154	Fc–2	تصوف سنتِ نبوی کے روشنی میں	لاہور	23 مئی 1983
155	Fc–3	تصوف سنتِ نبوی کے روشنی میں (والیم 2)	لاہور	30 مئی 1983
156	Fc–4	تصوف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کے معمولات کی روشنی میں	لاہور	06 جون 1983

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
157	Fc–5	تصوف کی حقیقت (مختلف شبہات اور ان کی وضاحت)	لاہور	05 جولائی 1987
158	Fc–6	تصوف کی حقیقت	پہلی ماہانہ شب بیداری، مدنی مسجد، بٹالہ کالونی	
159	Fc–7	تصوف کی بنیاد علم ہے (درس تصوف)	بغداد ٹاؤن،	19 نومبر 1991
160	Fc–8	تصوف (قرآن و حدیث کی روشنی میں)	لاہور	09 اکتوبر 1992
161	Fc–15	صوفی کون ہے؟	لاہور	03 اپریل 2004
162	Fc–16	تصوف اور علم روحانیت (منہاجینز سے خطاب)	لاہور	06 اگست 2004
163	Fc–25	حقیقت ایمان ہی تصوف ہے	کراچی	25 مارچ 2005ء
164	Fc–28	تصوف اور ولایت کیا ہے؟	برمنگھم	28 جولائی 2008ء
165	Fc–29	تعارفی گفتگو [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 1)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
166	Fc–30	تاریخ تصوف [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 2)]		2009ء
167	Fc–31	تاریخ تصوف [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 3)]		2009ء
168	Fc–32	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 4)]		2009ء
169	Fc–33	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 5)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
170	Fc-34	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 6]		2009ء
171	Fc-35	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 7]		2009ء
172	Fc-36	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 8]		2009ء
173	Fc-37	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 9]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
174	Fc–38	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 10)]		2009ء
175	Fc–39	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 11)]		2009ء
176	Fc–40	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 12)]		2009ء
177	Fc–41	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 13)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
178	Fc–42	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 14)]		2009ء
179	Fc–43	تصوف کا لغوی اشتقاق اور معنوی استحقاق [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 15)]		2009ء
180	Fc–44	تصوف کی حقیقت اور ابتداء (قرآن حکیم کی روشنی میں) [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 16)]		2009ء
181	Fc–45	تصوف کی حقیقت اور ابتداء (قرآن حکیم کی روشنی میں) [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 17)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
182	Fc-46	تصوف کی حقیقت اور ابتداء (قرآن حکیم کی روشنی میں) [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 18)]		2009ء
183	Fc-47	تصوف کی حقیقت اور ابتداء (قرآن حکیم کی روشنی میں) [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 19)]		2009ء
184	Fc-48	تصوف کی حقیقت اور ابتداء (قرآن حکیم کی روشنی میں) [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 20)]		2009ء
185	Fc-49	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 21)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
186	Fc-50	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 22)]		2009ء
187	Fc-51	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 23)]		2009ء
188	Fc-52	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 24)]		2009ء
189	Fc-53	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 25)]		2009ء
190	Fc-54	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 26)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
191	Fc–55	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 27)]		2009ء
192	Fc–56	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 28)]		2009ء
193	Fc–57	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 29)]		2009ء
194	Fc–58	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 30)]		2009ء
195	Fc–59	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 31)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
196	Fc-60	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 32)]		2009ء
197	Fc-61	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 33)]		2009ء
198	Fc-62	تصوف کی حقیقت و ماہیت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 34)]		2009ء
199	Fc-63	تصوف اور لزوم قرآن وسنت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 35)]		2009ء
200	Fc-64	تصوف اور لزوم قرآن وسنت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن وسنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 36)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
201	Fc–65	تصوف اور لزوم قرآن و سنت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 37)]		2009ء
202	Fc–66	تصوف اور لزوم قرآن و سنت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 38)]		2009ء
203	Fc–67	تصوف اور لزوم قرآن و سنت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 39)]		2009ء
204	Fc–68	تصوف اور لزوم قرآن و سنت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 40)]		2009ء
205	Fc–77	تصوف اور لزوم قرآن و سنت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 41)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
206	Fc–78	تصوف اور لزوم قرآن و سنت [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 42)]		2009ء
207	Fc–79	تصوف پر اٹھائے جانے والے اعتراضات [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 43)]		2009ء
208	Fc–80	تصوف پر اٹھائے جانے والے اعتراضات [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 44)]		2009ء
209	Fc–81	علامہ اقبال اور تصوف (ازالہ شبہات) [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 45)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
210	Fc-82	علامہ اقبال اور تصوف (ازالہ شبہات) [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 46]		2009ء
211	Fc-83	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 47]		2009ء
212	Fc-84	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 48]		2009ء
213	Fc-85	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 49]		2009ء
214	Fc-86	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 50		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
215	Fc-87	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 51)]		2009ء
216	Fc-88	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 52)]		2009ء
217	Fc-89	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 53)]		2009ء
218	Fc-90	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 54		2009ء
219	Fc-91	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 55)]		2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
220	Fc–92	تصوف اور مستشرقین [تصوف اور تعلیماتِ صوفیاء (قرآن و سنت کی روشنی میں) - قسط نمبر: 56)]		2009ء
221	Fc–93	حقائق تصوف اور طرائق معرفت: حصہ اول	جامع المنہاج، بغداد ٹاون، ٹاون شپ،	22 اگست 2011ء
222	Fc–94	حقائق تصوف اور طرائق معرفت: حصہ دوم	جامع المنہاج، بغداد ٹاون، ٹاون شپ،	23 اگست 2011ء
223	Fc–95	حقائق تصوف اور طرائق معرفت: حصہ سوم	جامع المنہاج، بغداد ٹاون، ٹاون شپ،	24 اگست 2011ء
224	Fc–96	حقائق تصوف اور طرائق معرفت: حصہ چہارم	جامع المنہاج، بغداد ٹاون، ٹاون شپ،	25 اگست 2011ء
225	Fc–97	حقائق تصوف اور طرائق معرفت: حصہ پنجم	جامع المنہاج، بغداد ٹاون، ٹاون شپ،	27 اگست 2011ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
226	Fc–98	حقائق تصوف اور طرائق معرفت: حصہ ششم	جامع المنہاج، بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ،	27 اگست 2011ء
227	Fc–99	حقائق تصوف اور طرائق معرفت: حصہ ہفتم	جامع المنہاج، بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ،	29 اگست 2011ء
228	Fc–100	حقائق تصوف اور طرائق معرفت: حصہ ہشتم	جامع المنہاج، بغداد ٹاؤن، ٹاؤن شپ،	30 اگست 2011ء
229	Fc–69	مسلم اور مومن میں فرق (درس تصوف: نشست اول)	لندن	01 ستمبر 2009ء
230	Fc-70	مومن اور محسن: حدیث جبرئیل کی روشنی میں (درس تصوف: نشست دوم)	لندن	02 ستمبر 2009ء
231	Fc–71	روز محشر اور شان مومنین و محسنین (درس تصوف: نشست سوم)	لندن	03 ستمبر 2009ء
232	Fc–72	تصور، احسان اور مشاہدہ حق (درس تصوف: نشست چہارم)	لندن	04 ستمبر 2009ء

نمبر شمار	خطاب نمبر	عنوان	مقام	تاریخ
233	Fc–73	تعلیمات تصوف اور حیات قلبی (درس تصوف: نشست پنجم)	لندن	05 ستمبر 2009ء
234	Fc–74	زہد اور تعلیمات صوفیاء (درس تصوف: نشست ششم)	لندن	06 ستمبر 2009ء

۲۔ انگریزی خطابات

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
235	N–6	What Islam is? A Comparative study	US	00 Apr 1986
236	N-7	Basic Features of an Islamic Society	US	11 Apr 1986
237	N-9	What Islam is? Lecture to Danish Non Muslims	Denmark	13 Apr 1987
238	N-12	Reality of Islam	US	03 Sep 1987
239	N-14	Love for Allah	New York, US	03 Sep 1987
240	N-16	Two Levels of Islamic "Justice and Benevolence"	Canada	06 Sep 1987

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
241	N-18	How should Islam be Presented (Friday Sermon)	Washington DC, US	11 Sep 1987
242	N-48	Meaning of Islam Welcome Reception	Durban, SA	10 Jun 1994
243	N-56	Interfaith Dialogue (Discussion with Dr. John G. Lemond)	Kowloon, Hong Kong	23 Oct 1994
244	N-64	Human Rights Interfaith Dialogue Jews, Christians & Islamic Scholars	Toronto, Canada	26 Jul 1997
245	N-65	Interfaith Dialogue Discussion with Rev. Bishop David Smith	Lahore	21 Oct 1997
246	N-67	Interfaith Dialogue	Hong Kong	
247	N-69	International Peace Conference	Oslo, Norway	13 Aug 1999
248	N-72	Peace Symposium		13 Jul 2000
249	N-73	Human Rights in Islam	Denmark	04 Jul 1992
250	N-76	Does Islam Teach Terrorism?	Canada	30 Apr 2003

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
251	N-78	Tasawwuf is the Remembrance of The Right	ICIS, MUL	02 Nov 2003
252	N-79	Tasawwuf is the Remembrance of The Right	ICIS, MUL	07 Dec 2003
253	N-95	Practical explanation and implementation of Tasawwuf	Scotland	20 Aug 2004
254	N-99	Renouncing Terror Regaining Peace	UK	30 Jul 2003
255	N-114	Various Aspects of Human Personality	UK	26 Aug 1994
256	N-116	Question & Answer Session (The Myth of Islam)	Denmark	08 Sep 1994
257	N-118	What Islam is (in the light of its origin)	Japan	Oct 1994
258	N-122	Tasawwuf is the Path of Righteous	ICIS, MUL	07 Dec 2003
259	N-123	Remembrance of the righteous is Allah`s Sunnah	Lahore	20 Dec 2003

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
260	N-124	The Doctrine of Khawarij	ICIS, MUL	11 Jan 2004
261	N-132	The Islamic State (Terminology & Gradualism)	ICIS, MUL	10 May 2004
262	N-133	The Islamic State (As Sawaad-ul-A`zam & Doviant Groups)	ICIS, MUL	11 May 2004
263	N-135	Dars-e-Tasawuf	UK	20 Aug 2004
264	N-142	Four Supreme Categories of Blessed People (Part-1)	Lahore	17 Feb 2005
265	N-143	Four Supreme Categories of Blessed People (Part-2)	Lahore	17 Feb 2005
266	N-153	Internal Conflict between the Nafs & Ruh	UK	24 Aug 2007
267	N-154	Further Aspects of the Nafs & Ruh	UK	25 Aug 2007
268	N-159	Piety and Self Purification	UK	27 Aug 2007

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
269	N-161	Peace Integration and Human Rights (in the Light of Quran)	UK	30 Aug 2008
270	N-163	Islam: An Ideology of Openness and Authenticity		30 Nov 2008
271	N-164	An Introduction to Islamic Legal Theory (Session 1)	Warwick University UK	08 Aug 2009
272	N-165	An Introduction to Islamic Legal Theory (Session 2)	Warwick University UK	08 Aug 2009
273	N-166	Turning Back to Allah (Session 3)	Warwick University UK	08 Aug 2009
274	N-167	The Messenger of Mercy (Session 3)	Warwick University UK	09 Aug 2009
275	N-168	A Constitution for Humanity (Session 4)	Warwick University UK	09 Aug 2009

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
276	N-169	The Sacred Struggle (Session 6)	Warwick University UK	09 Aug 2009
277	N-170	The Sublime Status of the Prophet (PBUH) (Session 6)	Warwick University UK	09 Aug 2009
278	N-171	Exemplars of Piety (Session 7)	Warwick University UK	10 Aug 2009
279	N-172	Fatwa on Suicide Bombings and Terrorism	London	02 Mar 2010
280	N-180	Restoring Balance: Faith, Law and Courage to Love	Toronto, Canada	02 May 2010
281	N-181	Questions & Answers Session	Toronto, Canada	02 May 2010
282	N-182	Jihad: Perception and Reality [Global Peace and Unity Conference 2010, UK]	London, UK	24 Oct 2010

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
283	N-183	Struggle against Radicalism in Islam (with Question-Answer Session)	USIP, Washington DC	10 Nov 2010
284	N-185	Islam is a Religion of Peace and Equality	Westville, South Africa	10 Jun 1994
285	N-186	Islam Today, Challenging Misconceptions	Warwick University UK	07 Aug 2010
286	N-187	Loving God - The True Meaning	Warwick University UK	07 Aug 2010
287	N-188	Companionship of the Awliya: The Etiquettes and Benefits (Part-I)	Warwick University UK	08 Aug 2010
288	N-189	Companionship of the Awliya: The Etiquettes and Benefits (Part-II)	Warwick University UK	08 Aug 2010
289	N-190	Living Islam: Question and Answer Session at Al-Hidayah 2010	Warwick University UK	09 Aug 2010

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
290	N-192	Extremism & Terrorism: Past, Present & Future (with Question-Answer Session)	Georgetown University, Washington DC	08 Nov 2010
291	N-195	Islam's Message of Peace		27 Mar 2011
292	N-196	What is Traditional Islam?	London,	24 Oct 2010
293	N-198	Muhammad ﷺ: The Merciful [Peace for Humanity Conference]	Wembley Arena,	24 Sep 2011
294	N-201	Terrorism and Integration (with Question-Answer Session)	NSW Legislative Council, Sydney	11 Jul 2011
295	N-202	Islam is a Religion of Universality and Humanism	Dar-ul-Fatwa, NSW, Australia	Jul 2011
296	N-205	Islam and Peace Today	Elmhurst College, Chicago	09 Sep 2011

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
297	N-206	Islam-A Religion of Love & Peace	Sydney	16 Jul 2011
298	N-207	Islam-Peace for Humanity	Melbourne, Australia	23 Jul 2011
299	N-208	Peace for Humanity & Mawlid-un-Nabi (pbuh) Conference	Nassau Coliseum, US	03 Jun 2012
300	N-209	European Launch of Fatwa on Terrorism & Suicide Bombings	Copenhagen,	06 Sep 2012
301	N-210	Political and Religious Radicalism (Conference Organized by the Danish Ethnic Youth Council)	Copenhagen, Denmark	11 Sep 2012
302	N-211	Islam and Peace (with Question-Answer Session)	University of South Carolina School of Law, US	14 Apr 2012

Sr.	Lec. #	Topic	Place	Date
303	N-212	The Status of the Prophet Muhammad (pbuh) (in the light of the Holy Quran)	South Carolina, US	15 Apr 2012
304	N-213	Islam: A blend of Moderation and Modernism	University of Utah, Salt Lake City, US	16 Jun 2012
305	N-214	Launching of Fatwa on Terrorism & Suicide Bombings Question-Answer Session Press Conference [Urdu]	Long Island City, NY	28 May 2011
306	N-216	Struggle for Peace in Afghanistan	Istanbul, Turkey	02 Dec 2011

مصادِر و مراجع

۱۔ **القرآن الحکیم۔**

(۲)تفسیر القرآن

۲۔ **آلوسی**، ابو الفضل شہاب الدین السید محمود (م۱۲۷۰ھ/۱۸۵۴ء)۔ **روح المعاني في تفسیر القرآن العظیم والسبع المثاني**۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث۔

۳۔ **اسماعیل حقی**، بروسوی یا اسکوداری (۱۰۶۳-۱۱۳۷ھ/۱۶۵۲-۱۷۲۴ء)۔ **روح البیان**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۴۔ **انبیٹھوی**، ملا احمد جیون۔ **تفسیرات احمدیہ**۔ لاہور، پاکستان: قرآن کمپنی لمیٹڈ۔

۵۔ **بغوی**، ابو محمد حسین بن مسعود بن محمد الفراء (۴۳۶-۵۱۶ھ/۱۰۴۴-۱۱۲۲ء)۔ **معالم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۶۔ ـــــ۔ **معالم التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۱۵ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۷۔ **بیضاوی**، ناصر الدین ابی سعید عبد اللہ بن عمر بن محمد شیرازی بیضاوی (م۶۹۱ھ)۔ **أنوار التنزیل**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۸۔ **ثعلبی**، ابو اسحاق احمد بن محمد بن ابراہیم (م۴۲۷ھ)۔ **الکشف والبیان عن تفسیر القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث العربي، ۱٤۲۲ھ/۲۰۰۲ء۔

۹۔ **جصاص**، ابو بکر احمد بن علی رازی (۳۰۵-۳۷۰ھ)۔ **أحکام القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث، ۱۴۰۵ھ۔

۱۰۔ ــــــ۔ **أحكام القرآن**۔ لاہور، پاکستان: سہیل اکیڈمی۔

۱۱۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰-۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶-۱۲۰۱ء)۔ **زاد المسير في علم التفسير**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۴ھ/۱۹۸۴ء۔

۱۲۔ **ابن ابی حاتم**، عبد الرحمٰن بن ابی حاتم محمد بن ادریس ابو محمد الرازی تمیمی (۲۴۰-۳۲۷ھ/۸۵۴-۹۳۸ء)۔ **تفسير القرآن العظيم**۔ سعودی عرب: مکتبہ نزار مصطفیٰ الباز، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۳۔ ــــــ۔ **تفسير القرآن العظيم**۔ صیدا، لبنان: المکتبۃ العصریہ۔

۱۴۔ **ابو حفص الحنبلی**، سراج الدین عمر بن علی بن عادل دمشقی۔ **اللباب في علوم الكتاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۵۔ **ابو حیان**، محمد بن یوسف (۶۵۴-۷۴۵ھ)۔ **البحر المحيط**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ/۲۰۰۱ء۔

۱۶۔ **خازن**، علی بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن خلیل (۶۷۸-۷۴۱ھ/ ۱۲۷۹-۱۳۴۰ء)۔ **لباب التأويل في معاني التنزيل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۷۔ **رازی**، فخر الدین محمد بن عمر بن حسن بن حسین بن علی تمیمی شافعی، (۵۴۴-۶۰۴ھ)۔ **مفاتيح الغيب (التفسير الكبير)**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ۔

۱۸۔ ــــــ۔ **التفسير الكبير**۔ تہران، ایران: دار الکتب العلمیہ۔

۱۹۔ **زمخشری**، جار اللہ ابو القاسم محمود بن عمر بن محمد خوارزمی (۴۶۷-۵۳۸ھ)۔ **الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل**۔ قاہرہ، مصر، ۱۳۷۳ھ/۱۹۵۳ء۔

۲۰۔ ــــــ۔ **الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل**۔ بیروت، لبنان: دار اِحیاء التراث۔

۲۱۔ **ابوسعود،** محمد بن عمادی (۸۹۸-۹۸۲ھ/۱۴۹۳-۱۵۷۵ء)۔ **إرشاد العقل السليم إلى مزايا القرآن الكريم (تفسير أبي السعود)۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۲۲۔ **سُلَمی،** ابو عبد الرحمٰن محمد بن حسین بن محمد الازدی نیشاپوری (۳۲۵-۴۱۲ھ/ ۹۳۶-۱۰۲۱ء)۔ **حقائق التفسير (تفسير السلمي)۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۱ھ/۲۰۰۱ء۔

۲۳۔ **سمرقندی،** ابو اللیث نصر بن محمد بن ابراہیم حنفی (۳۳۳-۳۷۳ھ)۔ **بحر العلوم (تفسير السمرقندي)۔** بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۲۴۔ ـــــ۔ **بحر العلوم۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۵۔ **سمعانی،** ابو المظفر منصور بن محمد بن عبدالجبار السمعانی (۴۲۶-۴۸۹ھ)۔ **التفسير القرآن۔** ریاض، سعودی عرب: دار الوطن، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۲۶۔ **سیوطی، محلی،** جلال الدین محمد بن احمد المحلی (م ۸۶۴ھ)۔ جلال الدین ابو الفضل عبدالرحمٰن بن ابی بکر بن محمد سیوطی (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ **تفسير الجلالين۔** بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۲۷۔ ـــــ۔ **الدر المنثور في التفسير بالمأثور۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۳ء۔

۲۸۔ ـــــ۔ **الدر المنثور في التفسير بالمأثور۔** بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۲۹۔ **طبری،** ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید بن خالد (۲۲۴-۳۱۰ھ/ ۸۳۹-۹۲۳ء)۔ **جامع البيان في تفسير القرآن۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤٠٥ھ۔

۳۰۔ **ابن عربی،** ابو بکر محمد بن عبد اللہ معافری اندلسی اشبیلی (۴۶۸-۵۴۳ھ/ ۱۰۷۶-۱۱۴۸ء)۔ **أحكام القرآن۔** لبنان: دار الفکر للطباعہ والنشر۔

۳۱۔ **ابن عطیہ الاندلسی،** ابومحمد عبد الحق بن غالب بن عطیہ (م ۵۴۶ھ)۔ **المحرر الوجيز**

في تفسير الكتاب العزيز۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء۔

۳۲۔ **فیروز آبادی**، ابو طاہر محمد بن یعقوب بن محمد بن ابراہیم بن عمر بن ابی بکر بن احمد بن محمود (۷۲۹-۸۱۷ھ/ ۱۳۲۹-۱۴۱۴ء)۔ **بصائر ذوي التمييز في لطائف الكتاب العزيز۔** قاہرہ، مصر: **مجلس الأعلى للشئون الإسلامية۔**

۳۳۔ **قاضی ثناء اللہ پانی پتی** (۱۲۲۵ھ)۔ **التفسير المظهری۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۳۴۔ ـــــ۔ **التفسير المظهری۔** کوئٹہ، پاکستان: بلوچستان بک ڈپو۔

۳۵۔ **قرطبی**، ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن محمد بن یحییٰ بن مفرج اُموی (م۶۷۱ھ)۔ **الجامع لأحكام القرآن۔** بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۳۶۔ ـــــ۔ **الجامع لأحكام القرآن۔** قاہرہ، مصر: دار الشعب، ۱۳۷۲ھ۔

۳۷۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **تفسير القرآن العظيم۔** بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ۔

۳۸۔ ـــــ۔ **تفسير القرآن العظيم۔** بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء۔

۳۹۔ **ماتریدی**، ابو منصور محمد بن محمد بن محمود (م۳۳۳ھ)۔ **تفسير القرآن العظيم المسمى تأويلات أهل السنة۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔

۴۰۔ **محمد احمد اسماعیل المقدم۔ تفسير القرآن الكريم۔**

۴۱۔ **مقاتل بن سلیمان**، ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر الازدی البلخی (م۱۵۰ھ)۔ **تفسير القرآن۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء۔

۴۲۔ **نحاس**، ابو جعفر احمد بن محمد بن اسماعیل (م ۳۳۸ھ)۔ **معاني القرآن الكريم۔** مکہ

مکرمہ، سعودی عرب: جامعہ ام القریٰ، ۱۴۰۹ھ۔

۴۳۔ **نسفی،** عبد اللہ بن محمود بن احمد نسفی (م۷۱۰ھ)۔ **مدارک التنزیل وحقائق التأویل۔** بیروت، لبنان، دار احیاء التراث العربی۔

۴۴۔ **نیشاپوری،** نظام الدین حسن بن محمد بن حسین القمی۔ **تفسیر غرائب القرآن ورغائب القرآن۔** مصر: مطبعۃ الکبری الامیریۃ، ۱۳۲۳ھ۔

۴۵۔ **واحدی،** ابو الحسن علی بن احمد الواحدی النیشاپوری (م۴۶۸ھ)۔ **الوجیز فی تفسیر الکتاب العزیز۔** بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۱۵ھ۔

۴۶۔ **واحدی،** ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن علی (م۴۶۸ھ)۔ **الوسیط فی تفسیر القرآن المجید۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۵ھ/۱۹۹۴ء۔

(۳) الحدیث

۴۷۔ **احمد بن حنبل،** ابو عبد اللہ بن محمد (۱۶۴-۲۴۱ھ/۷۸۰-۸۵۵ء)۔ **المسند۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۴۸۔ ـــــ۔ **المسند۔** بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۴۹۔ ـــــ۔ **المسند۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۵۰۔ ـــــ۔ **فضائل الصحابۃ۔** بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۵۱۔ **ازدی،** ربیع بن حبیب بن عمر بصری۔ **الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب۔** بیروت، لبنان: دار الحکمۃ، ۱۴۱۵ھ۔

۵۲۔ ـــــ۔ **الجامع۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۵۳۔ **البانی،** محمد ناصر الدین (۱۳۳۳-۱۴۲۰ھ/۱۹۱۴-۱۹۹۹ء)۔ **سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ۔** بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۵۴۔ ـــــ۔ **سلسلة الأحاديث الصحيحة**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف للنشر والتوزیع۔

۵۵۔ **بخاری**، ابوعبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **الأدب المفرد**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۹ء۔

۵۶۔ ـــــ۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، الیمامہ، ۱۴۰۷ھ/۱۹۸۷ء

۵۷۔ ـــــ۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۵۸۔ **بزار**، ابو بکر احمد بن عمرو بن عبد الخالق بصری (۲۱۵-۲۹۲ھ/۸۳۰-۹۰۵ء)۔ **المسند (البحر الزخار)**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ علوم القرآن، ۱۴۰۹ھ۔

۵۹۔ **بغوی**، ابو محمد بن فراء حسین بن مسعود بن محمد (۴۳۶-۵۱۶ھ/۱۰۴۴-۱۱۲۲ء)۔ **شرح السنة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۶۰۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **السنن الکبری**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۱۰ھ/۱۹۸۹ء۔

۶۱۔ ـــــ۔ **السنن الکبری**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الدار، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۶۲۔ ـــــ۔ **السنن الکبری**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبہ دار الباز، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۶۳۔ ـــــ۔ **شعب الإیمان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۶۴۔ ـــــ۔ **معرفة السنن والآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۶۵۔ **ترمذی**، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن ضحاک سلمی (۲۱۰-۲۷۹ھ/۸۲۵-۸۹۲ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الاحیاء التراث العربی۔

۶۶۔ ـــــ۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۸ء۔

۶۷۔ **ابن جارود**، ابو محمد عبد اللہ بن علی بن جارود نیشاپوری (م ۳۰۷ھ)۔ **المنتقى من السنن**

المسندة۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتاب الثقافیۃ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۶۸۔ **ابن جعد**، ابو الحسن علی بن جعد بن عبید ہاشمی (۱۳۳-۲۳۰ھ/ ۷۵۰-۸۴۵ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: مؤسسہ نادر، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۶۹۔ **حاکم**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن محمد (۳۲۱-۴۰۵ھ/ ۹۳۳-۱۰۱۴ء)۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۷۰۔ ــــ۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ بیروت، لبنان: مکتبہ اسلامی، ۱۳۹۸ھ

۷۱۔ ــــ۔ **المستدرک علی الصحیحین**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: دار الباز۔

۷۲۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ/ ۸۸۴- ۹۶۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۷۳۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ **تلخيص الحبير في أحاديث الرافعي الكبير**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب، ۱۳۸۴ھ/ ۱۹۶۴ء۔

۷۴۔ ــــ۔ **الدراية في تخريج أحاديث الهداية**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۷۵۔ ــــ۔ **المطالب العالية**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۷۶۔ **حسام الدین ہندی**، علاء الدین علی متقی (م ۹۷۵ھ)۔ **كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۷۷۔ **حکیم ترمذی**، ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسن بن بشیر (م ۳۲۰ھ)۔ **نوادر الأصول فی أحاديث الرسول ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۹۹۲ء۔

۷۸۔ **حمیدی**، ابو بکر عبد اللہ بن زبیر (م ۲۱۹ھ/ ۸۳۴ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ + قاہرہ، مصر: مکتبۃ المتنبی۔

۷۹۔ **ابن خزیمہ**، ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ سلمی نیشاپوری، (۲۲۳-۳۱۱ھ/ ۸۳۸-۹۲۴ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۳۹۰ھ/۱۹۷۰ء۔

۸۰۔ **خطیب تبریزی**، ولی الدین ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ (۷۴۱ھ)۔ **مشکوٰۃ المصابیح**۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۴ھ/۲۰۰۳ء۔

۸۱۔ **خلال**، ابوبکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید (۲۳۴-۳۱۱ھ)۔ **السنۃ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۰ھ۔

۸۲۔ **دارقطنی**، ابو الحسن علی بن عمر بن احمد بن مہدی بن مسعود بن نعمان (۳۰۶-۳۸۵ھ/ ۹۱۸-۹۹۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۸۶ھ/ ۱۹۶۶ء۔

۸۳۔ **دارمی**، ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن (۱۸۱-۲۵۵ھ/ ۷۹۷-۸۶۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ۔

۸۴۔ **ابو داود**، سلیمان بن اشعث بن اسحاق بن بشیر بن شداد ازدی سجستانی (۲۰۲-۲۷۵ھ/ ۸۱۷-۸۸۹ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۸۵۔ **دیلمی**، ابو شجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ بن فناخسرو ہمذانی (۴۴۵-۵۰۹ھ/ ۱۰۵۳-۱۱۱۵ء)۔ **مسند الفردوس**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۶ء۔

۸۶۔ **ذہبی**، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **الکبائر**۔ بیروت، لبنان: دار الندوۃ الجدیدۃ۔

۸۷۔ **ابن راہویہ**، ابو یعقوب اِسحاق بن اِبراہیم بن مخلد بن اِبراہیم بن عبداللہ (۱۶۱-۲۳۷ھ/۷۷۸-۸۵۱ء)۔ **المسند**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبۃ الایمان، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۸۸۔ **ربیع**، ابنِ حبیب بن عمر اَزدی بصری۔ **الجامع الصحیح مسند الإمام الربیع بن حبیب**۔ بیروت، لبنان، دار الحکمۃ، ۱۴۱۵ھ۔

۸۹۔ **ابن رجب حنبلی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶۔۷۹۵ھ)۔ **جامع العلوم والحکم في شرح خمسين حديثا من جوامع الكلم**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۰۸ھ۔

۹۰۔ **رویانی**، ابو بکر محمد بن ہارون (م ۳۰۷ھ)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۱۶ھ۔

۹۱۔ **زیلعی**، ابومحمد عبداللہ بن یوسف حنفی (م۷۶۲ھ)۔ **نصب الراية لأحاديث الهداية**۔ مصر: دارالحدیث، ۱۳۵۷ھ۔

۹۲۔ **سخاوی**، شمس الدین ابوعبد اللہ محمد بن عبد الرحمٰن بن محمد بن ابی بکر بن عثمان بن محمد (۸۳۱-۹۰۲ھ/ ۱۴۲۸-۱۴۹۷ء)۔ **المقاصد الحسنة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۹۳۔ **سعید بن منصور**، ابوعثمان الخراسانی، (۲۲۷ھ)۔ **السنن**۔ بھارت: الدارالسّلفیہ، ۱۹۸۲ء۔

۹۴۔ ــــــ۔ **السنن**۔ ریاض، سعودی عرب: دارا لعصیمی، ۱۴۱۴ھ۔

۹۵۔ **ابن سلیمان**، خیثمہ بن سلیمان القرشی الطرابلسی (۲۵۰-۳۴۳ھ)۔ **من حديث خيثمة بن سليمان القرشي الطرابلسي**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۹۶۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ **جمع الجوامع (المعروف الجامع الكبير)**۔

۹۷۔ ــــــ۔ **جامع الأحاديث**۔

۹۸۔ **شافعی**، ابوعبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/ ۷۶۷-۸۱۹ء)۔ **السنن المأثورة**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۴۰۶ھ۔

۹۹۔ ــــــ۔ **المسند**۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۱۰۰۔ **شیبانی**، ابوبکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد (۲۰۶-۲۸۷ھ/۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **الآحاد والمثاني**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۰۱۔ **ابن ابی شیبہ**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن اِبراہیم بن عثمان کوفی (۱۵۹-۲۳۵ھ/ ۷۷۶-۸۴۹ء)۔ **المصنف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۰۹ھ۔

۱۰۲۔ ــــ۔ **المصنف**۔ کراچی، پاکستان: ادارہ القرآن والعلوم الاسلامیہ۔

۱۰۳۔ **صیداوی**، محمد بن احمد بن جمیع، ابو الحسین (م۳۰۵-۴۰۲ھ)۔ **معجم الشيوخ**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۵ھ۔

۱۰۴۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/ ۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **مسند الشاميين**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/۱۹۸۴ء۔

۱۰۵۔ ــــ۔ **المعجم الأوسط**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۰۶۔ ــــ۔ **المعجم الأوسط**۔ قاہرہ، مصر: دارالحرمین، ۱۴۱۵ھ۔

۱۰۷۔ ــــ۔ **المعجم الصغير**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء

۱۰۸۔ ــــ۔ **المعجم الكبير**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۰۹۔ ــــ۔ **المعجم الكبير**۔ موصل، عراق: مکتبہ العلوم والحکم، ۱۹۸۳ء۔

۱۱۰۔ ــــ۔ **المعجم الكبير**۔ موصل، عراق: مطبعۃ الزہراء الحدیثۃ۔

۱۱۱۔ **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبد الملک بن سلمہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/ ۸۵۳-۹۳۳ء)۔ **شرح مشكل الآثار**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۱۲۔ ــــ۔ **شرح معانی الآثار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۱۱۳۔ ـــــ۔ **مختصر اختلاف العلماء**۔ بیروت، لبنان: دار البشائر الاسلامیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۱۴۔ **طیالسی**، ابوداود سلیمان بن داود جارود (۱۳۳-۲۰۴ھ/۷۵۱-۸۱۹ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۱۱۵۔ **ابن ابی عاصم**، ابو بکر احمد بن عمرو بن ضحاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/ ۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **الآحاد والمثاني**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۱۱۶۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر بن عمرو بن ضحّاک بن مخلد شیبانی (۲۰۶-۲۸۷ھ/ ۸۲۲-۹۰۰ء)۔ **السنة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۰ھ۔

۱۱۷۔ **عبد بن حمید**، ابو محمد عبد بن حمید بن نصر الکسی (م ۲۴۹ھ/ ۸۶۳ء)۔ **المسند**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ السنۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۱۸۔ **عبد الحق محدث دہلوی**، شیخ (۹۵۸-۱۰۵۲ھ/۱۵۵۱-۱۶۴۲ء)۔ **أشعة اللمعات شرح مشكوٰة المصابيح**۔ سکھر، پاکستان: مکتبہ نوریہ رضویہ، ۱۹۷۶ء۔

۱۱۹۔ **عبد الرزاق صنعانی**، ابو بکر عبد الرزاق بن ہمام بن نافع صنعانی (۱۲۶-۲۱۱ھ/۷۴۴-۸۲۶ء)۔ **المصنف**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۲۰۔ **عبد اللہ بن احمد**، ابنِ محمد بن حنبل شیبانی (۲۱۳-۲۹۰ھ)۔ **السنة**۔ دمام: دار ابن القیم، ۱۴۰۶ھ۔

۱۲۱۔ **عجلونی**، ابو الفداء اسماعیل بن محمد جراحی (۱۰۸۷-۱۱۶۲ھ/۱۶۷۶-۱۷۴۹ء)۔ **كشف الخفاء ومزيل الإلباس عما اشتهر من الأحاديث على ألسنة الناس**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۱۲۲۔ **ابو عوانہ**، یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم بن زید نیشاپوری (۲۳۰-۳۱۶ھ/ ۸۴۵-۹۲۸ء)۔ **المسند**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۹۹۸ء۔

۱۲۳۔ **قضاعی**، ابوعبد اللہ محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون بن ابراہیم بن محمد بن مسلم

(م۴۵۴ھ/۱۰۶۲ء)۔ مسند الشهاب۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۲۴۔ **کنانی**، احمد بن ابی بکر بن اِسماعیل (۷۶۲-۸۴۰ھ)۔ **مصباح الزجاجة في زوائد ابن ماجه**۔ بیروت، لبنان، دارالعربیۃ، ۱۴۰۳ھ۔

۱۲۵۔ **ابن ماجہ**، ابو عبد اللہ محمد بن یزید قزوینی (۲۰۹-۲۷۳ھ/۸۲۴-۸۸۷ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۲۶۔ ــــــ۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۱۲۷۔ ــــــ۔ **السنن**۔ دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۲۸۔ **مالک**، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اُصبحی (۹۳-۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔ **الموطأ**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۵ء۔

۱۲۹۔ **ابن مبارک**، ابوعبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸-۱۸۱ھ/ ۷۳۶-۷۹۸ء)۔ **المسند**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۷ھ۔

۱۳۰۔ **مروزی**، ابوبکر احمد بن علی بن سعید اموی (۲۰۲-۲۹۲ھ)۔ **مسند أبي بكر الصديق**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی۔

۱۳۱۔ **مسلم**، ابو الحسین ابن الحجاج بن مسلم قشیری نیشاپوری (۲۰۶-۲۶۱ھ/ ۸۲۱-۸۷۵ء)۔ **الصحیح**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۲۳۔ **مقدسی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن احمد حنبلی (۵۶۹-۶۴۳ھ/ ۱۱۷۳-۱۲۴۵ء)۔ **الأحاديث المختارة**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: مکتبۃ النہضۃ الحدیثہ، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۱۳۳۔ **منذری**، ابومحمد عبد العظیم بن عبد القوی بن عبد اللہ بن سلامہ بن سعد (۵۸۱-۶۵۶ھ/ ۱۱۸۵-۱۲۵۸ء)۔ **الترغیب والترهیب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ۔

۱۳۴۔ **نسائی**، ابو عبد الرحمٰن احمد بن شعیب بن علی بن سنان بن بحر بن دینار (۲۱۵-۳۰۳ھ/ ۸۳۰-۹۱۵ء)۔ **السنن**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۵ء۔

۱۳۵۔ ـــــ۔ **السنن**۔ حلب، شام: مکتب المطبوعات الاسلامیہ، ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۳۶۔ ـــــ۔ **السنن**۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ۔

۱۳۷۔ ـــــ۔ **السنن الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۱۳۸۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران أصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ **مسند الإمام أبي حنيفة**۔ ریاض، سعودی عرب، مکتبۃ الکوثر، ۱۴۱۵ھ۔

۱۳۹۔ ـــــ۔ **المسند المستخرج علی صحیح مسلم**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۹۶ء۔

۱۴۰۔ **نعیم بن حماد**، ابو عبد اللہ مروزی (م۲۸۸ھ)۔ **الفتن**۔ قاہرہ، مصر: بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ۱۴۰۸ھ۔

۱۴۱۔ **ہیثمی**، نور الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر بن سلیمان (۷۳۵-۸۰۷ھ/ ۱۳۳۵-۱۴۰۵ء)۔ **مجمع الزوائد ومنبع الفوئد**۔ قاہرہ، مصر: دار الریان للتراث + بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۴۲۔ ـــــ۔ **موارد الظمآن اِلی زوائد ابن حبان**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار الثقافۃ لعربیہ، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۱۴۳۔ **ابو یعلی**، احمد بن علی بن مثنی بن یحییٰ بن عیسیٰ بن ہلال موصلی تمیمی (۲۱۰-۳۰۷ھ/ ۸۲۵-۹۱۹ء)۔ **المسند**۔ دمشق، شام: دار المأمون للتراث، ۱۴۰۴ھ/ ۱۹۸۴ء۔

۱۴۴۔ ـــــ۔ **المعجم**۔ فیصل آباد، پاکستان: اِدارۃ العلوم الأثریۃ، ۱۴۰۷ھ۔

(۴) شروحات الحدیث

۱۴۵۔ **ابن اثیر**، ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری (۵۴۴-۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹-۱۲۱۰ء)۔ **منال الطالب فی شرح طوال الغرائب**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار المامون للتراث۔

۱۴۶۔ **انور شاہ کشمیری**، محمد انور بن محمد معظم شاہ کشمیری (۱۲۹۲-۱۳۵۲ھ)۔ **فیض الباری علی صحیح البخاری**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۱۴۷۔ **ابن بطال**، ابو الحسن علی بن خلف بن عبد الملک القرطبی (م۴۴۹ھ)۔ **شرح صحیح البخاري**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشد، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء۔

۱۴۸۔ **تکملۃ المجموع شرح المهذب للإمام أبی إسحاق إبراهيم بن علی بن یوسف الشیرازی**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۱۴۹۔ **ابن حجر عسقلانی**، ابو الفضل احمد بن علی بن حجر کنانی شافعی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ **فتح الباري شرح صحیح البخاري**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۷۹ھ۔

۱۵۰۔ ـــــ۔ **فتح الباري شرح صحیح البخاري**۔ لاہور، پاکستان: دار نشر الکتب الاسلامیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۵۱۔ ـــــ۔ **هدي الساري مقدمة فتح الباري**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۱۵۲۔ **ابن رجب حنبلی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶-۷۹۵ھ)۔ **شرح حدیث لبیک**۔ مکہ مکرمہ، سعودی عرب: دار عالم الفوائد، ۱۴۱۷ھ۔

۱۵۳۔ **شبیر احمد عثمانی**، شبیر احمد بن فضل الرحمان ہندی (۱۳۰۵-۱۳۶۹ھ/ ۱۸۸۹-۱۹۴۹ء)۔ **فتح الملهم بشرح صحیح الإمام مسلم**۔ دمشق، شام: دار القلم، ۱۴۲۷ھ/ ۲۰۰۶ء۔

۱۵۴۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ/ ۱۷۶۰-۱۸۳۴ء)۔ **نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر،۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۱۵۵۔ **ابوالعباس قرطبی**، ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم (۵۷۸-۶۵۶ھ)۔ **المفهم لما أشكل من تلخيص كتاب مسلم**۔ بیروت، لبنان + دمشق، شام: دار ابن کثیر،۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۱۵۶۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/ ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ **الاستذکار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ ،۲۰۰۰ء۔

۱۵۷۔ ـــ۔ **التمهيد**۔ مغرب (مراکش): وزارت عموم الاوقاف و الشؤون الاسلامیہ، ۱۳۸۷ھ۔

۱۵۸۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (۷۶۲-۸۵۵ھ/ ۱۳۶۱-۱۴۵۱ء)۔ **عمدة القاري شرح على صحيح البخاري**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء+ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی۔

۱۵۹۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ یحصبی (۴۷۶-۵۴۴ھ/ ۱۰۸۳-۱۱۴۹ء)۔ **إكمال المعلم بفوائد مسلم**۔ بیروت، لبنان: دار الوفا للطباعہ و النشر و التوزیع، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۱۶۰۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱-۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸-۱۵۱۷ء)۔ **إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۶۱۔ **مبارک پوری**، ابو العلاء محمد عبد الرحمٰن بن عبد الرحیم (۱۲۸۳-۱۳۵۳ھ)۔ **تحفة الأحوذی في شرح جامع الترمذي**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ ۔

۱۶۲۔ **ملا علی قاری**، نور الدین بن سلطان محمد ہروی حنفی (م۱۰۱۴ھ/ ۱۶۰۶ء)۔ **مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ ،۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۱۶۳۔ ـــــ۔ **مرقاۃ المفاتيح شرح مشكوٰة المصابيح**۔ ملتان، پاکستان: مکتبہ امدادیہ۔

۱۶۴۔ **مناوی**، عبد الرؤف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین (۹۵۲-۱۰۳۱ھ/ ۱۵۴۵-۱۶۲۱ء)۔ **التيسير بشرح الجامع الصغير**۔ الرياض، سعودی عرب: مکتبہ الامام الشافعی، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۶۵۔ ـــــ۔ **فيض القدير شرح الجامع الصغير**۔ مصر: مکتبہ تجاریہ کبریٰ، ۱۳۵۶ھ۔

۱۶۶۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱-۶۷۷ھ/۱۲۳۳-۱۲۷۸ء)۔ **شرح النووي على صحيح مسلم**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث، ۱۳۹۲ھ۔

۱۶۷۔ ـــــ۔ **شرح صحيح مسلم**۔ کراچی، پاکستان: قدیمی کتب خانہ، ۱۳۷۵ھ/ ۱۹۵۶ء۔

(۵) أسماء الرجال والتراجم

۱۶۸۔ **بخاری**، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ (۱۹۴-۲۵۶ھ/ ۸۱۰-۸۷۰ء)۔ **التاريخ الكبير**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۲ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۱۶۹۔ **ابن حبان**، ابو حاتم محمد بن حبان بن احمد بن حبان (۲۷۰-۳۵۴ھ/ ۸۸۴-۹۶۵ء)۔ **الثقات**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۹۵ھ/ ۱۹۷۵ء۔

۱۷۰۔ **ابن حجر عسقلانی**، احمد بن علی بن محمد بن محمد بن علی بن احمد کنانی (۷۷۳-۸۵۲ھ/ ۱۳۷۲-۱۴۴۹ء)۔ **الإصابة في تمييز الصحابة**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۲ھ۔

۱۷۱۔ ـــــ۔ **تهذيب التهذيب**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۴ھ۔

۱۷۲۔ ـــــ۔ **لسان الميزان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات ۱۴۰۶ھ/ ۱۹۸۶ء۔

۱۷۳۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲-۴۶۳ھ/۱۰۰۲-۱۰۷۱ء)۔ **المتفق والمفترق**۔ دمشق، شام: دار القادری للطباعہ والنشر

والتوزیع، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۱۷۴۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۷ھ/ ۱۹۸۷ء۔

۱۷۵۔ ـــــ۔ **سیر أعلام النبلاء**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۱۳ھ۔

۱۷۶۔ **شعرانی**، عبد الوہاب بن احمد بن علی بن احمد بن محمد بن موسیٰ، الانصاری، الشافعی الشاذلی، المصری (۸۹۸-۹۷۳ھ/۱۴۹۳-۱۶۶۵ء)۔ **الطبقات الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۱۷۷۔ **ابن عدی**، عبد الله بن عدی بن عبد الله بن محمد ابو احمد جرجانی (۲۷۷-۳۶۵ھ)۔ **الکامل في ضعفاء الرجال**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۱۷۸۔ **مزی**، ابو الحجاج یوسف بن زکی عبد الرحمٰن بن یوسف بن عبد الملک بن یوسف بن علی (۶۵۴-۷۴۲ھ/ ۱۲۵۶-۱۳۴۱ء)۔ **تهذیب الکمال**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الرسالہ، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۱۷۹۔ **ابن ابی یعلی**، ابو الحسین محمد بن محمد بن الحسین بن محمد ابن الفراء حنبلی (م ۵۲۱ھ)۔ **طبقات الحنابلة**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

(۶) علوم الحدیث

۱۸۰۔ **سمعانی**، ابو سعید عبدالکریم بن محمد بن منصور تمیمی (م ۵۶۲ھ)۔ **أدب الإملاء والاستملاء**۔ بیروت، لبنان: دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۱ھ/ ۱۹۸۱ء۔

۱۸۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابوالفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ **تدریب الراوي في شرح تقریب النواوي**۔ ریاض،

سعودی عرب: مکتبہ الریاض الحدیثہ۔

۱۸۲۔ ـــــ۔ مفتاح الجنة۔ المدینہ المنورہ، سعودی عرب: الجامعۃ الاسلامیۃ، ۱۳۹۹ھ۔

(۷) الفقه و أصوله

۱۸۳۔ **احمد رضا**، محدثِ ہند ابنِ نقی علی خاں قادری (۱۲۷۲-۱۳۴۰ھ/ ۱۸۵۶-۱۹۲۱ء)۔ **العطايا النبوية في الفتاویٰ الرضوية**۔ لاہور، پاکستان: رضا فاؤنڈیشن، جامعہ نظامیہ رضویہ، ۱۹۹۱ء۔

۱۸۴۔ **اعزاز علی**۔ **حاشية على كنز الدقائق**۔

۱۸۵۔ **بجیرمی**، سلیمان بن عمر بن محمد (م ۱۲۲۱ھ)۔ **حاشية البجيرمي على شرح منهج الطلاب**۔ دیار بکر، ترکی: المکتبۃ الاسلامیۃ۔

۱۸۶۔ **ابن بزاز**، محمد بن محمد بن شہاب کردری (۸۲۷ھ)۔ **الفتاویٰ البزازية على هامش الفتاویٰ العالمكيرية**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۱۳۹۳ھ/ ۱۹۷۳ء۔

۱۸۷۔ **بہوتی**، منصور بن یونس بن ادریس (م ۱۰۵۱ھ)۔ **كشاف القناع عن متن الإقناع**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۲ھ۔

۱۸۸۔ ـــــ۔ **كشاف القناع عن متن الإقناع**۔ قاہرہ، مصر۔

۱۸۹۔ **ابن تیمیہ**، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم بن عبد السلام حرانی (۶۶۱-۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳-۱۳۲۸ء)۔ **المحرر في الفقه على مذهب الإمام أحمد بن حنبل**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبہ المعارف، ۱۴۰۴ھ۔

۱۹۰۔ ـــــ۔ **مجموع الفتاوی**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۶ھ۔

۱۹۱۔ ـــــ۔ **مجموع الفتاوی**۔ مکتبہ ابن تیمیہ۔

۱۹۲۔ **ابن جزی**، محمد بن احمد بن جزی الکلبی الغرناطی (۶۹۳-۷۴۱ھ)۔ **القوانين الفقهية**۔

۱۹۳۔ **ابن حزم**، ابو محمد علی بن احمد بن سعید بن حزم اندلسی الظاہری (۳۸۳-۴۵۶ھ/ ۹۹۳-۱۰۶۴ء)۔ **المحلی**۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدیدہ۔

۱۹۴۔ حصکفی، علاء الدین محمد بن علی بن محمد حنفی (۱۰۸۸ھ/۱۶۷۷ء)۔ **الدر المختار علی هامش الرد**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۳۸۶ھ۔

۱۹۵۔ **خرقی**، ابو القاسم عمر بن حسین (م ۳۳۴ھ)۔ **مختصر الخرقي من مسائل الإمام أحمد بن حنبل**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۳ھ۔

۱۹۶۔ **دردیر**، ابو البرکات احمد۔ **الشرح الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۹۷۔ **دسوقی**، محمد بن احمد بن عرفہ مالکی (م۱۲۳۰ھ/۱۸۱۵ء)۔ **حاشیة علی الشرح الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۹۸۔ **ابن رشد**، ابو ولید محمد بن احمد بن محمد بن رشد القرطبی (م ۵۹۵ھ)۔ **بدایة المجتهد**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر۔

۱۹۹۔ **زکریا انصاری**، ابو یحییٰ زکریا بن محمد بن احمد (۸۲۳-۹۲۶ھ)۔ **منهج الطلاب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ۔

۲۰۰۔ **ابن زنجویہ**، حمید (م۲۵۱ھ)۔ **کتاب الأموال**۔ ریاض، سعودی عرب: مرکز الملک فیصل للبحوث والدراسات الاسلامیۃ، ۱۴۰۶ھ/۱۹۸۶ء۔

۲۰۱۔ **زیلعی**، فخر الدین عثمان بن علی بن محجن بارعی حنفی (م۷۴۳ھ)۔ **تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق**۔ قاہرہ، مصر: دار الکتب الاسلامی، ۱۳۱۳ھ۔

۲۰۲۔ **سرخسی**، شمس الائمۃ محمد بن احمد بن ابی سہل (م۴۸۳ھ)۔ **شرح کتاب السیر الکبیر**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۲۰۳۔ ـــــ۔ **کتاب المبسوط**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۲۰۴۔ **شاطبی**، ابو اسحاق ابراہیم بن موسیٰ بن محمد اللخمی الغرناطی (م۷۹۰ھ)۔ **الاعتصام**۔ مصر: المکتبۃ التجاریۃ۔

۲۰۵۔ ـــــ۔ **الموافقات في أصول الشريعة**۔ بیروت لبنان: دار المعرفہ،۱۳۹۳ھ۔

۲۰۶۔ **شافعی**، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/ ۷۶۷-۸۱۹ء)۔ **الأم**۔ بیروت لبنان: دار المعرفہ،۱۳۹۳ھ۔

۲۰۷۔ **شربيني**، محمد خطیب (م۹۷۷ھ)۔ **الإقناع في حل ألفاظ أبي شجاع**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۵ھ۔

۲۰۸۔ ـــــ۔ **مغني المحتاج إلى معرفة معاني ألفاظ المنهاج**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی،۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۲۰۹۔ **شوکانی**، محمد بن علی بن محمد (۱۱۷۳-۱۲۵۰ھ/۱۷۶۰-۱۸۳۴ء)۔ **السيل الجرار**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۵ھ۔

۲۱۰۔ ـــــ۔ **فتح القدير**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر،۱۴۰۲ھ/۱۹۸۲ء۔

۲۱۱۔ ـــــ۔ **نيل الأوطار شرح منتقى الأخبار**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل،۱۹۷۳ء۔

۲۱۲۔ **شیبانی**، ابو عبد اللہ محمد بن حسن بن فرقد (۱۳۲-۱۸۹ھ)۔ **كتاب الحجة على أهل المدينة**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب،۱۴۰۳ھ۔

۲۱۳۔ ـــــ۔ **المبسوط**۔ کراچی، پاکستان: ادارۃ القرآن و العلوم الاسلامیہ۔

۲۱۴۔ **ابن ضویان**، ابراہیم بن محمد بن سالم (۱۲۷۵-۱۳۵۳ھ)۔ **منار السبيل**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ المعارف، ۱۴۰۵ھ۔

۲۱۵۔ **طبرسی**، ابو علی فضل بن حسن (م ۵۴۸ھ)۔ **المؤتلف من المختلف بين أئمة السلف**۔ قم، ایران: مطبعۃ سید الشہداء،۱۴۱۰ھ۔

٢١٦۔ **ابن عابدین شامی**، محمد بن محمد امین بن عمر بن عبدالعزیز دمشقی (١٢٤٤-١٣٠٦ھ)۔ **رد المحتار علی الدر المختار**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤١٢ھ/١٩٩٢ء۔

٢١٧۔ ——۔ **رد المحتار علی الدر المختار**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ ماجدیہ، ١٣٩٩ھ۔

٢١٨۔ **ابن ابی عاصم**، ابوبکر عمرو بن ابی عاصم ضحاک شیبانی (٢٠٦-٢٨٧ھ/٨٢٢-٩٠٠ء)۔ **الدیات**۔ کراچی، پاکستان: إدارة القرآن والعلوم، ١٤٠٧ھ۔

٢١٩۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد بن عبد البر قرطبی (٣٦٨-٤٦٣ھ/ ٩٧٩-١٠٧١ء)۔ **الكافي في فقه أهل المدينة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ١٤٠٧ھ۔

٢٢٠۔ **عروسی**، ڈاکٹر محمد تاج شیخ عبد الرحمٰن۔ **فقه الجهاد والعلاقات الدولية فی الإسلام**۔ اسلام آباد، پاکستان: انسٹنٹ پرنٹ سسٹم، ١٩٩٩ء۔

٢٢١۔ **ابن علاء**، عالم بن العلاء انصاری دہلوی حنفی (م ٧٨٦ھ)۔ **الفتاوی التاتارخانية في الفقه الحنفي**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ٢٠٠٥ء۔

٢٢٢۔ **عبد الرحمٰن جزیری**۔ **الفقه علی المذاهب الأربعة**۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی۔

٢٢٣۔ **ابو عبید**، قاسم بن سلام (م٢٢٤ھ)۔ **کتاب الأموال**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤٠٨ھ۔

٢٢٤۔ **علی احمد الجرجاوی**۔ **حكمة التشريع وفلسفته**۔

٢٢٥۔ **عینی**، بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد بن موسیٰ بن احمد بن حسین بن یوسف بن محمود (٧٦٢-٨٥٥ھ/١٣٦١-١٤٥١ء)۔ **البناية شرح الهداية**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ١٤٢٠ھ/٢٠٠٠ء۔

٢٢٦۔ **الفتاوی الهندية**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ١٤١١ھ/١٩٩١ء۔

۲۲۷۔ الفتاوى الهندية۔ بیروت، لبنان: دار المعرفة، ۱۳۹۳ھ/۱۹۷۳ء۔

۲۲۸۔ **فوزان**، صالح بن فوزان بن عبد اللہ۔ الجهاد وضوابطة الشرعية۔

۲۲۹۔ **فہد الحصین**۔ الفتاوى الشرعية في القضايا العصرية۔

۲۳۰۔ **قاضی خان**، فخر الدین ابو المحاسن حسن بن منصور (م۵۹۲ھ)۔ فتاوى قاضيخان فى مذهب الإمام الأعظم أبى حنيفة النعمان۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۳۱۔ **ابن قدامہ**، ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن قدامہ المقدسی (۵۴۱-۶۲۰ھ)۔ الكافي في فقه ابن حنبل۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی۔

۲۳۲۔ ــــ۔ المغني في فقه الإمام أحمد بن حنبل الشيباني۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۵ھ۔

۲۳۳۔ ــــ۔ المغني على مختصر الخرقي۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۳۴۔ **ابن قدامہ**، عبد الرحمان بن محمد بن احمد مقدسی حنبلی (م۶۸۲ھ)۔ الشرح الكبير على متن المقنع۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۳۵۔ **قرافی**، ابو العباس شہاب الدین احمد بن ادریس مالکی (م۶۸۴ھ)۔ الذخيرة في الفقه المالكي۔ بیروت، لبنان: دار الغرب، ۱۹۹۴ء۔

۲۳۶۔ ــــ۔ الفروق/ أنوار البروق في أنواع الفروق۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۲۳۷۔ **ابن قیم**، ابو عبد اللہ محمد بن ابو بکر ایوب الزرعی (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ أحكام أهل الذمة۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۸ھ/ ۱۹۹۷ء۔

۲۳۸۔ **کاسانی**، علاء الدین (م ۵۸۷ھ)۔ بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۹۸۲ء۔

۲۳۹۔ **مالک**، ابن انس بن مالک بن ابی عامر بن عمرو بن حارث اَصبحی (۹۳- ۱۷۹ھ/ ۷۱۲-۷۹۵ء)۔ **المدونة الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۲۴۰۔ ـــــ۔ **المدونة الکبری**۔ قاہرہ، مصر: دار الحدیث۔

۲۴۱۔ **ماوردی**، ابو الحسن علی بن محمد بن حبیب بصری (۳۶۴-۴۵۰ھ)۔ **الأحکام السلطانیة**۔ بیروت لبنان: دار الکتب العلمیة، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۲۴۲۔ ـــــ۔ **الإقناع في الفقه الشافعي**۔

۲۴۳۔ **مرداوی**، ابو الحسن علاء الدین علی بن سلیمان بن احمد بن محمد (۸۱۷-۸۸۵ھ)۔ **الإنصاف في معرفة الراجح من الخلاف علی مذهب الإمام أحمد بن حنبل**۔ بیروت، لبنان: دار إحیاء التراث العربی۔

۲۴۴۔ **مرعی**، ابن یوسف بن ابی بکر بن احمد کرمی مقدسی حنبلی (م۱۰۳۳ھ)۔ **غایة المنتهي**۔

۲۴۵۔ **مرغینانی**، برہان الدین ابو الحسن علی بن ابی بکر۔ **الهدایة شرح بدایة المبتدی**۔ بیروت، لبنان: دار ارقم، ۱۹۹۷ء۔

۲۴۶۔ ـــــ۔ **الهدایة شرح بدایة المبتدي**۔ بیروت، لبنان: المکتبة الاسلامیہ۔

۲۴۷۔ ـــــ۔ **الهدایة شرح بدایة المبتدی**۔ کراچی، پاکستان: محمد علی کارخانہ اسلامی کتب۔

۲۴۸۔ **مروزی**، ابو عبد اللہ محمد بن نصر بن الحجاج (۲۰۲-۲۹۴ھ)۔ **تعظیم قدر الصلاة**۔ مدینہ منورہ، سعودی عرب: مکتبة الدار، ۱۴۰۶ھ۔

۲۴۹۔ **مصطفیٰ بن سعد**، السیوطی الرحیبانی۔ **مطالب أولي النهی في شرح غایة المنتهی**۔ دمشق، شام: المکتب الإسلامی، ۱۹۶۱ء۔

۲۵۰۔ **ابن مفلح**، شمس الدین محمد ابو عبد اللہ مقدسی حنبلی (۷۱۷-۷۶۲ھ)۔ **الفروع**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۸ھ۔

۲۵۱۔ **ابن مفلح**، ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن عبد اللہ حنبلی (۸۱۶-۸۸۴ھ)۔ **المبدع في شرح المقنع**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی۔

۲۵۲۔ **مکی بن ابی طالب المقری**، ابو محمد (م۴۳۷ھ)۔ **الهداية إلى بلوغ النهاية**۔ شارجہ: یونی ورسٹی آف شارجہ۔

۲۵۳۔ **ملا علی قاری**، علی بن سلطان محمد نور الدین حنفی (م۱۰۱۴ھ/۱۶۰۶ء)۔ **فتح باب العناية فی شرح کتاب النقاية فی الفقه الحنفی**۔ بیروت، لبنان: دار ارقم، ۱۹۹۷ء۔

۲۵۴۔ **نذیر حسین**، سید دہلوی (۱۸۰۰-۱۹۰۳ء)۔ **فتاوی نذیریه**۔ گوجرانوالہ، پاکستان: مکتبۃ المعارف الاسلامیۃ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۲۵۵۔ **نسفی**، ابو البرکات عبد اللہ بن احمد بن محمود (م۷۱۰ھ)۔ **کنز الدقائق**۔ کراچی، پاکستان: ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیۃ۔

۲۵۶۔ **نفراوی**، احمد بن غنیم بن سالم (م۱۱۲۶ھ)۔ **الفواکه الدواني**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۵ھ۔

۲۵۷۔ **ابن نجیم**، زین بن ابراہیم بن محمد بن محمد بن محمد بن بکر حنفی (۹۲۶-۹۷۰ھ)۔ **البحر الرائق شرح کنز الدقائق**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۲۵۸۔ **نووی**، ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف (م۶۷۶ھ)۔ **روضة الطالبين وعمدة المفتين**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۵ھ۔

۲۵۹۔ **نووی**، ابو زکریا، یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱-۶۷۷ھ/۱۲۳۳-۱۲۷۸ء)۔ **المجموع شرح المهذب للإمام أبی إسحاق إبراهيم بن علی بن يوسف الشيرازی**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ۔

۲۶۰۔ **ابن ہبیرہ**، وزیر ابو المظفر عون الدین یحییٰ حنبلی (م۵۶۰ھ)۔ **الإفصاح عن معاني الصحاح في الفقه على المذاهب الأربعة**۔

۲۶۱۔ **ابن ہمام**، کمال الدین محمد بن عبد الواحد سیواسی سکندری (۷۹۰-۸۶۱ھ)۔ **فتح القدیر شرح الهداية**۔ کوئٹہ، پاکستان: مکتبہ رشیدیہ۔

۲۶۲۔ **یحییٰ بن آدم**، ابو زکریا ابن سلیمان قرشی (م۲۰۳ھ)۔ **کتاب الخراج**۔ لاہور، پاکستان: المکتبۃ الاسلامیۃ، ۱۹۷۴ء۔

۲۶۳۔ **ابو یعلی حنبلی**، محمد بن حسین بن محمد بن خلف بن احمد بن الفراء (م۴۵۸ھ/۱۰۶۶ء)۔ **المعتمد فی اُصول الدين**۔ بیروت، لبنان: دار المشرق، ۱۹۷۴ھ۔

۲۶۴۔ **ابو یوسف**، یعقوب بن ابراہیم (م۱۸۲ھ)۔ **کتاب الخراج**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

(۸) السیرۃ

۲۶۵۔ **ابن اسحاق**، محمد بن اسحاق بن یسار (۸۵-۱۵۱ھ)۔ **السيرة النبوية**۔ معہد الدراسات والابحاث للتعریف۔

۲۶۶۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **دلائل النبوة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔

۲۶۷۔ **حلبی**، علی بن برہان الدین (م۱۴۰۴ھ)۔ **السيرة الحلبية**۔ بیروت، لبنان، دارالمعرفہ، ۱۴۰۰ھ۔

۲۶۸۔ **زرقانی**، ابو عبد اللہ محمد بن عبد الباقی بن یوسف بن احمد بن علوان مصری ازہری مالکی (۱۰۵۵-۱۱۲۲ھ/۱۶۴۵-۱۷۱۰ء)۔ **شرح المواهب اللدنية**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

۲۶۹۔ **ابن سعد**، ابو عبد اللہ محمد (۱۶۸-۲۳۰ھ/۷۸۴-۸۴۵ء)۔ **الطبقات الكبرى**۔ بیروت، لبنان: دار بیروت للطباعہ والنشر، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء۔

۲۷۰۔ ــــ۔ **الطبقات الکبری**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۲۷۱۔ **سیوطی**، جلال الدین ابو الفضل عبد الرحمٰن بن ابی بکر بن محمد بن ابی بکر بن عثمان (۸۴۹-۹۱۱ھ/ ۱۴۴۵-۱۵۰۵ء)۔ **الشمائل الشریفة**۔ دار طائر العلم للنشر والتوزیع۔

۲۷۲۔ **صالحی**، ابو عبد اللہ محمد بن یوسف بن علی بن یوسف شامی (م ۹۴۲ھ/ ۱۵۳۶ء)۔ **سبل الهدی والرشاد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/ ۱۹۹۳ء۔

۲۷۳۔ **طبری**، ابو جعفر احمد بن عبد اللہ بن محمد بن ابی بکر بن محمد بن ابراہیم (۶۱۵-۶۹۴ھ/ ۱۲۱۸-۱۲۹۵ء)۔ **الریاض النضرة في مناقب العشرة**۔ بیروت، لبنان: دار الغرب الاسلامی، ۱۹۹۶ء۔

۲۷۴۔ **قاضی عیاض**، ابو الفضل عیاض بن موسیٰ بن عیاض بن عمرو بن موسیٰ یحصبی (۴۷۶-۵۴۴ھ/ ۱۰۸۳-۱۱۴۹ء)۔ **الشفا بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی۔

۲۷۵۔ ــــ۔ **الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ ﷺ**۔ ملتان، پاکستان: عبدالتواب اکیڈمی۔

۲۷۶۔ **قسطلانی**، ابو العباس احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک بن احمد بن محمد بن محمد بن حسین بن علی (۸۵۱-۹۲۳ھ/ ۱۴۴۸-۱۵۱۷ء)۔ **المواهب اللدنیة بالمنح المحمدیة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۲۷۷۔ **ابن قیم**، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب الزرعی (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ **زاد المعاد في هدي خیر العباد**۔ بیروت، لبنان: موسسہ الرسالۃ، ۱۴۰۷ء/ ۱۹۸۶ء۔

۲۷۸۔ ــــ۔ **زاد المعاد في هدي خیر العباد**۔ کویت: مکتبۃ المنار الاسلامیہ، ۱۹۸۶ء۔

۲۷۹۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **السیرة النبویة**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۲۸۰۔ **کلاعی**، ابو الربیع سلیمان بن موسیٰ الاندلسی (۵۶۵-۶۳۴ھ)۔ **الاکتفاء في مغازي**

رسول الله ﷺ والثلاثة الخلفاء۔ بیروت، لبنان، مكتبة الهلال، ۱۳۸۷ھ/ ۱۹۶۸ء۔

۲۸۱۔ **ابونعیم**، احمد بن عبداللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ **دلائل النبوۃ**۔ حیدر آباد، بھارت: مجلس دائرہ معارف عثمانیہ، ۱۳۶۹ھ/ ۱۹۵۰ء۔

۲۸۲۔ **ابن ہشام**، ابو محمد عبد الملک ہشام حمیری (م۲۱۳ھ/ ۸۲۸ء)۔ **السیرۃ النبویہ**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۳ء۔

۲۸۳۔ ــــ۔ **السیرۃ النبویۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۱ھ۔

(۹) العقائد

۲۸۴۔ **آجری**، ابو بکر محمد بن حسین بن عبد اللہ (م ۳۶۰ھ)۔ **الشریعۃ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الوطن، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۲۸۵۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/ ۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **الاعتقاد**۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق، ۱۴۰۱ھ۔

۲۸۶۔ **ابن تیمیہ**، ابو العباس احمد بن عبد الحلیم حرانی (۶۶۱-۷۲۸ھ/ ۱۲۶۳-۱۳۲۸ء)۔ **منہاج السنۃ النبویۃ**۔ قاہرہ، مصر: مؤسسہ قرطبہ، ۱۴۰۶ھ۔

۲۸۷۔ ــــ۔ **النبوات**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۲۸۸۔ **ابو حنیفہ**، امامِ اعظم نعمان بن ثابت (۸۰-۱۵۰ھ)۔ **الفقه الأبسط (مجموعة العقيدة وعلم الكلام للشيخ زاهد الكوثرى)**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۲۸۹۔ **ذہبی**، ابو عبد اللہ شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/ ۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **المنتقى من منهاج الإعتدال**۔

۲۹۰۔ **طحاوی**، ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ (۲۲۹-۳۲۱ھ/ ۸۵۳-۹۳۳ء)۔ **العقیدة الطحاویة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۹ھ۔

۲۹۱۔ **ابن ابی العز**، صدر الدین محمد بن علاء الدین حنفی اذرعی صالحی دمشقی (۷۳۱-۷۹۲ھ)۔ **شرح العقیدة الطحاویة**۔ بیروت، لبنان: المکتب الاسلامی، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۲۹۲۔ **عبد العزیز محدث دہلوی** (م۱۲۲۹ھ)۔ **تحفة اثنا عشریة**۔ استنبول، ترکی: مکتبۃ الحقیقۃ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۲۹۳۔ **عبد القاہر بغدادی**، ابو منصور بن طاہر بن محمد (م ۴۲۹ھ/ ۱۰۳۷ء)۔ **الفرق بین الفرق وبیان الفرقة الناجیة**۔ بیروت، لبنان: دار الآفاق الجدیدة، ۱۹۷۷ء۔

۲۹۴۔ **ابن مندہ**، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق بن یحییٰ (۳۱۰-۳۹۵ھ/ ۹۲۲-۱۰۰۵ء)۔ **الإیمان**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالہ، ۱۴۰۶ھ۔

۲۹۵۔ **ابو منصور ماتریدی**، محمد بن محمد بن منصور الحنفی (م۳۳۳ھ)۔ **تأویلات أهل السنة**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

(۱۰) التصوف والزهد

۲۹۶۔ **بیہقی**، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن عبد اللہ بن موسیٰ (۳۸۴-۴۵۸ھ/ ۹۹۴-۱۰۶۶ء)۔ **الزهد الکبیر**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الکتب الثقافیۃ، ۱۹۹۶ء۔

۲۹۷۔ **تمام الرازی**، ابو قاسم تمام بن محمد الرازی (۳۳۰-۴۱۴ھ)۔ **الفوائد**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبۃ الرشید، ۱۴۱۲ھ۔

۲۹۸۔ **ابن جوزی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن علی بن محمد بن علی بن عبید اللہ (۵۱۰-۵۷۹ھ/ ۱۱۱۶-۱۲۰۱ء)۔ **صفة الصفوة**۔ بیروت، لبنان، دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ/ ۱۹۸۹ء۔

۲۹۹۔ ـــــ۔ **ذم الهوی**۔

۳۰۰۔ **ابن حجر ہیتمی**، ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن محمد بن علی بن حجر (۹۰۹-۹۷۳ھ/۱۵۰۳-۱۵۶۶ء)۔ **الزواجر**۔ صیدا، لبنان: المکتبۃ العصریہ، ۱۴۲۰ھ/۱۹۹۹ء۔

۳۰۱۔ **ابن حیان**، ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن جعفر بن حبان اصبہانی (۲۷۴-۳۶۹ھ)۔ **التوبیخ والتنبیہ**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ الفرقان۔

۳۰۲۔ **ابن ابی الدنیا**، ابوبکر عبد اللہ بن محمد بن عبید بن بن سفیان قیس قرشی (۲۰۸-۲۸۱ھ)۔ **الإشراف في منازل الأشراف**۔ ریاض، سعودی عرب: مکتبہ الرشید، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۰ء۔

۳۰۳۔ ـــــ۔ **الأهوال**۔ مصر: مکتبۃ آل یاسر، ۱۴۱۳ھ/۱۹۹۳ء۔

۳۰۴۔ ـــــ۔ **المرض والکفارات**۔ بمبائی، ہندوستان: دار السّلفیہ، ۱۴۱۱ھ/۱۹۹۱ء۔

۳۰۵۔ **ذہبی**، شمس الدین محمد بن احمد بن عثمان (۶۷۳-۷۴۸ھ/۱۲۷۴-۱۳۴۸ء)۔ **الکبائر**۔ بیروت، لبنان: دار الندوۃ الجدیدۃ۔

۳۰۶۔ **رفاعی**، احمد الرفاعی الحسینی (۵۱۲-۵۷۸ھ)۔ **البرهان المؤيد**۔ لبنان: دار الکتاب النفیس، ۱۴۰۸ھ۔

۳۰۷۔ **ابن سرایا**، محمد بن محمد بن علی بن ہمام بن راجی اللہ بن سرایا بن داود (۶۷۷-۷۴۵ھ)۔ **سلاح المؤمن في الدعاء**۔ بیروت، لبنان: دار ابن کثیر، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۳۰۸۔ **ابن سری**، ہناد بن سری کوفی (۱۵۲-۲۴۳ھ)۔ **الزهد**۔ کویت: دار الخلفاء للکتاب الإسلامی، ۱۴۰۶ھ۔

۳۰۹۔ **ابن السُّنّی**، احمد بن محمد دینوری (۲۸۴-۳۶۴ھ)۔ **عمل الیوم واللیلة**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۲۵ھ/۲۰۰۴ء۔

۳۱۰۔ **ابو الشیخ**، محمد بن حسین البرجلانی (م۲۳۸ھ)۔ **الکرم والجود وسخاء النفوس**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۲ھ۔

۳۱۱۔ **طبرانی**، ابو القاسم سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی (۲۶۰-۳۶۰ھ/ ۸۷۳-۹۷۱ء)۔ **کتاب الدعاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۳۱۲۔ **قشیری**، ابو القاسم عبد الکریم بن ہوازن نیشاپوری (۳۷۶-۴۶۵ھ/ ۹۸۶- ۱۰۷۳ء)۔ **الرسالۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل۔

۳۱۳۔ ـــــ۔ **الرسالۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۶ھ/ ۲۰۰۵ء۔

۳۱۴۔ **ابن القیم**، ابوعبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب زرعی (۶۹۱-۷۵۱ھ)۔ **مفتاح دار السعادۃ**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۱۵۔ **ابن مبارک**، ابو عبد الرحمٰن عبد اللہ بن واضح مروزی (۱۱۸-۱۸۱ھ/ ۷۳۶- ۷۹۸ء)۔ **کتاب الزھد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۵ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۳۱۶۔ **مروزی**، ابوعبد اللہ حسین بن حسن بن حرب (۲۴۶ھ)۔ **البر والصلۃ**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الوطن، ۱۴۱۹ھ۔

۳۱۷۔ **مقدسی**، ضیاء الدین ابوعبد اللہ محمد بن عبد الواحد بن احمد بن عبد الرحمٰن بن اسماعیل بن منصوری سعدی حنبلی (۵۶۹-۶۴۳ھ/ ۱۱۷۳-۱۲۴۵ء)۔ **فضائل الأعمال**۔ قاہرہ، مصر: دار الغد العربی۔

۳۱۸۔ **ابو نعیم**، احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق بن موسیٰ بن مہران اصبہانی (۳۳۶-۴۳۰ھ/ ۹۴۸-۱۰۳۸ء)۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۱۹۔ ـــــ۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۰ھ/ ۱۹۸۰ء۔

۳۲۰۔ ـــــ۔ **حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۳ھ/ ۲۰۰۲ء۔

۳۲۱۔ ـــ۔ **كتاب الأربعين على مذهب المتحققين من الصوفية**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۳ء۔

۳۲۲۔ **نووی**، ابو زکریا یحییٰ بن شرف بن مری بن حسن بن حسین بن محمد بن جمعہ بن حزام (۶۳۱-۶۷۷ھ/۱۲۳۳-۱۲۷۸ء)۔ **الأذكار من كلام سيد الأبرار**۔ بیروت، لبنان: المكتبة العصرية، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۳ء۔

۳۲۳۔ ـــ۔ **رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين ﷺ**۔ بیروت، لبنان: دار الخیر، ۱۴۱۲ھ/۱۹۹۱ء۔

۳۲۴۔ **ہناد**، ہناد بن سری کوفی (۱۵۲-۲۴۳ھ)۔ **الزهد**۔ کویت: دار الخلفاء للکتاب الإسلامی، ۱۴۰۶ھ۔

(۱۱) الآداب والأخلاق

۳۲۵۔ **ابن حاج**، ابوعبداللہ محمد بن محمد بن محمد عبدری فاسی مالکی (م ۷۳۷ھ)۔ **المدخل**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۰۱ھ/۱۹۸۱ء۔

۳۲۶۔ **خرائطی**، ابو بکر محمد بن جعفر بن سہل (م ۳۲۷ھ)۔ **مكارم الأخلاق ومعاليها**۔ دمشق، سوریہ: دار الفکر، ۱۹۸۶ء۔

۳۲۷۔ **ابن ابی دنیا**، ابو بکر عبد اللہ بن محمد القرشی (۲۰۸-۲۸۱ھ)۔ **الإخوان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۹ھ/۱۹۸۸ء۔

۳۲۸۔ ـــ۔ **الحلم**۔ بیروت، لبنان: مؤسسة الكتب الثقافية، ۱۴۱۳ھ۔

۳۲۹۔ ـــ۔ **الصمت**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۱۰ھ۔

۳۳۰۔ ـــ۔ **العقل وفضله**۔ ریاض، سعودی عرب: دار الرایہ، ۱۴۰۹ھ۔

۳۳۱۔ ـــ۔ **العيال**۔ سعودی عرب: دار ابن القیم، ۱۴۱۰ھ/۱۹۹۰ء۔

۳۳۲۔ــــ۔ قضاء الحوائج۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ القرآن۔

۳۳۳۔ ــــ۔ مداراۃ الناس۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۲ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۳۴۔ ــــ۔ مکارم الأخلاق۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ القرآن ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۳۵۔ **ابن رجب حنبلی**، ابو الفرج عبد الرحمٰن بن احمد (۷۳۶-۷۹۵ھ)۔ **جامع العلوم والحکم في شرح خمسين حديثا من جوامع الکلم**۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفہ، ۱۴۰۸ھ۔

۳۳۶۔ **سلمی**، ابو عبد الرحمٰن محمد بن حسین بن محمد الازدی السلمی نیشاپوری (۳۲۵-۴۱۲ھ/ ۹۳۶-۱۰۲۱ء)۔ **آداب الصحبة وحسن العشيرة**۔ طنطا، مصر: دار الصحابہ للتراث، ۱۴۱۰ھ/ ۱۹۹۰ء۔

۳۳۷۔ **ابن شاہین**، ابو حفص عمر بن احمد بن عثمان (۲۹۷-۳۸۵ھ)۔ **الترغيب فی فضائل الأعمال وثواب ذلک**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۲۴ھ/ ۲۰۰۴ء۔

۳۳۸۔ **ابن عبد البر**، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ بن محمد (۳۶۸-۴۶۳ھ/ ۹۷۹-۱۰۷۱ء)۔ **جامع بيان العلم وفضله**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۳۹۸ھ/ ۱۹۷۸ء۔

۳۳۹۔ **غزالی**، ابو حامد محمد بن محمد (۴۵۰-۵۰۵ھ)۔ **إحياء علوم الدين**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ۔

۳۴۰۔ **ابن قدامہ**، ابو محمد عبد اللہ بن احمد مقدسی حنبلی (م۶۲۰ھ)۔ **المتحابين في الله**۔ دمشق، شام: دار الطباع، ۱۴۱۱ھ/ ۱۹۹۱ء۔

۳۴۱۔ **ابن قیم**، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر ایوب جوزیہ (۶۹۱-۷۵۱ھ/ ۱۲۹۲-۱۳۵۰ء)۔ **الوابل الصيب**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۵ھ/ ۱۹۸۵ء۔

۳۴۲۔ **ماوردی**، ابو الحسین علی بن محمد بن حبیب (۳۶۴-۴۵۰ھ)۔ **أدب الدنيا والدين**۔ قاہرہ، مصر: دار المصریہ اللبنانیہ، ۱۴۰۸ھ/ ۱۹۸۸ء۔

۳۴۳۔ **مقدسی**، شمس الدین، ابوعبداللہ محمد بن مفلح بن محمد بن مفرج دمشقی (۷۶۳ھ)۔ **الآداب الشرعية**۔ بیروت، لبنان: مؤسسۃ الرسالۃ، ۱۴۱۷ھ/۱۹۹۶ء۔

(۱۲) التاریخ والمِلل

۳۴۴۔ **ابن اثیر**، ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الکریم شیبانی جزری (۵۵۵-۶۳۰ھ/ ۱۱۶۰-۱۲۳۳ء)۔ **الكامل في التاريخ**۔ بیروت، لبنان: دار صادر، ۱۳۹۹ھ/ ۱۹۷۹ء۔

۳۴۵۔ **ابوزہرہ**، محمد۔ **العلاقات الدولية فى الاسلام**۔ قاہرہ، مصر: دار الفکر العربی، ۱۹۹۵ء۔

۳۴۶۔ **بلاذری**، احمد بن یحییٰ بن جابر (م۲۷۹ھ)۔ **فتوح البلدان**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۰۳ھ/۱۹۸۳ء۔

۳۴۷۔ **ابن حزم**، علی بن احمد بن سعید اندلسی (۳۸۴-۴۵۶ھ/۹۹۴-۱۰۶۴ء)۔ **الفصل في الملل والنحل**۔ بیروت، لبنان: دار الجیل، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۳۴۸۔ ـــــ۔ **الفصل في الملل والأهواء والنحل**۔ قاہرہ، مصر: مکتبۃ الخانجی۔

۳۴۹۔ **خطیب بغدادی**، ابو بکر احمد بن علی بن ثابت بن احمد بن مہدی بن ثابت (۳۹۲-۴۶۳ھ/۱۰۰۲-۱۰۷۱ء)۔ **تاريخ بغداد**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ۔

۳۵۰۔ **ابن خلال**، احمد بن محمد بن ہارون بن یزید، ابو بکر (۳۱۱-۳۳۴ھ)۔ **أحكام أهل الملل من الجامع لمسائل الإمام أحمد بن حنبل**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۴ھ/۱۹۹۴ء۔

۳۵۱۔ **ابن خلدون**، عبد الرحمٰن بن محمد الحضرمی (۷۳۲-۸۰۸ھ)۔ **مقدمة**۔ بیروت، لبنان، دار القلم، ۱۹۸۴ء۔

۳۵۲۔ **شہرستانی**، ابو الفتح محمد بن عبدالکریم بن ابی بکر احمد (۴۷۹-۵۴۸ھ)۔ **الملل والنحل**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفۃ، ۲۰۰۱ء۔

۳۵۳۔ **طبری**، ابوجعفر محمد بن جریر بن یزید (۲۲۴-۳۱۰ھ/ ۸۳۹-۹۲۳ء)۔ **تاریخ الأمم والملوک**۔ بیروت، لبنان، دارالکتب العلمیہ، ۱۴۰۷ھ۔

۳۵۴۔ **طوسی**، ابوجعفر محمد بن حسن (۳۸۵-۴۶۰ھ)۔ **الإقتصاد الهادي إلی طریق الرشاد**۔ طہران، ایران: مکتبۃ جامع چھلستون۔

۳۵۵۔ **ابن عبد الحکم**، ابو القاسم عبد الرحمٰن بن عبد اللہ عبد الحکم بن اعین قرشی مصری (۱۸۷-۲۵۷ھ/ ۸۰۳-۸۷۱ء)۔ **فتوح مصر وأخبارها**۔ بیروت، لبنان: دارالفکر، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۳۵۶۔ **ابن عساکر**، ابو قاسم علی بن حسن بن ہبۃ اللہ بن عبد اللہ بن حسین دمشقی (۴۹۹-۵۷۱ھ/ ۱۱۰۵-۱۱۷۶ء)۔ **تاریخ دمشق الکبیر (المعروف بـ: تاریخ ابن عساکر)**۔ بیروت، لبنان: دار احیاء التراث العربی، ۱۴۲۱ھ/ ۲۰۰۱ء۔

۳۵۷۔ ـــــ۔ **تاریخ مدینة دمشق**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۹۹۵ء۔

۳۵۸۔ **فاکہی**، ابوعبد اللہ محمد بن اسحاق بن عباس مکی (۲۷۲ھ/ ۸۸۵ء)۔ **أخبار مکة في قدیم الدهر وحدیثة**۔ بیروت، لبنان: دارخضر، ۱۴۱۴ھ۔

۳۵۹۔ **قزوینی**، عبدالکریم بن محمد الرافعی۔ **التدوین في أخبار قزوین**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۹۸۷ء۔

۳۶۰۔ **ابن کثیر**، ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر بن ضوء بن کثیر بن زرع بصروی (۷۰۱-۷۷۴ھ/ ۱۳۰۱-۱۳۷۳ء)۔ **البدایة والنهایة**۔ بیروت، لبنان: دار الفکر، ۱۴۱۹ھ/ ۱۹۹۸ء۔

۳۶۱۔ ـــــ۔ **البدایة والنهایة**۔ بیروت، لبنان: مکتبہ المعارف۔

۳۶۲۔ **نمیری**، ابو زید عمر بن شیبہ بصری (م۲۶۲ھ)۔ **أخبار المدینه**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیہ، ۱۴۱۷ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۳۶۳۔ **یعقوبی**، احمد بن ابی یعقوب بن جعفر بن وہب ابن واضح الکاتب العباسی (م۲۸۷ھ/ ۸۹۷ء)۔ **تاريخ اليعقوبى**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

(۱۳) الأدب و اللغة

۳۶۴۔ **ابن اثیر**، ابو السعادات مبارک بن محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبدالواحد شیبانی جزری (۵۴۴-۶۰۶ھ/ ۱۱۴۹-۱۲۱۰ء)۔ **النهاية فى غريب الحديث والأثر**۔ قم، ایران: مؤسسہ مطبوعاتی اسماعیلیان، ۱۳۶۴ھ۔

۳۶۵۔ **ازہری**، ابو منصور محمد بن احمد (۲۸۲-۳۷۰ھ)۔ **تهذيب اللغة**۔ الدار المصریۃ للتالیف والترجمۃ۔

۳۶۶۔ **تھانوی**، محمد بن علی ابن القاضی محمد حامد بن محمد صابر الفاروقی حنفی (م۱۱۵۸ء)۔ **كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم**۔ بیروت، لبنان: مکتبہ لبنان ناشرون، ۱۹۹۶ء۔

۳۶۷۔ **حاجی خلیفہ**، مصطفیٰ بن عبد اللہ حنفی (۱۰۱۷-۱۰۶۷ھ)۔ **كشف الظنون**۔ بغداد، عراق: المکتبۃ المثنی، ۱۹۷۴ء۔

۳۶۸۔ **حسینی**، ابراہیم بن محمد (۱۰۵۴-۱۱۲۰ھ)۔ **البيان والتعريف**۔ بیروت، لبنان: دار الکتاب العربی، ۱۴۰۱ھ۔

۳۶۹۔ **جرجانی**، علی بن محمد بن علی، سید شریف (۷۴۰-۸۱۶ھ)۔ **التعريفات**۔ بیروت، لبنان: عالم الکتب، ۱۴۱۶ھ/ ۱۹۹۶ء۔

۳۷۰۔ **جزری**، ابو السعادات مبارک بن محمد (۵۴۴-۶۰۶ھ)۔ **النهاية في غريب الأثر**۔ بیروت، لبنان: المکتبۃ العلمیۃ، ۱۳۹۹ھ۔

۳۷۱۔ **الدینوری**، ابو بکر احمد بن مروان بن محمد القاضی المالکی (م۳۳۳ھ)۔ **المجالسة وجواهر العلم**۔ بیروت، لبنان: دار ابن حزم، ۱۴۱۹ھ۔

۳۷۲۔ **راغب اصفہانی**، ابو قاسم حسین بن محمد بن مفضل (م۵۰۲ھ/ ۱۱۰۸ء)۔ **محاضرات الأدباء ومحاورات الشعراء والبلغاء**۔ بیروت، لبنان: دار القلم، ۱۴۲۰ھ/ ۱۹۹۹ء۔

۳۷۳۔ ——۔ **المفردات في غريب القرآن**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۳۷۴۔ **زمخشری**، ابو القاسم محمد بن عمر خوارزمی (م۵۳۸ھ)۔ **الفائق فی غريب الحديث**۔ بیروت، لبنان: دار المعرفہ۔

۳۷۵۔ **سعدی**، ابو حبیب۔ **القاموس الفقهی**۔ کراچی، پاکستان: ادارہ القرآن و العلوم الاسلامیہ۔

۳۷۶۔ **شافعی**، ابو عبد اللہ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع قرشی (۱۵۰-۲۰۴ھ/ ۷۶۷-۸۱۹ء)۔ **ديوان الشافعی**۔ قاہرہ، مصر: مکتبہ ابن سینا۔

۳۷۷۔ **ابن فارس**، ابو الحسین احمد بن فارس بن زکریا قزوینی رازی (م۳۹۵ھ)۔ **معجم مقاييس اللغة**۔ دمشق، شام: اتحاد الکتاب العرب، ۱۴۲۳ھ/۲۰۰۲ء۔

۳۷۸۔ **قنوجی**، ابو طیب صدیق بن حسن القنوجی (۱۲۴۸-۱۳۰۷ھ)۔ **أبجد العلوم الوشي المرقوم في بيان أحوال العلوم**۔ بیروت، لبنان: دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۷۸ء۔

۳۷۹۔ **ابن منظور**، محمد بن مکرم بن علی بن احمد بن ابی قاسم بن حبقہ اُفریقی (۶۳۰-۷۱۱ھ/ ۱۲۳۲-۱۳۱۱ء)۔ **لسان العرب**۔ بیروت، لبنان: دار صادر۔

۳۸۰۔ **ہروی**، ابو عبید احمد بن محمد (م۴۰۱ھ)۔ **الغريبين فی القرآن والحديث**۔ بیروت، لبنان: مکتبہ عصریہ، ۱۹۹۹ء۔

(۱۳) متفرقات

۳۸۱۔ **حمید اللہ**، ڈاکٹر محمد۔ **مجموعة الوثائق السياسية**۔ بیروت، لبنان: دار الارشاد۔

۳۸۲۔ **محمد عبدہ** (۱۲۶۵-۱۳۲۳ھ/ ۱۸۴۹-۱۹۰۵ء)۔ **المسلمون والإسلام**۔

۳۸۳۔ **اسماعیل محمد میقا۔ مبادی اسلام و منهجه۔**

۳۸۴۔ **تعلیمِ اَمن اور اِسلام: درسی کتاب برائے اَعلیٰ ثانوی درجات۔** اسلام آباد، پاکستان: اِدارہ اَمن وتعلیم، ۱۴۳۵ھ/۲۰۱۴ء۔

385. www.binbaz.org.sa/mat/1934

(۱۴) انگریزی کتب

386. Hitti, Philip K, *History of the Arabs*, Macmilan Education Ltd., 1991.

387. John Laffin, *Holy War: Islam Fights* (London, Graffton Books, 1988).

388. Karen Armstrong, *Holy War: The Crusades and Their Impact on Today's World* (New York: Anchor Books, 2001).

389. Reuven Firestone, *Jihad: The Origin of Holy War in Islam* (New York: Oxford University Press, 1999).

390. Suhas Majumdar, *JIHAD: The Islamic Doctrine of Permanent War* (New Delhi: The Voice of India, 1994).

391. Watt, Montgomery Watt, *Islamic Political Thought: The Basic Concepts*, Edinburgh University Press, 1980.

Notes

Notes

Notes

Notes

Notes